Spot CMYK#Waheed

ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت
مفتی محمد یونس مفتی محمد امجد حکیم محمد فیضان غفار الحق

فی شمارہ.............. 25 روپے
سالانہ............... 300 روپے

خط و کتابت کا پتہ
ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959
راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

پبلشرز
محمد رضوان
سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ ''التبلیغ'' حاصل کیجئے

قانونی مشیر
الحاج غلام علی فاروق
(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

ڈاک کا پتہ تبدیل ہو جانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17
عقب پٹرول پمپ و چمڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان
فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5780728
www.idaraghufran.org
Email: idaraghufran@yahoo.com

ترتیب وتحریر

صفحہ

اداریہ ....ملک وملت بحرانوں کی زَد میں..............مفتی محمد رضوان ۳

درسِ قرآن(سورہ بقرہ قسط۴۰، آیت نمبر۵۲،۵۳)......بنی اسرائیل کے اوپر پانچواں اور چھٹا انعام.....// // ۸

درسِ حدیث ....جمعہ کی رات کی فضیلت واہمیت اور متعلِّقہ مسائل (قسط۱)........// // ۱۰

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

ماہِ محرم: تیسری نصف صدی کی اجمالی تاریخ کے آئینے میں..........مولوی طارق محمود ۱۶

موجودہ بحران، اسباب اور علاج...........(ملکی صورتحال پر ملک کے ممتاز علمائے کرام کا مشترکہ موقف) ۲۸

نکاح کی اہمیت اور طلاق کی مذمَّت (قسط۱) **(اصلاحی خطاب)**...................مفتی محمد رضوان ۳۷

پاکی ناپاکی کے مسائل (قسط۱۰).......................................مفتی محمد امجد حسین ۴۲

معیشت اور تقسیمِ دولت کا فطری اسلامی نظام (قسط۱۵)...................................// // ۴۶

اولاد کی تربیت کے آداب (قسط۱۰)...مولانا محمد ناصر ۵۰

تقویٰ اور صادقین کی معیَّت (قسط۲)..............**اصلاحی مجلس:** حضرت نواب محمد عشرت علی خان صاحب ۵۴

مداہنت اور حق سے سکوت، فتنوں کا سبب (قسط۱)..................................مفتی محمد رضوان ۵۸

علم کے مینار...............سرگذشت عہدِ گُل (قسط۴)..............مولانا محمد امجد حسین ۶۳

تذکرۂ اولیاء:........ماضی قریب کی چند صالحہ خواتین کا ذکر.....................امتیاز احمد ۶۵

پیارے بچو! .... قرآن مجید حفظ کرنے کے فائدے................حافظ محمد ناصر ۶۹

بزمِ خواتین .... زیب وزینت کی شرعی حیثیت اور حدود (قسط۹).......مفتی ابوشعیب ۷۳

آپ کے دینی مسائل کا حل..... جمعہ سے پہلے اور بعد میں کتنی رکعتیں سُنَّت ہیں؟...ادارہ ۷۸

کیاآپ جانتے ہیں؟............ سوالات وجوابات..........ترتیب: مفتی محمد یونس ۸۷

عبرت کدہ .... حضرت اسماعیل علیہ السلام (قسط۱).........................ابوجویریہ ۹۰

طب وصحت.................بیر (JUJUBA) سدر..........................حکیم محمد فیضان ۹۴

اخبارِ ادارہ .... ادارہ کے شب وروز..........................مولانا محمد امجد حسین ۹۶

اخبارِ عالم .... قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں...................ابرار حسین ستی ۹۷

Rights of Fellowmen on the Day of Judgment.........................// // ۱۰۰

Idara Ghufran

اداریہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم مفتی محمد رضوان

ملک وملت بحرانوں کی زَد میں

اس وقت ملک کے اکثر حصوں میں روزانہ مختلف اوقات میں بجلی کی آمد معطّل ہورہی ہے، رات دن کے چوبیس گھنٹوں میں ایک سے زیادہ مرتبہ بجلی کی آمد میں تعطل جاری ہے، جبکہ بعض علاقوں میں پورے پورے دن اور رات بجلی معطل رہتی ہے۔

اور یہی کچھ معاملہ گیس کی سپلائی کا بھی ہے، سی این جی پمپوں کو گیس کی عدمِ سپلائی یا ضرورت سے کم سپلائی ہونے کی وجہ سے پمپوں پر گاڑیوں کی لمبی لمبی لائنیں لگنا آئے دن کا معمول بن چکا ہے، اس طرح بیشتر علاقوں میں سوئی گیس کی سپلائی میں غیر معمولی کمی اور تعطل نیز ایل پی جی گیس کی قیمتوں میں ہوشرُ با اضافے اور سلنڈروں کی بھرائی میں مشکلات نے گھریلو صارفین کا ناک میں دَم کر رکھا ہے۔

دوسری طرف ملک میں آٹے اور چینی وغیرہ کے پیدا ہونے والے حالیہ بحران سے پوری قوم تِلملا اُٹھی ہے، جس پر روزانہ اخبارات اور دیگر ذرائع ابلاغ میں مختلف تجزیے اور چرچے شائع ونشر ہورہے ہیں۔

آٹے اور چینی کے علاوہ روزمرّہ استعمال کی دیگر ضروری اشیاء اور اجناس کی قیمتوں کا یہ حال ہے کہ کسی حد پر ان کو ٹھہراؤ ہی نہیں؛ صبح شام بدل رہی ہیں اور مسلسل چڑھتی جارہی ہیں، غریب اور عام تنخواہ دار طبقہ (جو اس ملک کا غالب اکثری طبقہ ہے) کی زندگی اس کمر توڑ مہنگائی نے اجیرن کر کے رکھ دی ہے، اور سفید پوشوں کو اپنی سفید پوشی کا بھرم رکھنا مشکل ہوگیا۔

اور مزید براں ملک میں لوٹ مار، قتل وغارت گری اور حملوں کا راج ہے؛ آئے دن خودکش حملے یا ریموٹ بَم بھی معمول بنتے جارہے ہیں۔

اس صورتِ حال سے ملک ''اندھیر نگری چوپٹ راج'' کا نقشہ پیش کررہا ہے، اور اس چوپٹ راج کی بہتی گنگا میں ذخیرہ اندوز، بلیک مارکیٹنگ کرنے والے اور مارکیٹوں ومنڈیوں کی اجارہ دار پسِ پردہ قوتیں صرف ہاتھ ہی نہیں دھورہے بلکہ نہارہے ہیں، اور نہال ہورہے ہیں؛ آٹا بحران پیدا کرنے کے حوالے سے جو تلخ حقائق سامنے آئے ہیں، جس کی رُو سے بیوروکریسی کی کچھ کالی بھیڑوں کی ہوسِ زَر، اور بعض سابق حکمرانوں کی نالائقی ونااہلی یا میل ملاپ اور خود بہت سے فلور مل مالکان اور سرمایہ داروں کا زیادہ کمائی

کی لالچ میں گندم بیرون ملک سمگل کرنے جیسے اُمور شامل ہیں، ورنہ ایک زرعی ملک کہ گندم جس کی سب سے بڑی پیداوار ہے، اور وہ ہر سال ٹنوں کے حساب سے گندم برآمد کرتا ہے، وہاں آٹے کا بحران چہ معنیٰ دارد؟

ملک آج جن گونا گوں بحرانوں کا شکار ہے اور گرداب بلا میں ایڑی سے چوٹی تک پھنسا اور دھنسا ہوا ہے، یہ کمر توڑ مہنگائی اور معاشی دیوالیہ پَن ان میں سے محض ایک بحران ہے، اس کے علاوہ کتنے ایسے یہاں آئے دن جَنَم لے رہے ہیں اور مستقبل میں کیسے کیسے خطرات کے بادل ملک وقوم کے سر پر منڈلا رہے ہیں، قوم کے باشعور طبقے اس سے بخوبی آگاہ ہیں۔

وطن کی فکر کر، ناداں! مصیبت آنے والی ہے ‌ ‌ تیری بربادیوں کے مشورے ہیں آسمانوں میں

ان ناگفتہ بہ حالات میں دین بیزار طبقہ اشرافیہ، خدا فراموش مقتدر قوتیں اور روشن خیالی وجدت پسندی کے زعمِ باطل میں مبتلا اَربابِ حل وعقد جو بھی مادی وسطحی تدبیریں اختیار کررہے ہیں، وہ سب اُلٹی پڑ رہی ہیں۔ ع اُلٹی ہوگئیں سب تدبیریں، کچھ نہ دوا نے کام کیا۔

مقتدر حلقوں کی طرف سے ملک میں بجلی کے بحران کی وجہ پانی کی قلت اور بجلی کے استعمال کے روز بروز بڑھتے ہوئے اضافہ کو قرار دیا جارہا ہے۔

اور اس میں کوئی شبہ بھی نہیں کہ ملک میں جس مقدار وتناسب کے ساتھ پانی کے ذخائر موجود ہیں، وہ ملکی آبادی کے استعمال کے لحاظ سے کافی کم ہیں، اور اسی طرح بجلی کے استعمال میں روز بروز اضافہ میں بھی ترقی ہورہی ہے۔

ہمارے حکمران عادت سے مجبور ہونے کے باعث اپنے آپ کو آٹے ودیگر اشیائے خوردنی، گیس اور بجلی کے بحران کا ذمہ دار قرار دینے کو کسی طرح گوارا کرنے کے لیے تیار نہیں، اور عوام کی حالت بھی یہی ہے کہ وہ اپنے آپ کو ذمہ دار قرار دینے کے بجائے پورا پورا ذمہ دار حکومت کو قرار دے رہے ہیں۔

لیکن اس سلسلہ میں ہماری منصفانہ رائے یہ ہے کہ اِن سب بحرانوں کے ذمہ دار دونوں فریق ہیں، حکمران بھی اور عوام بھی۔

حکمرانوں کو بھی اپنی ذمہ داری کا پوری طرح احساس نہیں اور عوام کو بھی۔

دین کے ایک داعی کی حیثیت سے ہم اپنا فرضِ منصبی سمجھتے ہیں کہ اپنی قوم کو متوجہ کریں۔

اور ہم اس کو کسی اور کے الفاظ میں بیان کرنے کے بجائے قرآن کے الفاظ میں بیان کرنا زیادہ مناسب سمجھتے ہیں:

ارشاد ہے:

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ

(سورة النحل آيت نمبر ۱۱۲)

ترجمہ: ''اللہ تبارک وتعالیٰ ایک بستی والوں کی حالتِ عجیبہ بیان فرماتے ہیں کہ وہ لوگ بڑے امن واطمینان میں رہتے تھے، اور ان کے کھانے، پینے، پہننے کی چیزیں بڑی فراغت سے ہر چار طرف سے ان کے پاس پہنچا کرتی تھیں، ان لوگوں نے خدا کی نعمتوں کی بے قدری کی (کفر وشرک اور گناہوں میں مبتلا ہوگئے) اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کی حرکتوں کے سبب سے ایک محیط (عام) قحط اور خوف کا مزہ چکھایا (کہ مال ودولت کی فراوانی سلب ہوکر قحط اور بھوک میں مبتلا ہوگئے اور دشمنوں کا خوف مسلط کرکے ان کی بستیوں کا امن واطمینان بھی سلب کرلیا)'' (ترجمہ از معارف القرآن جلد۵ صفحہ ۵۱۰)

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اگرچہ ایک خاص قوم کی حالت بیان فرمائی ہے، لیکن مقصود یہ ہے کہ تمام لوگ اُس قوم کی حالت سے عبرت پکڑیں، اور جن اعمال کی وجہ سے وہ قوم اللہ تعالیٰ کے عذاب وسزا کی مستحق ہوئی، اُن اعمال سے بچیں۔

اس آیت میں ایک مثال اور واقعہ کے انداز میں تمدنی زندگی کے لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنا ایک فطری ضابطہ بیان فرمایا ہے، اور عمل وردِعمل کا قانون واضح فرمایا ہے، کہ جو قوم ومعاشرہ سوسائٹی اور تمدن، اللہ تعالیٰ کی عام نافرمانی اور اس کی نعمتوں کی عمومی ناقدری جیسے جرم کا ارتکاب کرتی ہے، تو دنیا میں اس کا نتیجہ دو ہمہ گیر سزاؤں کی صورت میں نکالتا ہے، ایک بھوک وقحط اور دوسرا خوف وڈر۔

اب جو شخصی ونجی سطح سے لے کر قومی واجتماعی سطح تک اپنے حالات کا ہم جائزہ لے لیں، کہ کون سی نعمت ہے جو زندگی کے لیے کس درجہ میں اہمیت رکھتی ہو اور ہمیں نہ ملی ہو، ہمارا ملک محلِ وقوع اور حدودِ اربعہ کے لحاظ سے بہترین خطۂ زمین ہے، معتدل موسم، اناج، غلوں، ترکاریوں، سبزیوں، پھلوں میں سے انواع واقسام

کی بہترین پیداواریں ہمیں حاصل ہیں، زرعی وزرخیز زمین میں، افرادی قوت اور باصلاحیت وہنرمند افراد میں دنیا کی قوموں میں ہم پیش پیش ہیں، پہاڑی، میدانی، ساحلی ہرنوع کے زمینی خطے اور پٹیاں، دریاؤں اور نہروں کی فراوانی، مادی وسائل اور اسلحہ وہتھیاروں میں پورے عالمِ اسلام میں امتیازی حیثیت کے ہم حامل ہیں۔

لیکن ان نعمتوں کی ناقدری اور بے دردی سے ان کا ضیاع تقریباً ہمارا قومی کلچر بن چکا ہے، بجلی کا ضیاع، پانی کا ضیاع، کھانے پینے کی چیزوں کے استعمال اور ضیاع میں بازاری اور سوقیانہ پَن، اور اپنی چھوٹی چھوٹی انفرادی سفلی خواہشات اور فائدے کے لیے دین ومذہب کے بڑے سے بڑے تاکیدی حکم کی سرِ عام پائمالی اور پورے دھڑلے سے قومی واجتماعی مفاد پر شخصی وذاتی مفادات کی ترجیح دیناوغیرہ وغیرہ؛ یہ ہماری قوم کاایک عمومی مزاج بن چکا ہے۔ ع کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں؟

اس کے نتیجہ میں بھوک اور خوف دونوں چیزیں ہم پر مسلط ہوتی جارہی ہیں، جتنے ہمارے قومی بحران ہیں اور بڑے المیے جنَم لے رہے ہیں؛ حاصل ان کا یہی دو چیزیں ہیں، بھوک اور خوف، کافروں کا خوف ایسا ہم مسلط ہوکر ہمارے رگ وریشے میں سرایت کر چکا ہے کہ گزشتہ آٹھ دس سال سے ہمارے سارے قومی مفادات اسی خوف کی نذر ہورہے ہیں، جان، مال، عزت، آبرو، غیرت وناموس، دین ومذہب۔ سب کچھ اس الاؤ میں جھونک دیا، قوم کے کارآمد وجانباز لوگوں کو پکڑ پکڑ کر غیروں کی درندگی کی بھینٹ چڑھادیا گیا؛ اپنے قومی وملی ہیروز کو اقتدار کی بھیک پانے کے لیے قربانی کا بکرا بنادیا۔

اپنی زمین، فضائیں، سمندر، بندرگاہیں، طاغوت کے دسترس میں دیدی گئیں، تاکہ وہ ہمارے مسلمان بھائیوں کے خون سے ہولی کھیلتا رہے؛ لیکن خوف ہے کہ گہرا ہی ہوتا جارہا ہے، خطرات ہیں کہ بڑھتے ہی جارہے ہیں، اور بھوک وقحط کا نقشہ جو بھی اس عرصے میں گہرے سے گہرا ہوتا گیا ہے، آٹا بحران ہو، یا بجلی وگیس کا بحران ہو یا مہنگائی کی اور جتنی بھی شکلیں ہیں، سب بھوک وقحط کے مظاہر ہیں۔

خدا کی اس بے آواز لاٹھی کی زَد سے نکلنے اور اس بھنور سے خلاصی پانے کا روحانی نسخہ مختصر الفاظ میں ہی ہے کہ جن نافرمانیوں، نعمتوں کی ناقدریوں کی وجہ سے یہ آزمائش آئی ہے، ان سے باز آجائیں، اپنے رب کے حضور سچی توبہ کریں۔

دوسری طرف ملک میں 2008ء کے انتخابات کا زمانہ بھی قریب ہے، اور سیاسی میدان میں شرکت کرنے

والی جماعتیں پورے زور وشور سے انتخابی سرگرمیوں میں مشغول ہیں۔

لیکن اس وقت جن حالات میں انتخابات منعقد ہونے جارہے ہیں، ان کے نتائج جو بھی نکلیں؛ بہرحال ملک میں سخت بدامنی اور فتنہ وانتشار کے خطرات لاحق ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیاوآخرت کی سلامتی وعافیت نصیب فرمائیں۔آمین

علماء، مشائخ، ماہرینِ علومِ دینیہ اور اربابِ فقہ وفتاویٰ کے لئے خصوصی پیش کش

دینی مدارس، علمی مراکز، اور دینی وتحقیقی اداروں کے لئے مفید سلسلہ

ادارہ غفران ٹرسٹ راولپنڈی کے ترجمان ماہنامہ ''التبلیغ'' کا

علمی وتحقیقی سلسلہ 11

''المشکلاتُ الحاضرۃ فی حُرمۃ المصاھرۃ''

شائع ہوگیا ہے

﴿خواہش مند حضرات ناظم ماہنامہ ''التبلیغ'' سے رجوع فرمائیں﴾

(اضافہ واصلاح شدہ جدید ایڈیشن)

ماہِ صفر اور جاہلانہ خیالات

قمری واسلامی سال کے دوسرے مہینے ''صفر'' سے متعلق شرعی احکامات، زمانۂ جاہلیت کے توہمات اور نظریات اور ان کا ردّ، موجودہ دور کی سینکڑوں توہّم پرستیاں، اور زمانۂ جاہلیت سے ان کا تعلق۔ اور اس سلسلہ میں اسلامی تعلیمات وہدایات

مرتب: مفتی محمد رضوان

مدیر

ادارہ غفران، چاہ سلطان، راولپنڈی، پاکستان

درسِ قرآن (سورہ بقرہ قسط۴۰، آیت نمبر ۵۲،۵۳)　　مفتی محمد رضوان

بنی اسرائیل کے اوپر پانچواں اور چھٹا انعام

ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِنْم بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ(۵۲) وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ (۵۳)

ترجمہ: ''پھر معاف کیا ہم نے تم کو اس (جرم) کے بعد بھی تا کہ تم شکر مانو۔

اور (یاد کرو اس وقت کو) جب ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب اور فرق بیان کرنے والے احکام دیے تا کہ تم سیدھی راہ پاؤ'' (ترجمہ ختم)

تفسیر وتشریح

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے طور پہاڑ پر جانے کے بعد اُن کی قوم نے بچھڑے کے مجسمہ کی پوجا شروع کر دی، اور یہ عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک سخت گناہ اور پکڑ کا باعث تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے درگزر فرما دیا۔ اسی کو فرماتے ہیں:

ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِنْم بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ

مطلب یہ ہے کہ تمہارے بچھڑا تجویز کرنے کے باوجود جب کہ تمہارا جُرم بہت بڑا تھا ہم نے اے بنی اسرائیل تم سے درگزر کیا تا کہ تم اللہ تعالیٰ کا احسان مانو اور اس کی شکر گزاری کرو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر اپنا پانچواں انعام یہ بیان فرمایا ہے کہ اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت چھوڑ کر بچھڑے کے مجسمے جیسی حقیر چیز کی پوجا کر کے نا قابلِ معافی جرم کا ارتکاب کیا تھا، جس پر اُنہیں فرعون اور اس کی قوم کی طرح ہلاک کیا جا سکتا تھا۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل فرماتے ہوئے اُن سے درگزر کیا تا کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے درگزر کرنے پر شکر کریں، کیونکہ قاعدہ ہے کہ جس پر احسان کیا جاتا ہے، وہ احسان کرنے والے کا ممنون اور شکر گزار رہوتا ہے اور درگزر عقل مَندوں کے نزدیک شکر کا باعث بنا کرتا ہے (معارف القرآن ادریسی، بتغیر) [۱]

---

[۱] فمعنى الكلام اذاً: ثم عفونا عنكم من بعد اتخاذكم العجل الهاً، لعلكم تشكرون على عفوى عنكم، اذ كان العفو يوجب الشكر علىٰ اهل اللب والعقل (تفسير طبرى)

شکرِ نعمت کے اعتراف کرنے اور نعمت کو صحیح صحیح اور ٹھیک ٹھیک استعمال کرنے کا نام ہے۔ ۱

امام قرطبی نے فرمایا کہ ’’عفو‘‘ اللہ تعالیٰ کے اپنی مخلوق سے درگزر کرنے کو کہا جاتا ہے اور کبھی یہ سزا کے بعد ہوتا ہے اور کبھی سزا سے پہلے اور مغفرت ایسے درگزر کو کہا جاتا ہے جس کے ساتھ سزا بالکل نہیں ہوتی۔

اس آیت میں بچھڑے کو ’’عجل‘‘ کہا گیا ہے، اور عربی میں ’’عجل‘‘ جلد بازی کو کہا جاتا ہے؛ جس کی وجہ یہ ہے کہ اُن لوگوں نے بچھڑے کی پرستش کرنے میں جلد بازی سے کام لیا تھا اور موسیٰ علیہ السلام کا انتظار نہیں کیا (قرطبی) ۲

اس کے بعد اگلی آیت میں چھٹا انعام یہ ذکر فرمایا کہ

وَاِذْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ

مطلب یہ ہے کہ اور اے بنی اسرائیل! اس وقت کو بھی یاد کرو جب ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب یعنی توریت دی اور حق اور باطل میں فرق کرنے والی چیز دی تاکہ تم سیدھی راہ پاؤ

حق اور باطل میں فرق کرنے والی سے چیز سے مراد یا تو وہ احکام تھے جو توریت میں لکھے ہوئے تھے، اور ان احکام کو حق اور باطل میں فرق کرنے والے اس لیے کہا گیا کیونکہ شریعت کے احکام کے ذریعے اعتقادی اختلافات کا بھی فیصلہ ہوجاتا ہے اور عملی اختلافات کا بھی فیصلہ ہوجاتا ہے۔

یا پھر حق اور باطل میں فرق کرنے والی چیز سے وہ معجزات مراد تھے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیے تھے، کیونکہ اُن معجزات کے ذریعے سے بھی سچے اور جھوٹے دعووں کا فیصلہ ہوسکتا تھا۔

یا پھر حق اور باطل میں فرق کرنے والی چیز سے خود توریت ہی مراد تھی، یعنی یہ صرف کتاب ہی نہیں بلکہ کتاب ہونے کے ساتھ ساتھ حق اور باطل میں فیصلہ کرنے والی بھی ہے (معارف القرآن عثمانی، بتغیر) ۳

---

۱ والشکر الاعتراف بالنعمة والقیام بالخدمة، فمن کثر ذالک منه سُمِّیَ شکورا (فتح الباری لابن حجر، باب قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

۲ قوله تعالیٰ (ثم عفونا عنکم) العفو: عفو الله عزوجل عن خلقه وقد یکون بعد العقوبة وقبلها بخلاف الغفران فأنه لایکون معه عقوبة البتة............ قوله تعالیٰ (من بعد ذٰلک) أی من بعد عبادتکم العجل. وسمی العجل عجلا لاستعجالهم عبادته (تفسیر قرطبی، جزء ۱ صفحه ۳۹۷)

۳ الفرقان وهو مایفرق بین الحق والباطل والهدی والضلال (ابنِ کثیر)

درسِ حدیث

مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

جمعہ کی رات کی فضیلت واہمیت اور متعلِّقہ مسائل (قسط ۱)

شرعی اعتبار سے عموماً رات دن کے تابع ہوتی ہے اور رات پہلے آتی ہے اور دن بعد میں آتا ہے، لہٰذا جمعہ کا دن شروع ہونے سے پہلے اور جمعرات کا دن ختم ہونے پر جو رات آتی ہے وہ جمعہ کے دن کے تابع ہے، اور جمعہ کے دن کے تابع ہونے کی وجہ سے جمعہ کے دن کی طرح شبِ جمعہ کے متعلق بھی احادیث میں مختلف فضائل وارد ہوئے ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

لَیْلَةُ الْجُمُعَةِ لَیْلَةٌ غَرَّاءُ وَیَوْمُ الْجُمُعَةِ یَوْمٌ اَزْهَرُ (شعب الایمان للامام البیهقی ۱؎

ترجمہ: ''جمعہ کی رات روشن رات ہے اور جمعہ کا دن چمکتا دن ہے'' (ترجمہ ختم)

یعنی جمعہ کی رات اور دن میں اللہ تعالیٰ نے ذاتی طور پر معنوی خیر وبرکت اور نورانیت رکھی ہے اور جو شخص ان اوقات میں عبادت کرتا ہے اس کے ثواب میں خاص نورانیت ہوتی ہے، تو نورانیت نیک عمل کے اعتبار سے بھی ہے اور جمعہ کے دن ورات کی ذات کے اعتبار سے بھی۔ ۲؎

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

لَیْسَ عِنْدَاللّٰهِ یَوْمٌ وَلَا لَیْلَةٌ تَعْدِلُ اللَّیْلَةَ الْغَرَّاءَ وَالْیَوْمَ الْاَزْهَرَ (الجامع الصغیر للسیوطی و

۱؎ ج:۳ ص:۳۷۵، فضائل الاوقات للامام البیهقی، ص:۱۰۵ و عبدالرزاق ج۴ ص ۳۱۷ و مسند احمد، کنزالعمال ج۷ ص ۷۱۶، رقم حدیث ۲۰۱۶۶ بحواله ابن سنی فی عمل الیوم و اللیلة ، و جامع صغیر ج۵ رقم حدیث ۶۶۷۸ بحواله بیهقی فی شعب الایمان و ابن عساکر ومجمع الزوائد ج۲ ص ۱۱ وقال المناوی ''ورواه أبونعیم فی الحلیة وکذا البزار کلهم من روایة زائدة بن أبی الرقاد عن زیاد النمیری عن أنس بن مالک قال النووی فی الأذکار: أسناده ضعیف اھ'' فیض القدیر جزء ۵ صفحه ۱۶۷)

۲؎ قال الطیبی ای انور من الغرة اھ...... الازهر الابیض و منه اکثروا الصلاة علی فی اللیلة الغراء والیوم الازهر ای لیلة الجمعة و یومها اھ، والنورانیة فیهما معنویة لذاتهما فالنسبة حقیقیة او للعبادة الواقعة فیهما فالنسبة مجازیة (مرقاة شرح مشکوٰة ج۳ ص ۲۴۴ ، باب الجمعة، الفصل الثالث)

کنزالعمال ج۷ ص ۷۱۸ رقم حدیث ۲۱۰۷۸ ص ۷۰۹ رقم حدیث ۲۱۰۴۱ بحوالہ ابن عساکر)

ترجمہ: ''کوئی رات اور کوئی دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک روشن رات و چمکدار دن (یعنی شبِ جمعہ اور جمعہ کے دن) کے برابر نہیں ہے'' (ترجمہ ختم)

فائدہ: جمعہ کی رات کو روشن رات اور جمعہ کے دن کو چمکدار دن فرمانے سے جمعہ کے دن اور رات کی فضیلت بتلانا اور ظاہر کرنا مقصود ہے۔

جمعہ کی رات میں دعا واستغفار کی قبولیت وفضیلت

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

اِنَّ اللہَ عَزَّوَجَلَّ یَنْزِلُ کُلَّ لَیْلَۃِ جُمُعَۃٍ مِنْ اَوَّلِ اللَّیْلِ اِلٰی آخِرِہٖ اِلَی السَّمَاءِ الدُّنْیَا وَفِیْ سَائِرِ اللَّیَالِیْ فِی الثُّلُثِ الْآخِرِ مِنَ اللَّیْلِ فَیَأْمُرُ مَلَکًا یُّنَادِیْ هَلْ مِنْ سَائِلٍ فَاُعْطِیَہٗ ؟هَلْ مِنْ تَائِبٍ فَاَتُوْبُ عَلَیْہِ ؟ هَلْ مِنْ مُسْتَغْفِرٍ فَاُغْفِرُ لَہٗ ؟ یَا طَالِبَ الْخَیْرِ اَقْبِلْ وَیَا طَالِبَ الشَّرِّ! اَقْصِرْ (کنزالعمال ج ۱۴ رقم حدیث ۳۸۲۹۵ بحوالہ دارقطنی فی احادیث النزول ،کذافی النزول للدارقطنی ج ۱ ص ۴)

ترجمہ: ''بلاشبہ اللہ عزوجل ہر جمعہ کی رات میں رات کے شروع حصہ سے رات کے آخری حصہ تک اور دوسری (عام) تمام راتوں میں سے صرف رات کے آخری تہائی حصہ میں آسمان دنیا پر اپنی شان کے مطابق نزول فرماتے ہیں اور فرشتہ کو حکم فرماتے ہیں کہ وہ یہ اعلان کرے کہ کیا کوئی مانگنے والا ہے جسے میں عطا کروں؟ کیا کوئی توبہ کرنے والا ہے جس کی میں توبہ قبول کروں؟ کیا کوئی مغفرت طلب کرنے والا ہے جس کی میں مغفرت کروں؟ اے خیر کے طالب آگے بڑھ اور اے شر کے طالب باز آجا'' (ترجمہ ختم)

فائدہ: اس طرح کی فضیلت بعض دوسری فضیلت کی راتوں کے بارے میں بھی دیگر روایات میں وارد ہوئی ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا۔

خَمْسُ لَیَالٍ لَایُرَدُّ فِیْهِنَّ الدُّعَاءُ لَیْلَۃُ الْجُمُعَۃِ وَاَوَّلُ لَیْلَۃٍ مِّنْ رَّجَبٍ وَ لَیْلَۃُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ وَلَیْلَتَا الْعِیْدِ (شعب الایمان ج:۳ ص:۳۴۲ و فضائل الاوقات ص:۳۱۲، مصنف عبدالرزاق ج:۴، ص:۳۱۷) [1]

---

[1] اخرجہ عبدالرزاق ج۴ ص۳۱۷ کتاب الصیام باب الصف من شعبان و اخرجہ البیہقی فی شعب الایمان ج ۲ ص۱۳ باب الصیام فی لیلۃ العید ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

ترجمہ: پانچ راتیں ایسی ہیں جن میں کی جانے والی دعا رد نہیں ہوتی (۱) شبِ جمعہ (۲) رجب کی پہلی رات (۳) شعبان کی پندرھویں رات (۴) عید الفطر کی رات (۵) عیدالاضحیٰ کی رات (ترجمہ ختم)

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

بَلَغَنَا اَنَّهُ كَانَ يُقَالُ اِنَّ الدُّعَاءَ يُسْتَجَابُ فِىْ خَمْسِ لَيَالٍ فِىْ لَيْلَةِ الْجُمُعَةِ وَلَيْلَةِ الْاَضْحٰى وَ لَيْلَةِ الْفِطْرِ وَ اَوَّلِ لَيْلَةٍ مِّنْ رَّجَبٍ وَلَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ (شعب الایمان ج:۳، ص:۳۴۲، سنن کبریٰ ج:۳، ص:۳۱۹، لطائف المعارف للامام ابن رجب الحنبلی ص:۱۴۴، کتاب الام ج:۱ ص ۲۳۱) ۱؎

ترجمہ: ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ یوں کہا جاتا تھا کہ پانچ راتوں میں دعا قبول ہوتی ہے۔ (۱) شبِ جمعہ (۲) عیدالاضحیٰ کی رات (۳) عیدالفطر کی رات (۴) رجب کی پہلی رات (۵) شعبان کی پندرھویں رات (ترجمہ ختم)

ان روایات سے ثابت ہورہا ہے کہ جمعہ کی رات فضیلت والی رات ہے اس رات میں دعا قبول ہونے اور استغفار کی خاص فضیلت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرتِ یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے اخیر میں جب اپنی خطاؤں اور حضرت یوسف علیہ السلام پر زیادتیوں کا اعتراف واقرار کر کے اپنے والد حضرت یعقوب علیہ السلام سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ سے ہماری خطاؤں کی بخشش کی دعا کر دیجیے تو آپ نے فرمایا تھا:

﴿گذشتہ صفحے کا باقی حاشیہ﴾ و فضائل الاوقات للبیہقی ص ۳۱۲ باب فی فضل العبد رقم الحدیث ۱۴۹، خمس لیال لا یرد فیھن الدعوۃ اول لیلۃ من رجب و لیلۃ النصف من شعبان و لیلظ الجمعۃ و لیلۃ الفطرو لیلۃ النحر، ابن عساکر عن ابی امامۃ تصحیح السیوطی ضعیف. (جامع الصغیر لجلال الدین سیوطی ج۳ باب حرف الخاء) فیسن قیام ھئولاء اللیالی والتضرع والابتھال فیھا وقد کان السلف یواظبون علیہ، ورواہ ایضا اللیلمی فی الفردوس ورواہ البیھقی من حدیث بن عمر و کذا ابن ناصر والعسکری قال ابن حجر وطرقۃ کلھا معلولۃ (فیض القدیر شرح الجامع الصغیر ج۳ للامام المناوی)

۱؎ (رواہ ایضاً البیھقی فی السنن الکبری فی باب عبادۃ لیلۃ العیدین من کتاب الصلوٰۃ ج۳ ص ۳۱۹، وفی معرفۃ السنن والآثار ج۵ ص ۱۱۸، ۱۱۹ رقم ۷۳۱۰۲۸، والمناوی فی فیض القدیر شرح الجامع الصغیر ج۶ ص ۳۹۰۳۸ والزبیدی فی اتحاف السادۃ المتقین فی مسائل العیدین ج۳ ص ۴۱) قلت: وبلاغات الامام الشافعی مقبولظ کبلاغات الامام محمد بن الحسن الشیبانی والامام مالک و تعلیقات الامام البخاری رحمہ اللہ تعالیٰ (شب برأت کی حقیقت از مولانا دلاور حسین کملائی، دارالعلوم کراچی)

’’سَوۡفَ اَسۡتَغۡفِرُ لَکُمۡ رَبِّیۡ ‘‘ (سورة یوسف آیة ۹۸)

عنقریب میں تمہارے لیے اپنے رب سے مغفرت طلب کروں گا (ترجمہ ختم)

گویا آپ نے اپنے ان صاحبزادوں کے لئے فوراً ہی مغفرت طلب نہیں کی تھی، بلکہ وعدہ کرلیا تھا کہ عنقریب کروں گا۔

اس سلسلہ میں مفسرین سے دووقت منقول ہیں۔

(۱)......ایک یہ کہ آپ نے مغفرت سحری کے وقت طلب کی کہ یہ دعا کی قبولیت کا خاص وقت ہے۔

(۲)......دوسرے یہ کہ آپ نے مغفرت طلب کرنے کو شبِ جمعہ پر موقوف رکھا، جب شبِ جمعہ آئی تو آپ نے صاحبزادوں کے لیے مغفرت طلب کی۔

حضرت عکرمہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سَوۡفَ اَسۡتَغۡفِرُ لَکُمۡ (عنقریب میں تمہارے لیے مغفرت طلب کروں گا) کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا مطلب یہ تھا کہ شبِ جمعہ میں مغفرت طلب کروں گا۔

حضرت وہب بن منبہ فرماتے ہیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام بیس برس سے بھی زیادہ عرصہ تک ہر شبِ جمعہ صاحبزادوں کے لیے مغفرت طلب کرتے رہے۔

حضرت طاؤس فرماتے ہیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے مغفرت کی دعاء کو شبِ جمعہ کی سحری کے وقت پر مؤخر کیے رکھا، پھر ایسا اتفاق ہوا کہ اسی شبِ جمعہ میں دسویں محرم کی رات بھی ہوئی، اس طرح اس وقت میں تین طرح کی فضیلتیں جمع ہوگئیں، ایک شبِ جمعہ کی، دوسرے سحری کے وقت کی، اور تیسرے دسویں محرم کی۔ [۱]

---

[۱] کئی مفسرین نے اپنی تفسیروں کی کتابوں میں مندجہ بالاتفصیل بیان فرمائی ہے؛ اہلِ علم حضرات کے لیے چند حوالہ جات مندرجہ ذیل ہیں:

قال القرطبی:

قال ابن عباس اخر دعاءهٗ الی السحر وقال المثنیٰ بن الصباح عن طاؤس قال سحر لیلة الجمعة ووافق ذالک لیلة عاشوراء وفی دعاء الحفظ من کتاب الترمذی عن ابن عباس (تفسیر قرطبی جلد ۹ صفحه ۲۲۳)

و قال الجصاص:

روی عن ابن مسعود وابراهیم التیمی وابن جریج وعمروبن قیس انهٗ اخر الاستغفار لهم الی السحر لانه اقرب الیٰ اجابة الدعاء وروی عن ابن عباس عن النبی ﷺ انهٗ اخر ذالک الیٰ لیلة الجمعة (احکام القرآن جلد ۳ صفحه ۲۳۰) ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

بہرحال مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے صاحبزادوں کے استغفار کے لیے شبِ جمعہ کی مبارک رات کا انتخاب فرمایا تھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب حضرت شعیب علیہ السلام سے رُخصت ہوکر اپنی اہلیہ محترمہ کے ساتھ مصر شہر واپس لوٹ رہے تھے، تو راستے میں کوہِ طور پر اللہ تعالیٰ نے ان سے رات کے وقت کلام فرمایا۔

جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعے میں قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت میں ارشاد ہے:

﴿گذشتہ صفحے کا باقی حاشیہ﴾ وقال الزمخشری:

قیل اخر الاستغفار الیٰ وقت السحر وقیل الیٰ لیلة الجمعة لیتعمد به وقت الاجابة وقیل لیتعرف حالهم فی صدق التوبة واخلاصها وقیل اراد الدوام علی الاستغفار لهم فقد روی انهٗ کان یستغفرلهم کل لیلة جمعة فی نیف وعشرین سنة وقیل قام الی الصلاة فی وقت السحر (تفسیر الکشاف جلد۲ صفحه ۵۰۴)

وقال العلامة ابو السعود:

قیل اخر الاستغفار الیٰ وقت السحر وقیل الیٰ لیلة الجمعة لیتحری بهٖ وقت الاجابة وقیل اخرهٗ الیٰ ان یستحل لهم من یوسف علیه الصلاة والسلام او یعلم انهٗ قد عفا عنه فان عفو المظلوم شرط المغفرة ...... وقیل المراد الاستمرار علی الدعاء فقد روی انهٗ کان یستغفر کل لیلة جمعة فی نیف وعشرین سنة وقیل قام الی الصلاة فی وقت السحر (تفسیر ابو السعود جلد۳ صفحه ۱۳۸)

وقال العلامة الامام محمد بن احمد الغرناطی:

فقیل سوفهم الی السحر لان الدعاء یستجاب فیه وقیل الیٰ لیلة الجمعة (التسهیل لعلوم التنزیل جلد ۱ صفحه ۳۹۶)

وقال العلامة الآلوسی:

روی عن ابن عباس مرفوعاً انهٗ علیه السلام اخر الاستغفار لهم الی السحر لان الدعاء فیه مستجاب وروی عنه ایضاً کذالک انهٗ اخره الیٰ لیلة الجمعة وجاء ذالک فی حدیث طویل رواه الترمذی وحسنه (تفسیر روح المعانی جلد۷ صفحه ۵۵)

وفی التفسیر الجلالین:

قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُلَکُمْ رَبِّیْ الخ لِیَکُوْنَ اَقْرَبَ اِلَی الْاِجَابَةِ اَوْاِلٰی لَیْلَةِ الْجُمُعَةِ الخ (تفسیر جلالین سورة یوسف آیت نمبر ۹۸)

قال ابن کثیر:

وقدورد فی الحدیث ان ذالک کان لیلة الجمعة کما قال ابن جریر ایضاحدثنی المثنی حدثناسلیمان بن عبدالرحمن ابوایوب الدمشقی حدثنا الولید انبأنا ابن جریج عن عطاء وعکرمة عن ابن عباس عن رسول اللهﷺ سوف استغفرلکم ربی یقول حتی تأتی لیلة الجمعة وهوقول اخی یعقوب لبنیه وهذاغریب من هذاالوجه وفی رفعه نظر، والله اعلم (تفسیر ابنِ کثیر جلد۲ صفحه ۲۳۷)

وَنَادَيْنَاهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ(سورة مريم آيت ۵۲)

ترجمہ: ''اور ہم نے موسیٰ کو پکارا کوہِ طور کی دائیں جانب سے'' (ترجمہ ختم)

اس آیت کی تفسیر میں بعض مفسرین نے فرمایا کہ یہ رات بھی شبِ جمعہ کی مبارک رات تھی۔

چنانچہ امام قرطبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اَیْ كَلَّمْنَاهُ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ (قرطبی جلد ۱۱ ص ۱۰۵)

ترجمہ: ''ہم نے موسیٰ سے کلام کیا جمعہ کی رات میں'' (ترجمہ ختم)

قرآن مجید میں دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

''وَهَلْ اَتَاكَ حَدِيْثُ مُوْسىٰ'' (سورة طٰهٰ آيت نمبر ۹)

ترجمہ: ''اور کیا آپ کو موسیٰ کا واقعہ پہنچا ہے'' (ترجمہ ختم)

اس آیت کی تفسیر کے ضمن میں امام قرطبی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

وَقَالَ مَقَاتِلُ : وَكَانَ لَيْلَةُ الْجُمُعَةِ فِي الشِّتَاءِ (تفسير قرطبی)

ترجمہ: اور امام مقاتل نے فرمایا: کہ یہ واقعہ سردیوں کے موسم میں جمعہ کی رات کا ہے'' (ترجمہ ختم)

اس تفسیر کے مطابق بھی جمعہ کی رات کی فضیلت واضح ہوئی کہ اس رات میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کوہِ طور پر کلام فرمایا۔

خلاصہ یہ ہے کہ شبِ جمعہ مبارک رات ہے اور اس رات کی فضیلت واہمیت حضور ﷺ کے علاوہ بعض پہلے نبیوں سے بھی ثابت اور بہت پہلے سے مسلّم ہے، اور اس رات میں دعا اور استغفار کرنے کی خاص اہمیت وفضیلت ہے، لہٰذا شبِ جمعہ میں دعا واستغفار کا حسبِ حیثیت اہتمام کرنا چاہیے۔ (جاری ہے............)

عباسی الیکٹرونکس

بسلسلہ :تاریخی معلومات مولوی طارق محمود

ماہِ محرم: تیسری نصف صدی کی اجمالی تاریخ کے آئینے میں

☐......**ماہِ محرم ۲۵۲ھ**: میں عباسی خلیفہ المعتز باللہ کی خلافت کے لئے بیعت ہوئی،معتز باللہ ہر وقت عیش ونشاط میں ڈوبا رہتا تھا،اس کی خوبیاں کم اور برائیاں زیادہ تھیں،اس کی ماں اس کی طرف سے سلطنت کے معاملات سرانجام دیا کرتی تھی،جس کی وجہ سے ہر شخص کو امورِمملکت میں تصرف کا موقعہ ہاتھ آجاتا تھا،اور معتز دیکھا کرتا تھا،جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ سلطنت میں لوگوں کی نظروں سے بالکل گر گیا، یہ عباسی خلفاء میں ناکام حکمران تھا،اس کا زمانہ شورشوں اور انقلابات میں گزرا،اس کو انتظامِ سلطنت کا موقعہ نہیں ملا، بلکہ عباسی حکومت کا ایک حصہ دولتِ صفاریہ کی شکل میں رونما ہوا،اس کے علاوہ طبرستان پر زیدیوں کا قبضہ وتصرف ہوا،معتز باللہ ترکوں کے مقابلہ میں بہت ضعیف تھا،اوراس کا آخری زمانہ ترکوں کی وجہ سے بہت تکلیف میں گزرا،اس کی مملکت میں اس کے کئی علاقے اس سے کٹ گئے اور وہاں نئی حکومتیں بن گئیں،۲۵۴ھ میں دولتِ طولونیہ کی بنیاد اسی کے دورِحکومت میں پڑی،ترکوں نے اس سے زبردستی خلافت لے کر محمد بن واثق کے سپرد کی اور معتز نے بھی اس کے ہاتھ پر بیعت کی،بیعت کے واقعہ کے پانچ روز بعد ترک معتز کو پکڑ کر حمام میں لے گئے، یہاں اس کو غسل کرایا،اس کو پیاس لگی تو پانی نہ دیا اور وہاں سے نکال کر اس کو برف کا پانی پلا دیا،جس کے پیتے ہی معتز کا دم نکل گیا،یہ واقعہ شعبان ۲۵۵ھ کا ہے،اس کی نمازِ جنازہ مہتدی نے پڑھائی(بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب لابن العدیم ج۴ص۴۶،تاریخ الیعقوبی للیعقوبی ج۱ص۵۱۳، تاریخِ بغداد ج۱ص۲۴۸،تاریخِ ملت ج۲ص۳۷۸تا۳۸۲)

☐......**ماہِ محرم ۲۵۳ھ**: میں حضرت ابوالاشعث احمد بن المقدام بن سلیمان بن الاشعث بن اسلم بن سوید العجلی البصری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا،امیہ بن خالد، بشر بن المفضل،حزم بن ابو القطعی،حماد بن زید، خالد بن الحارث، زہیر بن علاء القیسی اور عبداللہ بن جعفر بن نجیح رحمہم اللہ سے آپ حدیث روایت کرتے ہیں، بخاری،ترمذی،نسائی،ابنِ ماجہ،ابوعبداللہ احمد بن علی بن العلاء الجوزجانی،حسین بن اسماعیل المحاملی اور ابوعروبہ حسین بن محمد الحرانی اور حسین بن یحیٰ بن عیاش القطان رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں(تہذیب الکمال ج۱ص۴۹۰،ثقات ابنِ حبان ج۸ص۳۲)

□......**ماہِ محرم ۲۵۴ھ**: میں ابوالعباس احمد بن مزاحم بن خاقان بن عرطوج مصر کے حکمران بنے، ان سے پہلے ان کے والد حکمران تھے، حکمران بننے کے دو مہینے اور ایک دن بعد ہی ان کی ربیع الآخر کے مہینے میں وفات ہوگئی، ان کے بعد مصر کی حکومت ارخوز بن اولوع طرخان ترکی کے حوالے کی گئی (النجوم الزاهرة فی ملوک مصر وقاهرة ج ا ص ۲۶۵)

□......**ماہِ محرم ۲۵۴ھ**: میں حضرت ابویعقوب اسحاق بن ابراہیم بن سوید البلوی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ ابویعقوب الرملی کے نام سے مشہور تھے، آدم بن ابی ایاس العسقلانی، اسماعیل بن ابی اویس، ایوب بن سلیمان بن بلال اور جعفر بن صبیح الحمصی رحمہم اللہ آپ کے جلیل القدر اساتذہ ہیں، ابوداؤد، ابوزرعہ عبدالرحمٰن بن عمر والدمشقی، عبداللہ بن محمد بن الصنام الرملی، عمر بن محمد بن بجیر البجیری اور ابوالعباس محمد بن احمد بن سلیمان الحصروی رحمہم اللہ آپ کے مایہ ناز شاگرد ہیں، رملہ کے مقام پر وفات ہوئی (ثقات لابنِ حبان ج ا ص ۲۶، بحواله تهذيب الكمال ج۲ ص ۳۶۶، تهذیب التهذیب ج ا ص ۱۸۸)

□......**ماہِ محرم ۲۵۴ھ**: میں حضرت ابوصالح جعفر بن مسافر بن ابراہیم بن راشد التنیسی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ ابوصالح الہذلی کے نام سے مشہور تھے، اسماعیل بن ابی اویس، اسماعیل بن مسلمۃ بن قعنب القعنبی، ایوب بن سوید الرملی، بشر بن بکر التنیسی، حسن بن بلال البصری اور خلاد بن یحییٰ الجعفی رحمہم اللہ سے حدیث کی روایت کرتے ہیں، ابوداؤد، ابنِ ماجہ، نسائی، ابوبکر احمد بن عیسیٰ الخشاب التنیسی، احمد بن محمد بن الحسن البغدادی، حسین بن احمد المالکی اور عبداللہ بن ابوداؤد رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں (الجرح والتعديل ج۲ باب ۲۰۱۰، ثقات لابنِ حبان ص ۷۰، شیوخ ابوداؤد للجیانی ص ۷۹، المعجم المشتمل لابنِ عساکر باب ۲۱۷، معجم البلدان ج۳ ص ۸۸۸، تذهيب للذهبی ج ا ص ۱۱۰، الكاشف ج ا ص ۱۸۶ بحواله تهذیب الکمال ج۵ ص ۱۱۰، تهذیب التهذیب ج۲ ص ۹۱)

□......**ماہِ محرم ۲۵۶ھ**: میں حضرت ابوعمیر عیسیٰ بن محمد بن اسحاق بن النحاس الرملی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ ابوعمیر بن النحاس کے نام سے مشہور تھے، ولید بن مسلم، ضمرۃ بن ربیعہ، ایوب بن سوید اور زید بن ابوالزرقاء رحمہم اللہ سے آپ روایت کرتے ہیں، ابوداؤد، نسائی، یحییٰ بن معین (یہ آپ سے علم، عمر اور مقام و مرتبہ میں بڑے ہیں) ابوزرعہ الرازی، ابوحاتم، جعفر الفریابی، عمر بن محمد بن بجیر، ابوبکر بن ابی داؤد اور ابنِ جوصا رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث روایت کی، امام ابوحاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ”آپ کثرت سے عبادت کرتے تھے، اور ایسی حالت میں علم حاصل کیا کہ آپ کے پاس تن ڈھانپنے کے لئے گز بھر بوسیدہ کپڑا تھا

(تاریخ ابوزرعة الدمشقی ص ۵۸، الجرح التعدیل ج۶ باب ۱۵۹۱، اکمال لابن ماکولا ج ۷ ص ۳۷۳، المعجم المشتمل باب ۷۱۳، الکاشف ج۲ باب ۴۴۶۱، تذهیب التهذیب ج۳ ص ۱۳۱، بحواله تهذیب الکمال ج۲۳ ص ۲۷، سیراعلام النبلاء ج ۱۲ ص ۵۳)

□......ماہِ محرم ۲۵۷ھ: میں حضرت ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبدالحکم بن اعین بن لیث المصری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، ادریس بن یحییٰ الخولانی، اسحاق بن بکر بن مصر، اسد بن موسیٰ، اسود بن بلال الصدفی، اشہب بن عبدالعزیز اور حجاج بن الخیار المدنی رحمہم اللہ آپ کے استاد ہیں، نسائی، ابراہیم بن یوسف الهسنجانی، سعید بن عبداللہ بن ابورجاء الانباری، ابوبکر عبداللہ بن ابوداؤد، اور عبداللہ بن محمد بن یسار رحمہم اللہ آپ کے شاگرد ہیں، آپ ایک بڑے فقیہ بھی تھے لیکن آپ پر علمِ حدیث وروایت کا غلبہ تھا (الجرح والتعدیل ج۵ باب ۱۲۱۳، المعجم المشتمل باب ۵۳۳، معجم البلدان ج۳ ص ۸۸۸، ۸۹۶، ۹۳۴، الکاشف ج۲ باب ۳۲۷۵، تذهیب التهذیب ج۲ ص ۲۱۵، نهایة السلول ص ۲۰۴، تهذیب التهذیب ج۶ ص ۱۸۹، خلاصة للخزرجی ج۲ باب ۴۱۵۱ بحواله تهذیب الکمال ج۱۲ ص ۲۱۵)

□......ماہِ محرم ۲۵۸ھ: میں حضرت ابوعلی احمد بن حفص بن عبداللہ بن راشد رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ ابوعلی نیشاپوری کے نام سے مشہور تھے، اور نیشاپور کے قاضی تھے، حفص بن عبداللہ (یہ آپ کے والد ہیں) جارود بن یزید، حسین بن الولید اور عبدان رحمہم اللہ سے آپ حدیث روایت کرتے ہیں، بخاری، ابوداؤد، نسائی، ابنِ خزیمہ، ابن ابی داؤد، ابن الشرقی، ابوبکر بن زیاد، ابوحامد بن بلال اور ابوعوانہ رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں (سیراعلام النبلاء ج ۱۲ ص ۳۸۴، تهذیب الکمال ج ۱ ص ۲۹۶، تهذیب التهذیب ج ۱ ص ۲۲)

□......ماہِ محرم ۲۶۰ھ: میں حضرت علی بن عمرو بن الحارث بن سہل بن ابوہبیرۃ یحییٰ بن عباد الانصاری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ ابوہبیرۃ البغدادی کے نام سے مشہور تھے، معاویہ، یحییٰ بن سعید الاموی، ابنِ عیینۃ، ابنِ علیہ، ابنِ ابی عدی اور ہیثم بن عدی رحمہم اللہ اور بہت بڑی جماعت آپ کے جلیل القدر اساتذہ ہیں، ابنِ ماجہ، محمد بن خلف القاضی، وکیع، احمد بن یحییٰ بن زہیر، محمد بن احمد بن ابو الثلج، ابنِ ابی حاتم اور یعقوب الجصاص رحمہم اللہ آپ کے مایہ ناز شاگرد ہیں (تهذیب التهذیب ج۷ ص ۳۲۱)

□......ماہِ محرم ۲۶۰ھ: میں حضرت ابوبکر محمد بن علی بن الہیثم البزار رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی، آپ ابن علون کے نام سے مشہور تھے، آپ کے اساتذہ درج ذیل ہیں: حارث بن ابی امامہ، محمد بن احمد بن البراء، محمد بن غالب التمتام، احمد بن علی الحراز اور احمد بن ابراہیم بن ملحان رحمہم اللہ، آپ کے شاگرد درج ذیل

ہیں: ابوالحسن بن زرقویہ، ابراہیم بن مخلد اور ابوعلی بن شاذان رحمہم اللہ، اتوار کے دن جمادی الاولیٰ ۳۵۰ھ کو آپ کی وفات ہوئی(تاریخ بغداد ج۲ ص۱۸)

□......**ماہِ محرم ۲۶۱ھ**: میں حضرت ابوعبداللہ احمد بن عثمان بن حکیم بن ذبیان الاودی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ ابوعبداللہ الکوفی کے نام سے مشہور تھے، علی بن حکیم الاودی رحمہ اللہ آپ کے بھائی تھے، احمد بن المفضل القرشی الحضر ی، اسحاق بن منصور السلولی، بکر بن عبدالرحمٰن الکوفی القاضی، بکر بن یونس بن بکیر الشیبانی، جعفر بن عون اور حسن بن بشر البجلی رحمہم اللہ آپ کے اساتذہ میں سرِ فہرست ہیں، بخاری، مسلم، نسائی، ابنِ ماجہ، احمد بن محمد بن یزید الزعفرانی، احمد بن محمد بن یعقوب الخزاز الاصبہانی، ابوالقاسم بدر بن الہیثم القاضی اور حسن بن علی بن نصر الطّوسی رحمہم اللہ آپ کے مایہ ناز شاگرد ہیں، عاشوراء یعنی ۱۰محرم کے دن آپ کی وفات ہوئی(تہذیب التہذیب ج۱ ص۵۳،تہذیب الکمال ج۲ ص۴۰۶)

□......**ماہِ محرم ۲۶۱ھ**: میں حضرت ابوشعیب صالح بن زیاد بن عبداللہ بن جارود السوسی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ ابوشعیب المقر ئ کے نام سے مشہور تھے، رقّہ میں رہائش پذیر تھے، ۹۰سال کی عمر پائی، اسباط بن محمد القرشی، ابواسامہ حماد بن اسامہ، خطاب بن یسار الحرانی، داؤد بن المحبر اور سفیان بن عینیۃ رحمہم اللہ سے آپ نے حدیث کی سماعت کی، نسائی، ابراہیم بن محمد بن حسن بن متویہ الاصبہانی، ابوبکر احمد بن ابوعاصم النبیل اور زکریا بن حسین النسفی رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی(الکنی للدولابی ج۲ ص ۹۸، الجرح والتعدیل ج۴ باب ۱۸۶۶، ثقات ابنِ حبان ج۱ ص ۱۹۳، کتاب الانساب للسمعانی ج۷ ص ۱۹۰، المعجم المشتمل لابن عساکر باب ۴۲۷، سیر اعلام النبلاء ج۱۲ ص ۳۸۰، الکاشف ج۲ باب ۲۳۵۹، المغنی باب ۲۸۲۹ جلد ۱، تذکرۃ الحفاظ ج۲ ص ۵۵۹، العبر فی خبر من غبر ج۲ ص ۲۵، تذھیب التھذیب ج۲ ص ۸۷، غایۃ النھایہ ج۱ ص ۲۳۲، نھایۃ السول ص ۱۴۴، تھذیب التھذیب ج۴ ص ۳۴۳، تقریب التھذیب ج۱ ص ۳۶۰، خلاصہ للخزرجی ج۱ باب ۳۰۲۹، شذرات الذھب ج۲ ص ۱۴۳ بحوالہ تھذیب الکمال ج۱۳ ص ۵۲)

□......**ماہِ محرم ۲۶۱ھ**: میں حضرت ابوجعفر محمد بن حسین بن ابراہیم بن الحر بن زعلان العامری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ ابنِ اشکاب کے نام سے مشہور تھے کیونکہ آپ کے والد کا لقب اشکاب تھا، آپ اصلاً خراسان کے شہر ''نسا'' کے رہنے والے تھے، ابوالمنذر اسماعیل بن عمر، ابوالنضر ہاشم بن القاسم، مصعب بن المقدام، محمد بن ابوعبیدہ المسعودی اور معاویہ بن ہاشم رحمہم اللہ آپ کے اساتذہ ہیں، امام بخاری، عبداللہ بن احمد بن حنبل، الحر بن محمد بن اشکاب (یہ آپ کے بیٹے ہیں) یحییٰ بن صاعد اور محمد بن مخلد الدوری رحمہم اللہ آپ کے شاگرد ہیں، آپ کی ولادت ۱۸۱ھ میں ہوئی، ۸۰سال کی عمر میں وفات ہوئی ''آپ کی تاریخِ

وفات میں اختلاف ملتا ہے'' (تاریخِ بغداد ج ا ص ۲۹۱)

□......**ماہِ محرم ۲۶۴ھ**: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن یزید بن حیان الاعشم رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ النتوف کے نام سے مشہور تھے، شبابہ بن سوار، علی بن عاصم، روح بن عبادہ اور عبدالعزیز بن ابان رحمہم اللہ سے حدیث کی سماعت کی احمد بن ہارون البردیجی، قاضی محاملی اور محمد بن مخلد رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی (تاریخِ بغداد ج ا ص ۴۱۲)

□......**ماہِ محرم ۲۶۵ھ**: میں حضرت ابواسحاق ابراہیم بن الحارث بن اسماعیل البغدادی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ ماوراء النہر (وسطی ایشیا) کے علاقے نیشاپور میں رہتے تھے، حجاج بن محمد المصیصی، عبدالعزیز بن ابان القرشی، علی بن المدینی، یزید بن ھارون اور ابوالنضر ھاشم بن القاسم رحمہم اللہ سے حدیث کی سماعت کی، بخاری، ابوداؤد، ابراہیم بن ابوطالب، ابوعمرو احمد بن مبارک المستملی اور جعفر بن احمد بن نصر الحصیری رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی، ۷/محرم کے دن وفات ہوئی، اور ظہر کے بعد دفن ہوئے، نمازِ جنازہ یحیٰی بن محمد بن یحیٰی رحمہ اللہ نے پڑھائی (تاریخ الخطیب ج۶ ص ۵۴، تھذیب التھذیب ج ا ص ۹۷، الکاشف ج ا ص ۷۸، اکمال للمغلطائی ج ا ص ۵۰، الوفی للصفدی ج۵ ص ۳۴۶ بحوالہ تھذیب الکمال ج۲ ص ۲۶)

□......**ماہِ محرم ۲۶۵ھ**: میں حضرت ابوجعفر محمد بن ہارون الفلاس رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، ابونعیم فضل بن دکین، سعد بن حفص، عمرو بن حماد بن طلحہ، حسن بن بشر اور سلیمان بن حرب رحمہم اللہ سے آپ حدیث روایت کرتے ہیں، قاضی المحاملی اور محمد بن مخلد رحمہما اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں (تاریخِ بغداد ج۲ ص ۱۳۶)

□......**ماہِ محرم ۲۶۸ھ**: میں حضرت ابومحمد عباس بن عبداللہ بن ابوعیسیٰ الواسطی الباکسائی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی،، آپ بغداد میں رہائش پذیر تھے، حفص بن عمر العدنی، رواد بن الجراح العسقلانی، زید بن یحیٰی بن عبید الدمشقی اور سعید بن عبداللہ بن دینار رحمہم اللہ آپ کے استاد ہیں، ابنِ ماجہ، ابوعیسیٰ احمد بن اسحاق الانماطی، قاضی ابوالعباس احمد بن عمر بن سریج الشافعی اور اسماعیل بن عباس الوارق رحمہم اللہ آپ کے شاگرد ہیں'' آپ کی وفات میں کئی اقوال ملتے ہیں مثلاً ۲۵۷ھ، ۲۶۷ھ'' (تاریخ واسط ص ۴۶، ثقات لابنِ حبان ج۸ ص ۵۱۳، تاریخ بغداد ج۱۲ ص ۱۴۳، المعجم المشتمل باب ۴۵۲، معجم البلدان ج ا ص ۴۷۷، ۸۳۸،۷۰۹، سیر اعلام النبلاء ج۱۳ ص ۱۲، تذکرۃ الحفاظ ص ۵۲۶، الکاشف ج۲ باب ۲۶۳۰،

تـذھیـب التھـذیب ج۲ ص ۱۲۵ ، رجال ابن ماجة ص ۱۸ ، اکمال للمغلطائی ج۲ ص ۲۳۶ ، نھایة السلول ص ۱۶۰ ، تھـذیـب التھذیب ص ۵ ص ۱۱۹ ، تقریب التھذیب ج ۱ ص ۳۹۷، خلاصه للخزرجی ج۲ باب ۳۳۵۰، شذرات الذھب ج۲ ص ۱۵۳ بحواله تھذیب الکمال ج۱۴ ص ۲۱۹)

□......**ماہِ محرم ۲۶۹ھ**: میں حضرت ابوبکر تمام بن محمد بن سلیمان بن محمد بن عبداللہ بن عباس رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی، عبداللہ بن احمد بن حنبل اور محمد بن عثمان بن ابی شیبہ رحمہما اللہ آپ کے استاد ہیں، ابوالحسن بن زرقویہ رحمہ اللہ آپ کے شاگرد ہیں، ذیقعدہ ۳۵۰ھ میں وفات ہوئی (تاریخِ بغداد ج۲ ص ۲۲۷)

□......**ماہِ محرم ۲۷۲ھ**: میں حضرت ابوجعفر محمد بن الورد بن زنجویہ رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ مصر میں رہتے تھے، عفان بن مسلم رحمہ اللہ آپ کے استاد اور ابوجعفر الطحاوی رحمہ اللہ آپ کے شاگرد ہیں (تاریخِ بغداد ج۲ ص ۱۲۸)

□......**ماہِ محرم ۲۷۳ھ**: میں حضرت ابوابراہیم احمد بن سعد بن ابراہیم بن سعد بن ابراہیم رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ ابوابراہیم الزہری کے نام سے مشہور تھے، آپ کی ولادت ۱۹۸ھ میں ہوئی، عفان، علی بن الجعد، یحییٰ بن بکیر، یحییٰ بن سلیمان الـجـعـفـی اور محمد بن سلام الجمحی رحمہم اللہ سے حدیث روایت کرتے ہیں، ابن صاعد، ابوعبداللہ المحاملی، ابوعوانہ اور اسماعیل الصفار رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں، امام ابوعوانہ رحمہ اللہ نے آپ کو ابدال میں شمار کیا ہے، خطیبؒ فرماتے ہیں کہ ”آپ کا علم وفضل لوگوں میں مشہور تھا، اور آپ کے زہد اور نیک صالح ہونے کی مثال دی جاتی تھی، آپ کے گھرانے کے تمام افراد علماء ومحدثین گزرے ہیں“ (سیر اعلام النبلاء ج۱۳ ص ۱۱۸ ، طبقات الحنابله ج ۱ ص ۱۷)

□......**ماہِ محرم ۲۷۶ھ**: میں اموی حکمران منذر بن محمد بن عبدالرحمٰن بن الحکم الاموی کی وفات ہوئی، ان کی مدتِ حکومت ایک سال گیارہ مہینے اور گیارہ دن تھی، ۴۶ سال عمر پائی، جس دن ان کی وفات ہوئی اسی دن ان کے بھائی عبداللہ بن محمد کے ہاتھ پر لوگوں نے بیعت کی (الکامل فی التاریخ ج۳ ص ۳۳۸)

□......**ماہِ محرم ۲۸۰ھ**: میں شیخ الحنفیہ حضرت ابوجعفر احمد بن ابی عمران موسیٰ بن عیسیٰ البغدادی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ ابنِ ابی عمران کے نام سے مشہور تھے، مصر میں رہتے تھے، عاصم بن علی، محمد بن عبداللہ بن سماعہ، سعدویہ الواسطی اور بشر بن ولید الکندی رحمہم اللہ سے حدیث روایت کرتے ہیں، آپ امام ابوجعفر طحاوی رحمہ اللہ کی خدمت میں رہے اور علمِ فقہ کی تعلیم ان سے حاصل کی، قاضی بکار بن قتیبہ رحمہ اللہ کے بعد ایک مدت تک آپ مصر کے قاضی رہے، آپ علم کے گہرے سمندر تھے اور آپ کا حافظہ اور ذہانت

لوگوں میں مشہور ومعروف تھا (سیر اعلام النبلاء ج۱۳ ص ۳۳۵)

□......**ماہِ محرم ۲۸۱ ھ**: میں حضرت ابوبکر احمد بن اسحاق بن عطاء الوزان رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، مسلم بن ابراہیم الفراہیدی، ربیع بن یحییٰ الاشنانی، قرۃ بن حبیب القنوی اور ہریم بن عثمان رحمہم اللہ سے حدیث کی سماعت کی، محمد بن مخلد العطار، محمد بن عمر والرزاز اور عبداللہ بن اسحاق البغوی رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی، یکم محرم ہفتہ کے دن وفات ہوئی (تاریخِ بغداد ج۲ ص ۱۹۰)

□......**ماہِ محرم ۲۸۲ ھ**: میں حضرت ابوبکر محمد بن عبید ابن ابی الاسد مروزی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، اسحاق بن ابراہیم الجندی، شریح بن نعمان، عمرو بن مرزوق، سعید بن منصور اور ابوبکر الحمیدی رحمہم اللہ سے آپ حدیث روایت کرتے ہیں، محمد بن عمر والبز ار اور ابوبکر الشافعی رحمہما اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں، حدیث کے معاملہ میں ثقہ شمار ہوتے ہیں، آخری عمر میں آپ کی نظر بہت کمزور ہوگئی تھی (تاریخِ بغداد ج ۱ ص ۴۶۷)

□......**ماہِ محرم ۲۸۲ ھ**: میں حضرت ابوبکر محمد بن الفرج الارزرق رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، حجاج بن محمد الاعور، محمد بن عمر الواقدی، محمد بن عبداللہ بن کنانہ اور ابوالنضر ہاشم بن القاسم رحمہم اللہ آپ کے جلیل القدر اساتذہ ہیں، محمد بن عباس بن نجیح، عبدالصمد بن علی الطستی، ابوسہل بن زیاد رحمہم اللہ آپ کے مایہ ناز شاگرد ہیں (تاریخِ بغداد ج۲ ص ۵۲)

□......**ماہِ محرم ۲۸۳ ھ**: میں شیخ العارفین حضرت ابومحمد سہل بن عبداللہ بن یونس التستری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ ابومحمد التستری کے نام سے مشہور تھے، اپنے ماموں محمد بن سوار کی صحبت میں رہے، اور حج کے دوران حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ سے بھی ملاقات فرمائی اور ان کی صحبت اختیار کی، عمر بن واصل، ابومحمد الجریری، عباس بن عصام اور محمد بن المنذر الھجیمی رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی، آپ کے تصوف میں مواعظ وملفوظات بہت نصیحت آموز شمار ہوتے تھے اس کے ساتھ ساتھ آپ کو تصوف میں رسوخ اور کمال حاصل تھا، آپ نے ایک مرتبہ فرمایا:

> ’’اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مددگار نہیں، حضور ﷺ کے علاوہ کوئی ھادی اور راستہ دکھانے والا نہیں، اور تقویٰ کے بغیر زادِ رہ نہیں اور استقامت کے بغیر کوئی عمل عمل نہیں۔

آپ کی احادیثِ رسول ﷺ کے ساتھ محبت وتعلق کا اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ امام

Idara Ghufran

ابوداؤد رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اوران سے عرض کی کہ جس زبان سے آپ احادیثِ رسول ﷺ تلاوت کرتے ہیں وہ نکالئے تاکہ میں اس کا بوسہ لوں، تو انہوں نے ان کے لئے اپنی زبان نکال لی۔ آپ فرماتے ہیں:

ہمارے اصول چھ ہیں، قرآن مجید کو مضبوطی سے پکڑنا، سنتِ رسولؐ کی اقتداء واتباع کرنا، اکلِ حلال کا اہتمام کرنا، ہرقسم کی ایذاء رسانی سے بچنا، توبہ پر مداومت رکھنا، اوراہلِ حقوق کے حقوق ادا کرنا۔

ایک موقعہ پر آپ نے ارشاد فرمایا:

جو لایعنی اور فضول گفتگو کا عادی ہو وہ صدق وسچائی سے محروم ہے، جو بے ہودہ وفضول کام میں مشغول ہوجائے وہ پرہیزگاری سے محروم ہے، اور جو بدگمانی کیا کرتا ہو وہ یقین سے محروم ہے اور جو ان تینوں چیزوں سے محروم رہا وہ ہلاک ہوگیا برباد ہوگیا۔

۸۰ سال سے زائد عمر میں وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۱۳ ص ۳۳۳)

□......**ماہِ محرم ۲۸۳ھ**: میں حضرت ابوعبداللہ حسن بن علی بن بشر رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ ابوعبداللہ الصوفی کے نام سے مشہور تھے، ہاشم بن عبدالواحد الجشاش، حسن بن عمر بن شقیق، قطن بن نسیر اور جعفر بن مہران السباک رحمہم اللہ سے حدیث کی سماعت کی، ابوعلی بن خزیمہ رحمہ اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی (تاریخِ بغداد ج ۳ ص ۳۹۷)

□......**ماہِ محرم ۲۸۶ھ**: میں حضرت ابوجعفر محمد بن علی البغدادی الخزاز رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، ھوذہ بن خلیفہ، سریج بن نعمان، عاصم بن علی، سعدویہ، احمد بن یونس اور اسید بن زید الجمال رحمہم اللہ آپ کے استاد ہیں، ابن صاعد، جعفر الخلدی، ابوعمرو بن السماک، ابوبکر الشافعی اور ابوبکر بن خلاد رحمہم اللہ آپ کے شاگرد ہیں (سیر اعلام النبلاء ج ۱۳ ص ۴۸۹)

□......**ماہِ محرم ۲۸۷ھ**: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن وضاح بن بزیع المروانی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ ابنِ وضاح کے نام سے مشہور تھے، ۱۹۹، یا ۲۰۰ میں ولادت ہوئی، یحییٰ بن معین، اسماعیل بن ابی اویس، اصبغ بن الفرج، زہیر بن عباد، حرملہ، یعقوب بن کاسب، اسحاق بن اسرائیل اور محمد بن رمح رحمہم اللہ آپ کے اساتذہ میں سرِ فہرست ہیں، آپ نے طلبِ علم ابنِ ابی ایاس رحمہ اللہ کی زندگی ہی میں شروع

کردیا تھا لیکن ان سے علمِ حدیث حاصل نہیں، اس کے علاوہ آپ نے عراق، شام اور مصر کا سفر کیا اور خوب علم حاصل کیا، احمد بن خالد الجباب، قاسم بن اصبغ، محمد بن ایمن، احمد بن عبادۃ اور محمد بن المسور رحمہم اللہ آپ کے مایہ ناز شاگرد ہیں ''تذکرۃ الحفاظ ج۲ص ۷۷۶ میں آپ کی سنِ وفات ۲۸۹ھ لکھی ہوئی ہے''

(سیر اعلام النبلاء ج۱۳ ص ۴۴۶)

□......ماہِ محرم ۲۹۲ھ: میں حضرت ابوالعباس محمد بن حسن بن حیدرۃ البزاز رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، منجاب بن حارث، قاسم بن ابی شیبہ اور جعفر بن حمید رحمہم اللہ آپ کے جلیل القدر اساتذہ ہیں، عبدالباقی بن قانع رحمہ اللہ آپ کے شاگرد ہیں (تاریخِ بغداد ج ۱ ص ۲۷۴)

□......ماہِ محرم ۲۸۹ھ: میں حضرت ابوزکریا یحییٰ بن ایوب بن بادی المصری العلاف رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، سعید بن ابی مریم، عبدالغفار بن داؤد الحرانی، یوسف بن عدی اور یحییٰ بن بکیر رحمہم اللہ سے حدیث روایت کرتے ہیں، نسائی، محمد بن جعفر الحضرمی اور ابوالقاسم الطبرانی رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں، آپ مصر کے فقیہ شمار ہوتے تھے (سیر اعلام النبلاء ج۱۳ ص ۴۵۳، تہذیب التہذیب ج ۱۱ ص ۱۶۳)

□......ماہِ محرم ۲۹۰ھ: میں حضرت ابوبکر عمر ابراہیم بن سلیمان البغدادی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ ابوالآذان کے نام سے مشہور تھے، سامرّاء میں رہائش پذیر تھے، آپ کے اساتذہ درجِ ذیل ہیں: احمد بن ابراہیم القطیعی، احمد بن محمد بن یحییٰ بن سعید القطان اور اسماعیل بن مسعود الجحدری رحمہم اللہ، آپ کے شاگرد درجِ ذیل ہیں: نسائی، احمد بن عبیداللہ بن الاصبغ الحرانی، ابوالعباس احمد بن محمد بن سعید بن عقدہ، حاجب بن ارکین الفرغانی اور ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الطبرانی رحمہم اللہ، ایک مرتبہ آپ کا کسی معاملہ میں ایک یہودی یا کسی اور سے تنازعہ پیدا ہوگیا، تو آپ نے اس سے فرمایا کہ آؤ ہم دونوں اپنا اپنا ہاتھ آگ میں ڈالتے ہیں، جو باطل پر ہوگا اس کا ہاتھ جل جائے گا اور جو حق پر ہوگا اس کا ہاتھ نہیں جلے گا، جب آگ میں دونوں نے ہاتھ ڈالا تو یہودی کا ہاتھ جل گیا اور آپ کا ہاتھ نہیں جلا (تاریخ بغداد ج ۱۱ ص ۲۱۵، ۲۱۶، المعجم المشتمل باب ۲۶۵، المنتظم ج۶ ص ۴۱، سیر اعلام النبلاء ج۱۴ ص ۸۰، الکاشف باب ۴۰۸۰، تذکرۃ الحفاظ ص ۷۴۴، تذھیب التھذیب ج۳ ص ۸۰، نھایۃ السلول ص ۲۶۰، تھذیب التھذیب ج۷ ص ۴۲۴، ۴۲۵، تقریب التھذیب ج۲ ص ۵۱، خلاصۃ للخزرجی ج۲ باب ۵۱۲۱ بحوالہ تھذیب الکمال ج۲۱ ص ۲۶۹)

□......ماہِ محرم ۲۹۱ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم بن سعید بن عبدالرحمٰن بن موسیٰ رحمہ اللہ کا

انتقال ہوا، آپ ابوعبداللہ البوشبخی کے نام سے مشہور تھے، اپنے زمانے میں آپ علمِ حدیث کے شیخ شمار ہوتے تھے، نیشاپور میں رہائش پذیر تھے، اوریہیں آپ کی وفات ہوئی، ابراہیم بن حمزہ الزبیری، ابراہیم بن المنذر الحزرمی، احمد بن حنبل، احمد بن عبداللہ بن یونس اور اسماعیل بن ابو اویس رحمہم اللہ سے حدیث روایت کرتے ہیں، ابوبکر احمد بن اسحاق بن ایوب الصبعی، ابوالعباس احمد بن محمد بن جمعہ، ابوعمرو احمد بن موسیٰ الحرشی، اسد بن حمدیہ النسفی اور ابوعمرو اسماعیل بن نجید السلمی رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں "بعض حضرات نے آپ کا سنِ وفات ۲۹۰ھ لکھا ہے" (الجرح والتعدیل ج۷ باب ۱۰۶۵، ثقات لابن حبان ج۹ ص ۱۵۲، تاریخ اصبهان ج۲ ص ۲۳۴، طبقات الحنابلہ ج۱ ص ۲۶۴، اکمال لابن ماکولا ج۱ ص ۴۲۴، المنتظم ج۶ ص ۴۸، سیراعلام النبلاء ج۱۳ ص ۵۸۱، تذکرۃ الحفاظ ج۲ ص ۶۵۷، الکاشف ج۳ باب ۵۳۲۵، تذهیب التهذیب ج۹ ص ۸ تا ۱۰، تقریب التهذیب ج۲ ص ۱۴۰، شذرات الذهب ج۲ ص ۲۰۵ بحواله تهذیب الکمال ج۲۴ ص ۳۱۳)

□......**ماہِ محرم ۲۹۱ھ:** میں صالح بن مدرک طائی نے اجفر مقام پر حجاج کے ایک قافلے پر ڈاکا ڈالا، امیرِ قافلہ اور دوسرے لوگوں نے مقابلہ کیا لیکن فتح صالح بن مدرک کو ہوئی، اورانہوں نے سارے قافلے والوں کو لوٹ لیا، اور جو کچھ قافلے والوں کے پاس مال، لونڈیاں اور غلام وغیرہ تھے سب لے لیا، جو کچھ انہوں نے لوٹا اس کی مالیت ۲۰ لاکھ دینار بنتی تھی (الکامل فی التاریخ ج۲ ص ۳۵۳)

□......**ماہِ محرم ۲۹۲ھ:** میں حضرت ابوالاحسن احمد بن نصر بن شاکر بن عمار الدمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ ابوالحسن بن ابی رجاء کے نام سے مشہور تھے، آپ کے اساتذہ درجِ ذیل ہیں: ابراہیم بن سعید الجوہری، ابراہیم بن ہشام، احمد بن محمد بن عمر الیمامی، اسحاق بن سعید الارکون، ایوب بن محمد الوزان اور حسین بن علی بن الاسود العجلی رحمہم اللہ، آپ کے شاگرد درجِ ذیل ہیں: امام نسائی، ابواسحاق اور ابراہیم بن محمد بن صالح بن سنان القرشی، ابوالحسن احمد بن عمیر بن یوسف بن جوصی اور ابوبکر احمد بن محمد بن سعید بن فطیس الوراق رحمہم اللہ (تهذیب التهذیب ج۱ ص ۷۵، تهذیب الکمال ج۱ ص ۵۰۵)

□......**ماہِ محرم ۲۹۲ھ:** میں حضرت شیخ العصر ابومسلم ابراہیم بن عبداللہ بن مسلم بن ماعز بن مہاجر البصری الکجی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، ابوعاصم النبیل، محمد بن عبداللہ الانصاری، معاذ بن عوذ اللہ، عبدالرحمٰن بن حماد الشعیثی اور عبدالملک بن قریب الاصمعی رحمہم اللہ سے آپ حدیث روایت کرتے ہیں، آپ سے مروی چند احادیث "ثلاثیات" بھی ہیں (ثلاثیات وہ احادیث کہلاتی ہیں جس میں راوی

اورحضورﷺ کے درمیان صرف تین واسطے ہوں)ابوبکر النجاد، ابوبکر الشافعی، فاروق الخطابی، حبیب القزار اورابوالقاسم الطبرانی رحمہم اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں، ۷/محرم الحرام کو بغداد میں وفات ہوئی، بصرہ میں منتقل کیا گیا اور بصرہ ہی میں مدفون ہوئے، ۱۰۰ سال کے قریب عمر پائی(سیر اعلام النبلاء ج۱۳ ص ۴۴۶، تذکرۃ الحفاظ ج۲ ص ۶۲۱،المنتظم لابن جوزی ج۴ص ۴۷)

□......ماہِ محرم ۲۹۲ھ: میں حضرت ابوالفتح محمد بن اسحاق المؤدب رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں، عبدالصمد بن علی الطستی رحمہ اللہ آپ سے روایت کرتے ہیں(تاریخِ بغداد ج ۱ ص ۱۱۱)

□......ماہِ محرم ۲۹۳ھ: میں حضرت ابوجعفر احمد بن قاسم بن مساور البغدادی الجوہری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ ابنِ مساور کے نام سے مشہور تھے، عفان بن مسلم، خالد بن خداش اور علی بن الجعد رحمہم اللہ سے حدیث کی سماعت کی، عبدالباقی بن قانع، احمد بن کامل، محمد بن علی بن حبیش اور سلیمان الطبرانی رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی(سیر اعلام النبلاء ج۱۳ ص ۵۵۳)

□......ماہِ محرم ۲۹۴ھ: میں حضرت ابوالغصن صباح بن عبدالرحمٰن بن الفضل الاندلسی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ محدث ہونے کے ساتھ ساتھ ایک فقیہ بھی تھے، یحییٰ بن یحییٰ، یحییٰ بن بکیر، اصبغ بن الفرج اور ابومصعب الزہری رحمہم اللہ سے آپ حدیث روایت کرتے ہیں، حفص بن محمد بن حفص رحمہ اللہ آپ سے حدیث روایت کرتے ہیں، آپ کی مصر میں اصبغ بن الفرج رحمہ اللہ سے ملاقات ہوئی اوران سے طلبِ علم کے ساتھ ساتھ ان کے ساتھ ایک مدت تک رہے پھر اپنے علاقے واپس لوٹ آئے(سیر اعلام النبلاء ج۱۴ ص ۱۲)

□......ماہِ محرم ۲۹۵ھ: میں حضرت ابوعلی حسن بن علی بن شبیب البغدادی المعمری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ عراق کے محدث شمار ہوتے تھے، شیبان بن فروخ، علی بن المدینی، خلف بن ہشام، ھدبۃ بن خالد، سعید بن عبدالجبار، سوید بن سعید، جبارۃ بن المغلس اور عیسیٰ بن زغبہ رحمہم اللہ آپ کے اساتذہ ہیں، ابوبکر النجاد، ابوسہل بن زیاد، احمد بن کامل القاضی، ابنِ قانع اور احمد بن عیسیٰ التمار رحمہم اللہ آپ کے شاگرد ہیں، ۸۲ سال کی عمر میں وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء ج۱۳ ص ۵۱۳، تذکرۃ الحفاظ ج۲ ص ۶۶۸، المنتظم لابن جوزی ج۴ص ۶۰)

□......ماہِ محرم ۲۹۵ھ: میں حضرت ابوجعفر محمد بن احمد بن نصر الترمذی الشافعی رحمہ اللہ کی وفات

ہوئی،آپ اپنے زمانے میں عراق میں شافعی مسلک کے شیخ شمار ہوتے تھے،۲۰۱ھ میں ولادت ہوئی، یحییٰ بن بکیر، یوسف بن عدی، اسحاق بن ابراہیم الضبی، ابراہیم بن المنذر الحزامی، اورعبیداللہ القواریری رحمہم اللہ سے آپ نے حدیث کی سماعت کی، احمد بن کامل، ابنِ قانع، ابوبکر بن خلاد اور ابوالقاسم الطبرانی رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی(سیر اعلام النبلاء ج۱۳ ص۵۴۷)

□......ماہِ محرم ۲۹۶ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن نصر المروزی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ ابوعبداللہ المروزی کے نام سے مشہور تھے، یحییٰ بن یحییٰ، اسحاق بن راہویہ، صدقہ بن الفضل، شیبان بن فروخ اورسعید بن عمر الاشعثی رحمہم اللہ سمیت بہت سے اکابرین آپ کے اساتذہ میں شمار ہوتے ہیں، ابوالعباس السراج، ابوحامد بن الشرقی، ابوعبداللہ بن الاخرم، ابوالنضر محمد بن محمد اورمحمد بن اسحاق السمرقندی رحمہم اللہ آپ کے شاگرد ہیں، آپ خراسان کے امام شمار ہوتے تھے، حضرت ابوبکر الصبغی فرماتے ہیں کہ:''محمد بن نصر امام ہیں، میں نے ان سے اچھی نماز پڑھنے والا کوئی نہیں دیکھا، مجھے یہ بات معلوم ہوئی کہ ایک مرتبہ نماز کے دوران ایک بچھو نے ان کے ماتھے پر ڈنگ مارا اورخون ان کے چہرے پر گررہا تھا لیکن انہوں نے کوئی حرکت نہیں کی'' سمرقند میں وفات ہوئی(تذکرۃ الحفاظ ج۲ ص۶۵۳)

□......ماہِ محرم ۲۹۷ھ: میں حضرت ابوعبدالرحمٰن احمد بن حماد بن سفیان القرشی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی، آپ ''مصیصہ'' مقام کے قاضی تھے، خراش بن محمد بن خراش، ہارون بن سعید الایلی، عقبہ بن مکرم، اسحاق بن موسیٰ اورابوکریب الہمدانی رحمہم اللہ سے حدیث کی سماعت کی، ابوبکر محمد بن حسن بن زیاد النقاش، ابوعمر بن السماک، عبدالباقی بن قانع اورابوعبداللہ محمد بن نصر المصیصی رحمہم اللہ نے آپ سے حدیث کی سماعت کی(بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب لابن العدیم ج۱ ص۲۱۶، تاریخِ بغداد ج۲ ص۲۳۱)

اقبال سینیٹری

موجودہ بحران، اسباب اور علاج

(ملکی صورتحال پر ملک کے ممتاز علمائے کرام کا مشترکہ موقف)

محترم جناب............السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ! خدا کرے آپ بخیر وعافیت ہوں۔

ملک کی موجودہ سنگین صورتِ حال اور وطنِ عزیز میں پھیلی ہوئی موجودہ شورش سے ہر وہ شخص بے چین ہے جس کے دل میں اس مملکتِ خداداد اسلامیہ جمہوریہ پاکستان کا ذرا بھی درد ہے، صورتِ حال ایسی پیچیدہ ہے کہ حالات کا صحیح تجزیہ اور ان کا حل تلاش کرنا آسان نہیں، تاہم طویل غور وفکر اور مشوروں کے بعد ملک کے ممتاز علمائے کرام نے جن میں سب غیر سیاسی علمائے کرام ہیں، ایک تحریر مرتب کی ہے، جس میں اپنی دانست کی حد تک اس شورش کے اسباب اور ان کا حل تجویز کیا گیا ہے۔ امید ہے کہ آنجناب حق کی اس دردمندانہ آواز کو آگے لے جانے کے لئے اپنے مؤقر رسالہ میں بغیر تغیر وتبدل اور کمی بیشی کے مکمل شائع فرما کر ممنون فرمائیں گے اور عنداللہ ماجور ہونگے۔

والسلام مع الاحترام۔ محمد وسیم، جامعہ دارالعلوم کراچی۔

فون۔ 6-021-5049774 موبائیل۔ 03332163794 فیکس۔ 021-5032366۔ 021-5041923

E MAIL: darulolumkhi@hotmail.com jdukhi@cyber.net.pk

الحمد للہ رب العالمین ،والصلاۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم ، وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین، وعلیٰ کل من تبعھم باحسان الیٰ یوم الدین

آج کل وطنِ عزیز تہہ در تہہ بحرانوں کے جس سنگین دور سے گذر رہا ہے، اس کی کوئی مثال ملک کی ساٹھ سالہ تاریخ میں نہیں ملتی، یوں تو اس وقت ہمارے ملک میں پیچیدہ مسائل کا ایک انبار لگا ہوا ہے، آٹے سے لے کر پانی بجلی تک کی قلت، ہوش ربا گرانی، بڑھتی ہوئی بے روزگاری، چوری ڈاکوں کی کثرت اور نہ جانے کتنے مسائل ہیں جس نے ایک عام آدمی کا جینا دوبھر کر رکھا ہے، اور خاص طور پر ایک غریب آدمی کے لئے جسم اور جان کا رشتہ برقرار رکھنا مشکل ہو رہا ہے، لیکن ان تمام مسائل میں دو چیزوں نے کئی گنا اضافہ کردیا ہے، ایک ملک کا سیاسی عدم استحکام ہے جس کی وجہ سے روشنی کی کوئی کرن بھی نظر نہیں آرہی ہے، اور دوسرے شمالی علاقوں میں خود اپنے باشندوں کے خلاف اندھا دھند فوجی کاروائیاں ہیں جن کی شدت میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے، اور جس نے ملک میں خانہ جنگی کی سی فضا پیدا کردی ہے، اس کے نتیجے میں بم دھاکوں اور خودکُش حملوں کا ایک لامتناہی سلسلہ ہے جس میں تقریباً ہر ہفتے کہیں نہ کہیں درجنوں افراد کی ہلاکت سینکڑوں خاندانوں کو اُجاڑ چکی ہے اور یہ سلسلہ کسی حد پر رکتا نظر نہیں آرہا۔

ایسے پُرآشوب حالات کا تقاضا یہ ہے کہ ملک کی وجود و بقاء کی خاطر ہر شخص اپنی ذات سے بلند ہو کر سوچے ملک کے تمام طبقات، تنظیمیں اور جماعتیں اپنے اختلافات کو پسِ پشت ڈالیں اور ملک کو مل جل کر اس گرداب سے نکالنے کی کوشش کریں، خاص طور سے حکومت پر یہ ذمہ داری سب سے زیادہ عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنی انا کو پسِ پشت ڈال کر انصاف، خود احتسابی اور دیانت داری سے اس بات کا جائزہ لے کہ وہ کونسی پالیسیاں ہیں جو اس صورتحال کا سبب بنی ہیں، ہم پوری دلسوزی اور دردمندی سے حکومت کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ ملک وملت کی بقا کی خاطر مندرجۂ ذیل باتوں پر غور کرے۔

اس بحران کے اسباب

(۱)......یوں تو ہماری بیشتر حکومتیں امریکہ کے زیرِ اثر رہی ہیں، لیکن ۱۱ستمبر ۲۰۰۱ء کے بعد ہماری حکومت نے امریکہ کا بالکل تابع مہمل بن کر جس طرح اپنے آپ کو امریکہ کی بھینٹ چڑھایا، اور امریکی مفادات کی جنگ کو اپنے ملک میں لا کر جس بے دردی سے قومی مفادات کا خون کیا، وہ اپنی نظیر آپ ہے، ہماری افواج کو امریکہ کی رضامندی کی خاطر خود اپنے ہم وطنوں کے خلاف آپریشن میں استعمال کیا گیا، امریکہ اور بھارت کے مقابلے میں بزدلی دکھائی گئی، اور تمام تر بہادری کا مظاہرہ وانا، وزیرستان، سوات، بلوچستان، اور لال مسجد کے نہتوں پر کیا گیا، اور خواتین کے حقوق کا ڈھنڈورا پیٹنے والوں نے جامعہ حفصہ کی سینکڑوں خواتین وطالبات کا قتلِ عام کر کے واشنگٹن کی شاباش حاصل کی۔

(۲)......دوسری طرف ''روشن خیالی'' اور ''اعتدال پسندی'' کی آڑ میں ملک کو بے دینی کی طرف لے جانے کی کوششیں پورے اہتمام کے ساتھ جاری ہوئیں، نظامِ تعلیم کو اپنے قومی مقاصد اور مصالح کے بجائے غیروں کے لئے خوش نما بنانے کی خاطر نصاب میں تبدیلیاں کی گئیں، حدود کے قوانین میں عورتوں کے حقوق کے نام پر سراسر بے جواز ترمیمات کی گئیں جس کا نہ صرف یہ کے عورتوں کے حقوق سے تعلق نہ تھا، بلکہ وہ ان کے لئے مزید بے انصافی پر مشتمل تھیں، عریانی وفحاشی کو فروغ دیا گیا، فحاشی کے اڈوں کی عملاً سرپرستی کی گئی، اور اسلام آباد کی مساجد کو شہید کیا گیا، روز افزوں گرانی اور بے روزگاری نے غریبوں کے لئے جینا دوبھر کر دیا، ملک میں بھر میں قتل وغارت گری اور لوٹ مار کا طوفان برپا ہے، جس کی بناء پر کوئی شخص ایسا نہیں جو اپنی جان اور مال کے بارے میں ہر وقت خطرات کا شکار نہ ہو، اور حکومت ان مسائل کو حل کرنے کے بجائے میراتھن ریس، بسنت اور رقص وسرود کو فروغ دینے میں مصروف رہی، عدالتوں

سے انصاف حاصل کرنا جوئے شیر لانے کے مرادف بن گیا، پھر عدلیہ کو انتہائی ڈھٹائی کے ساتھ پامال کیا گیا، اور دفتروں میں رشوت ستانی کے نتیجے میں عوام دربدر کی ٹھوکریں کھا کر بھی اپنے چھوٹے چھوٹے کام کرانے سے قاصر ہو گئے۔

(۳)......ان تمام حالات کے باوجود حکومت نے اپنے طرزِعمل سے لوگوں کو یہ تأثر دیا کہ اس کے دربار میں عوام کے حقوق اور مطالبات کی کوئی شنوائی نہیں ہے، اور اس ملک میں پُرامن اور آئینی راستے سے کوئی معقول مطالبہ منوانے کی کوئی سبیل نہیں ہے، یہاں لاقانونیت کا راج ہے، دھونس، دھاندلی، لوٹ مار اور قتل وغارت گری کرنے والے دندناتے پھرتے ہیں اور قانون پر چلنے والوں کو قدم قدم پر مصائب کا سامنا ہے، یہاں پُرامن طریقے پر اسلام کے نفاذ کا مطالبہ ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا جاتا ہے اور اس کے حق میں قرآن وسنت اور عقل ودانش کی کوئی دلیل نہ صرف کارگر نہیں، بلکہ مقتدر حلقے اسے توجہ سے سننے کے بھی روادار نہیں ہیں۔

خودکُش حملے اور ان کی شرعی حیثیت

بہ ظاہر یہ وہ مجموعی حالات ہیں جنہوں نے کچھ افراد کے دل میں وہ جھنجھلاہٹ پیدا کی جو خودکش حملوں کی صورت میں ظاہر ہو رہی ہے، جہاں تک خودکش حملوں کی شرعی حیثیت کا تعلق ہے، یہ بات تقریباً ہر مسلمان کو معلوم ہے کہ اسلام میں خودکشی حرام ہے، اور قرآن حکیم اور احادیثِ شریف کے احکام وارشادات اس بارے میں بالکل واضح ہیں، لیکن کسی دشمن سے جائز اور برحق جنگ کے دوران دشمن کو مؤثر زک پہنچانے کے لئے کیا کوئی خودکش حملہ کیا جاسکتا ہے؟ شرعی اور فقہی طور پر اس بارے میں دو رائے ہوسکتی ہیں، اور بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ اگر ایک جائز اور برحق جنگ کے دوران حقیقی ضرورت پیش آجائے اور ہدف بے گناہ لوگ نہ ہوں تو خودکش حملہ جائز ہے، یہ اسی طرح کا خودکش حملہ ہوگا جیسے ۱۹۶۵ء میں ہندوستان کے حملے کے وقت ''چونڈہ'' کے محاذ پر پاکستانی فوج کے جوانوں کی یہ داستانیں مشہور ہیں کہ وہ جسموں سے بم باندھ کر بھارتی ٹینکوں سے ٹکرا گئے تھے اور اس کے نتیجے میں ٹینکوں کی پیش قدمی روک دی تھی، چونکہ یہ ایک اجتہادی مسئلہ ہے اور ملک وملت کو دشمن سے بچانے کے لئے ایک جائز اور برحق جنگ کے دوران کوئی شخص ایسا اقدام کرے تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے حسنِ نیت کی بناء پر اس کی قربانی کو قبول فرمالیں۔

لیکن یہ ساری بات اس وقت ہے جب کھلے ہوئے دشمن سے کوئی جائز اور برحق جنگ ہو رہی ہو، اس بحث کا

اس صورت سے کوئی تعلق نہیں جہاں خودکش حملے کا نشانہ ایسے کلمہ گو مسلمانوں کو یا ایسے غیر مسلموں کو بنایا جائے جن کے جان و مال کو اللہ تعالیٰ نے حرمت بخشی ہے، ایک کلمہ گو مسلمان، خواہ عملی اعتبار سے کتنا گناہ گار ہو، لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی اس حرمت کا حامل ہے، اور قرآن وحدیث کے ارشادات نے ایسے شخص کے قتل کرنے کو ناقابلِ معافی جرم قرار دیا ہے، ابنِ ماجہ کی ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ نے ایک مسلمان کی جان و مال کو کعبے سے بھی زیادہ حرمت کا حامل بتایا ہے، بلکہ وہ خودکش حملہ جس کا نشانہ مسلمان یا مسلمان ریاست کے پرامن شہری ہوں، دوہرا گناہ ہے، ایک تو وہ دوسرے کے خلاف قتلِ عمد کا گناہ ہے، اور اس کے نتیجے میں جتنے انسان ناحق قتل ہوں، وہ اتنے ہی زیادہ گناہوں کا مجموعہ ہے، اور دوسرے اس صورت میں خودکشی کے حرام ہونے میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے، اس لئے خودکشی کا گناہ اس کے علاوہ ہے۔

لیکن مسئلہ صرف ان حملوں کی مذمت کرنے سے حل نہیں ہوگا، اصل سوال یہ ہے کہ یہ خودکش حملے کون کررہا ہے؟ اور کیوں کررہا ہے؟ ان اقدامات کی پوری مذمت کے ساتھ یہ بات فراموش نہیں کرنی چاہئے کہ جو لوگ بھی اس قسم کے حملے کرتے ہیں، وہ یہ جان کر کرتے ہیں کہ کوئی دوسرا نشانہ بنے یا نہ بنے، سب سے پہلے وہ خود موت کے منہ میں جائیں گے، عام حالات میں زندگی ہر شخص کو پیاری ہوتی ہے، اور کوئی بھی شخص انتہائی غیر معمولی حالات کے بغیر خود اپنے آپ کو موت کے گھاٹ نہیں اتار سکتا۔

لہٰذا سوچنے کی بات یہ ہے کہ انسانوں کی اتنی بڑی تعداد یکا یک کس وجہ سے اس غیر معمولی اقدام پر آمادہ ہوگئی ہے کہ نہ اسے اپنی جان کی پرواہ ہے، نہ اپنے یتیم ہونے والے بچوں، بیوہ ہونے والی بیوی اور غم زدہ خاندان کا کوئی خیال ہے، اور نہ اس بات سے کوئی بحث ہے کہ اس کے مرنے کے بعد دنیا اسے کیا کہے گی؟ یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ خودکش حملوں کی یہ بہتات ہمارے ملک میں پچھلے چند سالوں ہی سے پیدا ہوئی ہے، اس سے پہلے اس کا کوئی وجود ہمارے ملک میں نہیں تھا، یقیناً اس کے کچھ اسباب ہیں جنہیں دور کئے بغیر محض ایسے لوگوں پر غصے سے دانت پیس کر تشدد کی فضا کو اور ہوا دینے سے یہ صورتِ حال ختم نہیں ہوسکتی۔

اگر واقعی ہم اس صورتِ حال کو ختم کر کے ملک میں امن وامان بحال کرنے میں مخلص ہیں تو ہمیں پوری حقیقت پسندی کے ساتھ اپنی پالیسیوں پر تنقیدی نگاہ ڈالنی ہوگی، اور جو غلط پالیسیاں اس کا سبب بنی ہیں ، انہیں تبدیل کرنے کا حوصلہ پیدا کرنا ہوگا۔

یہ خودکش حملے حکومت کی سنگین غلط کاریوں کا ردِّعمل ہیں

یہ خودکش حملے درحقیقت حکومت کی ان پالیسیوں کے خلاف ایک شدید جھنجھلاہٹ اور چڑچڑاہٹ ہے جو ہرطرف سے مایوس ہونے کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے، یہ لوگ ہرطرح کے پرامن راستوں سے مایوس ہوکر تشدد کے راستے پرچل پڑے ہیں، ان میں ایسے نوجوان بھی ہونگے جن کے گھر حکومت یا امریکہ کے آپریشنوں میں ملبے کا ڈھیر بنادیئے گئے، اور جنہوں نے ان فوجی کاروائیوں میں اپنے پیاروں کو تڑپ تڑپ کر جان دیتے ہوئے دیکھا، اوراب ان کے پاس انتقام کی آگ کے سوا کچھ نہیں بچا، جو وہ خود اپنی جان دے کرٹھنڈا کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔ اور ایسا لگتا ہے کہ وہ ملک دشمن طاقتیں جو پاکستان کو (خاکم بدہن) افراتفری کی نذرکرکے ٹکڑے ٹکڑے کرنا چاہتی ہیں، یا اس افراتفری سے فائدہ اٹھا کر اس پر حملہ آور ہونا چاہتی ہیں، وہ بھی اس آتش گیر فضا سے فائدہ اٹھا کر ایک طرف خود بھی دھماکے کرارہی ہیں، تاکہ ہر دھماکہ انہی مشتعل لوگوں کی طرف منسوب کیا جاسکے، دوسرے انہوں نے ایسے جذباتی افراد کو درپردہ ابھارا ہے کہ وہ اپنا یہ مشن جاری رکھیں، شاید انہیں یہ باور کرایا گیا ہے کہ موجودہ حالات کی ذمہ داری جس طرح حکومت پرعائد ہوتی ہے، اسی طرح وہ شہری بھی اس کے جرائم میں برابر کے شریک ہیں جنہوں نے ایسی حکومت کی اطاعت قبول کررکھی ہے، لہٰذا ان سب پرحملہ کرکے انہیں ختم کرنا جائز ہے۔

یہ ذہنیت اب اس حدتک پہنچ چکی ہے کہ اس کے سامنے کوئی زبانی کلامی دلیل فائدہ مند نہیں ہوتی، اوراس ذہنیت کا مقابلہ کرنے کے لئے جتنا زیادہ تشدد اختیار کیا جائے گا، اس کی اشتعال پذیری میں اتنا ہی اضافہ ہوگا، لہٰذا پاکستان کی سول آبادی پر ہونے والے فوجی آپریشن اس صورتِ حال کا حل نہیں ہیں، اس ذہنیت کے مقابلے کے لئے جوش سے زیادہ ہوش اور ہتھیار سے زیادہ ناخنِ تدبیر سے کام لینے کی ضرورت ہے۔

ہمارے نزدیک سب سے اہم اور بنیادی بات یہ ہے کہ یہ لوگ جنہیں ''شدت پسند'' یا ''انتہا پسند'' کہا جارہا ہے، حکومت ان کو امریکی آنکھ سے دیکھنے کے بجائے پاکستانی آنکھ سے دیکھنے کی کوشش کرے، یہ لوگ، خواہ آزاد قبائل میں ہوں، یا سوات اور مالاکنڈ میں، یا بلوچستان میں، دراصل ہمارے ہی بھائی ہیں، ہمارے ہم وطن اور ہمارے ہم مذہب ہیں، یہ پاکستان کے دشمن نہیں، بلکہ وہ قبائلی علاقوں میں ہمیشہ پاکستان کے سرحدوں کے محافظ رہے ہیں، لیکن حکومت کی پیدا کردہ حالات نے انہیں حکومت کا دشمن، اور ہراس شخص کا دشمن بنادیا ہے جو حکومت دشمنی میں ان کے ساتھ شریک نہ ہو، اگر حکومت اپنی پالیسیوں میں

مثبت تبدیلیاں لاسکتی ہو تو ان اسباب کو ختم کیا جاسکتا ہے جن کی بنیاد پر ان کی انتہاء پسندی کو ہوا ملی ہے، اور جن کی وجہ سے وہ سازشوں کا شکار ہو رہے ہیں۔

مرے طائرِ نفس کو نہیں ''گلستاں'' سے رنجش ملے گھر میں آب و دانہ تو یہ دام تک نہ پہنچے

اگر اس طرزِ فکر کی سچائی ایک مرتبہ دل میں بیٹھ جائے تو کچھ تجاویز ہیں جن پر عمل کر کے ہم موجودہ بحران سے نجات حاصل کر سکتے ہیں:

تجاویز

(۱)......''دہشت گردی کے خلاف جنگ'' کے نام پر ہم نے جس طرح آنکھ بند کر کے امریکہ کی حکمتِ عملی اختیار کی ہے، اس کے بارے میں اس حقیقت کا دل سے اعتراف کیا جائے کہ وہ قطعی طور پر ناکام ہو چکی ہے، اس پالیسی نے ہمیں دیا کچھ نہیں، بلکہ ہمارا بہت کچھ چھین لیا ہے، ہمارے اندرونی خلفشار کا بھی یہ ایک بنیادی سبب ہے، اور اس کے نتیجے میں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ہمارا وطنِ عزیز ہی داؤ پر لگ گیا ہے، اس پالیسی میں دینی اور زمینی حقائق کی روشنی میں وسیع تر مشاورت کے ذریعے بلاتاخیر تبدیلی لائی جائے۔

(۲)......شمالی علاقہ جات اور آزاد قبائل میں فوجی کارروائیاں فوری طور پر بند کر کے وہاں کی شورش کے اسباب کو سمجھنے کی کوشش کی جائے، اور وہاں کے رہنماؤں سے اس پر کھلے دل کے ساتھ مذاکرات کئے جائیں، اور ان کے جائز مطالبات کو وہ اہمیت دی جائے جس کے وہ مستحق ہیں۔

(۳)......اس حقیقت کا ادراک کیا جائے کہ اصل میں طالبان دہشت گرد نہیں ہیں اور نہ ان میں سب لوگ انتہا پسند جذباتی ہیں، اُن میں ایسے عناصر موجود ہیں جن سے معقولیت کے ساتھ بات چیت ہوسکتی ہے

(۴)......شمالی علاقہ جات اور آزاد قبائل کے معتدل علماء اور خوانین خونریزی کے حق میں نہیں ہیں لیکن اُن کی بات مشتعل عناصر میں اس لئے مؤثر نہیں ہو رہی کہ حکومت کی طرف سے مسلسل خلافِ اسلام پالیسیاں جاری رہی ہیں، اور ان کی موجودگی میں ان معتدل علماء اور خوانین کی طرف سے عدمِ تشدد کی اپیلیں بے اثر ہیں کیونکہ تشدد رکوانے کے لئے ان کے ہاتھ میں کوئی ایسی مثبت بات نہیں ہے جو وہ ان مشتعل عناصر کے سامنے پیش کر کے سرخرو ہوسکیں، اگر حکومت لوگوں کے دلوں میں یہ اعتماد پیدا کر سکے کہ اب وہ اپنی پالیسیاں مرتب کرتے وقت واشنگٹن کی چشم آبرو کا اشارہ دیکھنے کے بجائے ملک وملت کے مفاد پر نظر رکھے گی، اپنے ہم وطنوں کے خلاف فوجی کارروائیاں بند کرے گی، اور اپنی خلافِ اسلام پالیسیوں کو ختم

کردے گی، اوراس غرض کے لئے عملی اقدامات کرکے بھی دکھائیں جائیں اورانہیں موثر طور پر جاری رکھا جائے، تو یہ معتدل عناصر، جذباتی عناصر کی ایک بڑی تعداد کوشورش سے باز رکھ سکتے ہیں۔

(۵)......اس حقیقی کوشش کے باوجود اگر کچھ لوگ شورش پر آمادہ رہیں تو اولاً ان کی آواز اتنی مؤثر نہیں رہے گی، اور دوسرے معتدل حلقوں کی طرف سے ان کے خلاف کھل کر اعلان برأت ممکن ہوگا، اور عام تائید کے فقدان کے بعد یہ شورش خود بخود دب جائے گی۔

(۶)......بلوچستان کے لوگوں کے کچھ حقیقی مسائل اور مطالبات ہیں جو بڑی حد تک انصاف پر مبنی ہیں، ان مطالبات کو ملک دشمنی سے تعبیر کرکے ان کے خلاف فوجی آپریشن کسی بھی طرح دانشمندی نہیں ہے، وہاں کے رہنماؤں سے ایک مرتبہ پھر سنجیدہ اور بامعنیٰ مذاکرات کا سلسلہ شروع کرکے وہاں کی شورش پر بھی قابو پایا جاسکتا ہے

(۷)......پچھلے چند روز میں صدرِ مملکت کی طرف سے امریکہ کے بارے میں پہلی بار کچھ ایسے جرأت مندانہ بیانات آئے ہیں، جو قومی غیرت کے عین مطابق ہیں، اوران سے عوام کے دلوں کو کچھ حوصلہ ملا ہے، ان بیانات کو صرف لفظی بیانات کی حد تک محدود رکھنے کے بجائے ان کو آئندہ اپنی عملی پالیسی کی بنیاد بنانے کی ضرورت ہے۔

(۸)......ملک میں سیاسی استحکام اور مذکورہ بالا اقدامات کو مؤثر بنانے کے لئے قومی اتفاقِ رائے بھی نہایت ضروری ہے، اس اتفاقِ رائے کو حاصل کرنے کے لئے صدرِ مملکت کو پہل کرنی ہوگی، ان پر یہ فریضہ سب سے زیادہ عائد ہوتا ہے کہ وہ اپنی ذات سے بلند ہوکر تمام طبقۂ خیال کے لوگوں کو جمع کریں، اوراگر اختلافات کو ختم کرنے کے لئے موجودہ سیاسی ڈھانچے میں جوہری تبدیلیاں کرنی پڑیں، انتخابات کو قابلِ اطمینان بنانے کے لئے سیاسی رہنماؤں کے جائز مطالبات کو تسلیم کرنا پڑے، خواہ وہ صدر صاحب کی پہلے اعلان شدہ پالیسی کے خلاف ہوں، تو ملک وملت کی سالمیت اور ملک میں سیاسی استحکام کی خاطر ان کو گوارا کریں۔

(۹)......سیاسی رہنماؤں سے بھی ہماری درخواست ہے کہ وہ اس موقع پر ملک کو بچانے کے لئے سیاسی عداوتوں کو فراموش کرکے کم سے کم نکات پر متفق ہوں، جو ملک کی بقا کے لئے ضروری ہیں۔

(۱۰)......موجودہ تہہ در تہہ بحرانوں کے حل کے لئے ہماری دیانتدارانہ رائے یہ ہے کہ عدلیہ کو آئین کے تقاضوں کے مطابق بحال کرکے جملہ ماورائے آئین اقدامات کو منسوخ کیا جائے، ان مقاصد کے حصول کے لئے مناسب یہی ہے کہ صدر پرویز مشرف ملک وملت کی خاطر مستعفی ہوجائیں، یہ ان کے لئے ایک

باوقار طریقہ ہوگا، جس کا اس منصب کے شایانِ شان راستہ یہ ہے کہ وہ آئین کے مطابق صدارت کا منصب سینٹ کے چیئرمین کے حوالے کریں، اور وہ تمام سیاسی جماعتوں کو اعتماد میں لے کر معینہ تاریخ کو شفاف انتخابات کرا کر اقتدار منتخب نمائندوں کے حوالے کر دیں۔

ہمارا تعلق کسی سیاسی جماعت سے ہے، اور نہ ہمارا کوئی سیاسی ایجنڈا ہے، اس لئے یہ تجویز کسی مخاصمت یا کسی ذاتی یا گروہی سیاسی مقصد پر مبنی نہیں ہے، بلکہ ملک وملت اور خود صدر پرویز مشرف صاحب کی خیر خواہی پر مبنی ہے، انہوں نے آئین سے ماوراء جن اقدامات کے ذریعے صدارت کا عہدہ حاصل کیا ہے، وہ کبھی ملک میں دیرپا استحکام پیدا نہیں کر سکتے، ان کی وجہ سے انہیں جلد یا بدیر یہ عہدہ چھوڑنا ہوگا، لیکن اس وقت بہت دیر ہو چکی ہوگی، اس کے برعکس اگر وہ رضا کارانہ طور پر ملک وملت کی خاطر یہ اقدام کریں تو ایک طرف ان کا وقار بلند کرنے کا ذریعہ بنے گا، دوسری طرف ملک موجودہ سیاسی بحران سے نکل کر پٹڑی پر آجائے گا، اور امید یہ ہے کہ اس کے نتیجے میں شورش زدہ علاقوں میں بھی فوری بہتری آئے گی، ابھی وقت ہے کہ ان خطوط پر نیک نیتی سے کام شروع کر کے ملک وملت کو اس گرداب سے نکالا جا سکتا ہے۔

(۱)......حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر صاحب دامت برکاتہم (شیخ الحدیث جامعہ نصرۃ العلوم، گوجرانوالہ)

(۲)......حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم (مہتمم جامعہ فاروقیہ، شاہ فیصل کالونی، کراچی)

(۳)......حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب دامت برکاتہم (مہتمم جامعۃ العلوم الاسلامیہ، علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی)

(۴)......حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم (صدر، جامعہ دارالعلوم کراچی)

(۵)......حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم (نائب صدر، جامعہ دارالعلوم کراچی)

(۶)......حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب دامت برکاتہم (شیخ الحدیث جامعہ حقانیہ، اکوڑہ خٹک، صوبہ سرحد)

(۷)......پیر محمد امین الحسنات شاہ صاحب دامت برکاتہم (رئیس دارالعلوم محمدیہ غوثیہ، بھیرہ شریف، سجادہ نشین آستانہ عالیہ بھیرہ شریف)

(۸)......حضرت علامہ سید عظمت علی شاہ ہمدانی صاحب دامت برکاتہم (شیخ الحدیث والتفسیر ومہتمم دارالعلوم قمر الاسلام سلیمانیہ، کراچی)

(۹)......حضرت مولانا عبدالرحمٰن سلفی صاحب دامت برکاتہم (امیر جماعت غرباء اہلِ حدیث، پاکستان)

(۱۰)......حضرت مولانا حافظ محمد سلفی صاحب دامت برکاتہم (نائب امیر جماعت غرباء اہلِ حدیث، پاکستان)

(۱۱)......حضرت مولانا مفتی محمد ادریس سلفی صاحب ولد مفتی عبدالقہار صاحب دامت برکاتہم (رئیس دارالافتاء جماعت غرباء اہلِ حدیث، پاکستان)

(۱۲)......حضرت مولانا نعیم الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم (ناظمِ اعلیٰ وفاق المدارس السّلفیہ، پاکستان)

(۱۳)......حضرت مولانا عبیداللہ صاحب دامت برکاتہم (مہتمم جامعہ اشرفیہ، لاہور)

(۱۴)......حضرت مولانا عبدالرحمٰن اشرفی صاحب دامت برکاتہم (نائب مہتمم جامعہ اشرفیہ، لاہور)

(۱۵)......حضرت مولانا قاری حنیف جالندھری صاحب دامت برکاتہم (مہتمم جامعہ خیرالمدارس، ملتان)

(۱۶)......حضرت مولانا انوارالحق صاحب دامت برکاتہم (نائب مہتمم دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک، صوبہ سرحد)

(۱۷)......حضرت مولانا محمود اشرف صاحب دامت برکاتہم (نائب مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی)

(۱۸)......حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب دامت برکاتہم (نائب مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی)

(۱۹)......حضرت مولانا سید عبدالقدوس ترمذی صاحب دامت برکاتہم (مہتمم جامعہ حقانیہ، ساہیوال، سرگودھا)

(۲۰)......حضرت مولانا مفتی محمد صاحب دامت برکاتہم (رئیس دارالافتاء والارشاد، جامعۃ الرشید، کراچی)

(۲۱)......حضرت مولانا غلام الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم (چیئرمین نفاذ شریعت کونسل، صوبہ سرحد)

(۲۲)......حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم (جامعہ دارالعلوم کراچی)

(۲۳)......حضرت مولانا فضل الرحیم صاحب دامت برکاتہم (ناظمِ تعلیمات جامعہ اشرفیہ، لاہور)

(۲۴)......حضرت مولانا زاہدالراشدی صاحب دامت برکاتہم (شیخ الحدیث جامعہ نصرۃ العلوم، گوجرانوالہ وسیکرٹری جنرل پاکستان شریعت کونسل)

(۲۵)......حضرت مولانا فداء الرحمٰن درخواستی صاحب دامت برکاتہم (امیر پاکستان شریعت کونسل)

(۲۶)......حضرت مولانا عبدالغفار صاحب دامت برکاتہم (منتظم جامعہ فریدیہ وقائم مقام خطیب لال مسجد، اسلام آباد)

(۲۷)......حضرت مولانا قاری ارشد عبید صاحب دامت برکاتہم (ناظمِ اعلیٰ جامعہ اشرفیہ، لاہور)

(۲۸)......حضرت مولانا محمد اکرم کاشمیری صاحب دامت برکاتہم (رجسٹرار جامعہ اشرفیہ، لاہور)

(۲۹)......حضرت مولانا محمد صدیق صاحب دامت برکاتہم (شیخ الحدیث جامعہ خیرالمدارس، ملتان)

(۳۰)......حضرت مولانا مفتی عبداللہ صاحب دامت برکاتہم (مفتی جامعہ خیرالمدارس، ملتان)

(۳۱)......حضرت مولانا عبدالمالک صاحب دامت برکاتہم (لاہور، صدر رابطۃ المدارس الاسلامیہ، پاکستان)

(۳۲)......حضرت مولانا مفتی محمد طیب صاحب دامت برکاتہم (صدر جامعہ امدادیہ اسلامیہ، فیصل آباد)

(۳۳)......حضرت مولانا مفتی محمد زاہد صاحب دامت برکاتہم (نائب صدر، جامعہ اسلامیہ امدادیہ، فیصل آباد)

اصلاحی خطاب

مفتی محمد رضوان

نکاح کی اہمیت اور طلاق کی مذمّت (قسط۱)

وہ خطاب جو حضرت مدیر نے مسجد امیر معاویہ کوہاٹی بازار، راولپنڈی میں مورخہ ۱۷/ ربیع الاول ۱۴۲۸ھ بمطابق ۶/ اپریل ۲۰۰۷ء بروز جمعہ نماز جمعہ سے قبل فرمایا، اس بیان کو مولانا محمد ناصر صاحب سلمہٗ نے محفوظ و نقل فرمایا (ادارہ......)

اَلْحَمْدُلِلّٰه، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُبِا للهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَصَفِيُّهٗ وَخَلِيْلُهٗ اَللّٰهُمَّ فَصَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى هٰذَاالنَّبِيِّ الْكَرِيْمِ وَالرَّسُوْلِ السَّيِّدِالسَّنَدِ الْعَظِيْمِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

اَمَّا بَعْدُ !فَاَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ، بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ .

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ (سورة البقرة آيت نمبر ۲۲۹)

وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ثَلَاثٌ جِدُّهُنَّ جِدٌّ وَهَزْلُهُنَّ جِدٌّ اَلنِّكَاحُ وَالطَّلَاقُ وَالرَّجْعَةُ (ابوداؤد، باب فی الطلاق علی الهزل، واللفظ لهٗ، ترمذی، ابنِ ماجه) وفی رواية بدل الرجعة اَلنَّذْرُ (مصنف ابنِ ابی شيبة، جز۴، صفحه ۸۱)

صَدَقَ اللهُ مَوْلَانَا الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُه النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰى ذَالِكَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَالشَّاكِرِيْنَ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ.

جو آیت تلاوت کی گئی، اُس کا مطلب یہ ہے کہ:

’’رجعی طلاق دو مرتبہ تک ہے، اس کے بعد بیوی کو دستور کے موافق رکھنا ہے یا مناسب طریقے سے چھوڑ دینا ہے‘‘

اور جو حضور ﷺ کی حدیث نقل کی گئی اُس کا ترجمہ یہ ہے کہ:

’’تین چیزیں ایسی ہیں کہ جن کی حقیقت بھی حقیقت ہے اور مذاق بھی حقیقت ہے ایک نکاح اور

دوسری طلاق اور تیسری رجوع، اور ایک روایت میں رجوع کی جگہ ''منت'' کا لفظ ہے''

انسان اور دوسری مخلوقات کی پیدائش کے مقصد میں فرق

معزز حضرات! اللہ تعالیٰ نے زمین پر انسانوں کو بھی پیدا فرمایا ہے اور انسانوں کے علاوہ دوسری مخلوقات مختلف جانوروں وغیرہ کی شکل میں بھی پیدا فرمائی ہیں، لیکن دونوں کی پیدائش میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرق رکھا ہے کہ انسانوں کی پیدائش تو اللہ تعالیٰ نے ایک خاص غرض اور مقصد کے لیے فرمائی ہے، اور اس غرض و مقصد کا تعلق خالق سے ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات سے اس کا تعلق رکھا ہے،، اور دوسری چیزوں کی پیدائش کے مقصد کا تعلق اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات سے نہیں رکھا بلکہ مخلوق سے رکھا ہے، اور وہ مخلوق بھی انسان ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

هُوَ الَّذِىْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا (سورة البقرة آیت نمبر ۲۹)

کہ ''اللہ تعالیٰ کی ایسی پاک ذات ہے جس نے تمہارے فائدہ کے لئے زمین میں جو کچھ بھی موجود ہے سب کا سب پیدا کیا''

لہٰذا انسان کے مخلوق ہونے اور انسان کے علاوہ دوسری چیزوں کے مخلوق ہونے میں یہ فرق ہے کہ انسان تو خالق کے لیے ہے اور دوسری مخلوقات اس انسانی مخلوق کے لیے ہیں، تو مخلوق ہونے کے اعتبار سے انسان میں اور دوسری مخلوقات میں یہ ایک بڑا فرق ہے۔

اسی فرق کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی خِلقت اور پیدائش کو ایک امتیاز عطا فرمایا ہے، دوسری مخلوقات کو یہ امتیاز اور شرف عطا نہیں فرمایا۔

باہمی رشتے انسان کا امتیازی شرف ہے

انسان کو دوسری مخلوق سے بہت سارے شرف اور امتیازی خصوصیات حاصل ہیں، ان ہی امتیازی خصوصیات کی وجہ سے انسان کو اشرفُ المخلوقات کہا جاتا ہے کہ جتنی بھی مخلوقات ہیں ان سب میں سب سے زیادہ شرافت اور عظمت والی مخلوق اللہ تعالیٰ کے نزدیک انسان ہے۔

انسان کو ایک امتیاز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو باہمی رشتے عطا فرمائے ہیں، اور ان رشتوں کے حقوق بھی مقرر فرمائے ہیں، جانوروں میں یا دوسری مخلوقات میں اس طرح کے رشتے نہیں پائے جاتے۔

چنانچہ بہت سی مخلوقات ایسی ہیں کہ وہ بے جوڑ پیدا کی گئی ہیں، جوڑے دار نہیں ہیں، ان میں نَر اور مادہ کا

سلسلہ نہیں ہے، جیسے زمین میں نَر اور مادہ کا سلسلہ نہیں کہ ایک زمین نَر اور مذکر ہو اور دوسری اس کے مقابلے میں مادہ اور مؤنث ہو، اسی طریقے سے چاند کو بھی جوڑے بنا کر پیدا نہیں کیا گیا کہ ایک ان میں سے نَر ہو اور دوسرا مادہ ہو، اسی طریقے سے سورج ہے اس کو بھی جوڑے بنا کر پیدا نہیں کیا کہ ایک نر ہو اور اس کے مقابلے میں دوسر مادہ ہو لیکن انسان کو اللہ تعالیٰ نے یہ شرف عطا فرمایا کہ انسانوں کو اللہ تعالیٰ نے جوڑے جوڑے بنا کر پیدا فرمایا۔ اگر چہ انسانوں کے علاوہ بہت ساری دوسری مخلوقات میں بھی جوڑے کا رشتہ پایا جاتا ہے، بہت سے جانور ایسے ہیں کہ جن میں نَر اور مادہ کا سلسلہ پایا جاتا ہے لیکن انسانوں اور دوسرے جانوروں کے ان جوڑے کے رشتوں میں بھی فرق ہے، اور بہت بڑا فرق ہے۔

انسانوں کے باہمی رشتوں کی تین بنیادی قسمیں

انسانوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو رشتے عطا فرمائے ہیں، وہ رشتے کئی قسم کے ہیں اور ان کے ایک دوسرے پر حقوق بھی مقرر فرمادیے ہیں، لیکن بنیادی طور پر تین رشتے ایسے ہیں کہ جن میں ایک کو دوسرے سے بہت زیادہ قُرب اور فائدہ حاصل ہے، ان تین رشتوں میں سے ایک اصولی رشتہ کہلاتا ہے، دوسرا فروعی رشتہ کہلاتا ہے اور تیسرا زوجین کا رشتہ کہلاتا ہے۔ [۱]

اصولی رشتے کا مطلب یہ ہے کہ جس رشتے سے انسان کی ولادت اور پیدائش کا تعلق ہو، مثلاً والدین یہ اصولی رشتے دار کہلاتے ہیں اور والدین کے والدین یہ بھی اُصولی رشتے دار کہلاتے ہیں۔

اور دوسرے فروعی رشتے ہیں یعنی وہ رشتے کہ اُن رشتوں کا اپنے ساتھ پیدائش اور ولادت کا تعلق ہے، اس میں اپنی اولاد اور اولاد کی اولاد اور یہ رشتے نیچے تک آجاتے ہیں۔

تیسرا رشتہ زوجین اور میاں بیوی کا رشتہ ہے، یہ تین رشتے بنیادی ہیں، اس کے علاوہ باقی رشتے انہی رشتوں کے ذریعے سے وجود میں آتے ہیں، مثلاً بھائی بہن کا رشتہ ہے، تو یہ رشتہ اُصولی رشتوں سے وجود میں آیا ہے، مثلاً والد یا والدہ جو اصولی رشتہ دار ہیں، ان کی اولاد بھائی بہن جاتی ہے، پھر اس سے اوپر جائیں دادا اور دادی، نانا اور نانی ان کی اولاد چچا اور تایا بن جاتی ہے، یا ماموں، پھوپھی اور خالہ بن جاتے ہیں، تو یہ رشتے اُصولی رشتے سے وجود میں آئے ہیں۔

---

[۱] لأن بين الفروع والأصول اتصالا في المنافع لوجود الاشتراك في الانتفاع بينهم عادة وكذا بين الزوجين ولهٰذا لو شهد لهٗ أحد منهم لم تُقبل شهادته لكونها شهادة لنفسه من وجه (تبيين الحقائق، باب المصرف، كتاب الزكاة)

اور جو باقی رشتے ہیں نواسے نواسی یا پوتے پوتی کے یہ رشتے انسان کے فروع میں داخل ہیں، اُصولی وفروعی یہ دونوں نسبی رشتے ہیں، اور تیسرا رشتہ جو میاں بیوی کے نکاح کے ذریعے سے وجود میں آتا ہے، وہ نسبی رشتہ نہیں ہے، چنانچہ جب کوئی مرد کسی عورت سے نکاح کر لیتا ہے یا کوئی عورت کسی مرد سے نکاح کر لیتی ہے تو ایک دوسرے کے لیے ان کے اصول اور فروع حرام ہو جاتے ہیں جس طریقے سے اپنے اوپر اپنے اصول فروع حرام ہیں، یعنی ساس اور سُسر نکاح کرنے والے مرد اور عورت کے محرم بن جاتے ہیں، شوہر پر اس کی بیوی کی والدہ حرام ہو جاتی ہے؛ اسی طرح اگر عورت کی پہلے سے کسی اور شوہر سے کوئی بیٹی ہو تو وہ بھی اُس کے شوہر پر حرام ہو جاتی ہے، اور بیوی کے لیے اپنے شوہر کے والد سے نکاح کرنا حرام ہو جاتا ہے، یا شوہر کا پہلے سے کسی اور بیوی سے کوئی بیٹا ہو تو وہ بھی اس عورت پر حرام ہو جاتا ہے۔ اور یہ رشتے میاں بیوی اور زوجین کے رشتے سے قائم ہوتے ہیں، جانوروں کے اندر یہ رشتہ کا سلسلہ نہیں ہے، کہ وہ ایک دوسرے سے نکاح کریں، نکاح کے ذریعے سے اولاد پیدا ہو اور پھر اس کے ذریعے سے ساس سُسر کا رشتہ قائم ہو، جانوروں کے لیے یہ احکامات اور یہ رشتے نہیں ہیں اور نہ ہی وہ اس کے مکلّف ہیں، یہ رشتے انسانوں کو حاصل ہیں اور انسان ہی اس کے مکلّف ہیں کہ وہ تمام رشتوں کو پہچانیں اور ان کے حقوق ادا کریں۔

نکاح انبیاء علیہم السلام کی سنت اور عبادت ہے

لیکن دوسرے رِشتوں سے ہٹ کر میاں بیوی کا رشتہ ایسا ہے کہ اس رشتے سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے کسی نبی کو محروم نہیں فرمایا، تمام انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کو میاں بیوی والا رشتہ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے، اگر چہ ایک حدیث میں حضورِ اکرم ﷺ نے نکاح کو اپنی سنت قرار دیا ہے کہ:

اَلنِّکَاحُ مِنْ سُنَّتِیْ (ابنِ ماجه، باب ماجاء فی فضل النکاح)

کہ نکاح میری سنت اور میرا طریقہ ہے

لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اور انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کا یہ طریقہ نہیں ہے، بلکہ دوسرے انبیاء کا بھی یہ طریقہ ہے، کیونکہ نکاح حضورِ اکرم ﷺ کی خاص سنت اور طریقہ ہے، اس لیے آپ ﷺ نے اس کی نسبت اپنی طرف فرمائی۔

نکاح عبادت بھی اور معاملہ بھی

اور جو عمل نبی کی سنت ہوتا ہے، وہ عبادت ہوتا ہے؛ فقہائے کرام نے فرمایا کہ نکاح کا ایک پہلو تو معاملے

اور معاہدے کا ہے، اور دوسرا پہلو اس کا عبادت کا ہے، معاملے اور معاہدے کا پہلو اس طرح سے ہے کہ جس طریقے سے دنیا میں کوئی خرید وفروخت کا معاملہ کیا جاتا ہے، جس کے لیے ایجاب وقبول کیا جاتا ہے، اور بعض اہم معاملات کے لیے لکھت پڑھت بھی ہوتی ہے تو اسی طریقے سے نکاح میں یہ معاہدے اور معاملے کا پہلو بھی ہے، لیکن نکاح میں دوسرا پہلو عبادت کا ہے کہ یہ دراصل عبادت ہے، صرف ایک دنیوی ضرورت نہیں ہے بلکہ ایک دینی ضرورت ہے، چنانچہ ایک حدیث میں ہے:

مَنْ تَزَوَّجَ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ نِصْفُ الْاِيْمَانِ، فَلْيَتَّقِ اللهَ فِي النِّصْفِ الْبَاقِيُ (فیض القدیر، حدیث نمبر ۸۵۹۱)

کہ ''جس شخص نے نکاح کرلیا تو اس نے آدھا ایمان مکمل کرلیا، پس اُسے چاہیے کہ باقی آدھے ایمان کے بارے میں اللہ سے ڈرے''

لہٰذا نکاح کے ذریعے سے انسان کے دین میں اضافہ ہوتا ہے، اس کے ایمان میں ترقی ہوتی ہے، اس اعتبار سے نکاح عبادت ہے۔

اور نکاح کا جو پہلو معاملہ یا معاہدہ ہونے کا ہے، تو وہ پہلو بھی دوسرے معاملات یا دوسرے معاہدات سے زیادہ سخت رکھا گیا ہے چنانچہ اگر کوئی آدمی خرید وفروخت کا معاہدہ کرتا ہے، تو اس کے لیے باقاعدہ گواہوں کا ہونا ضروری نہیں کہ خرید وفروخت پر گواہ بنائے اور کہے کہ میں ان گواہوں کی موجودگی میں یہ چیز خرید یا فروخت کررہا ہوں، لیکن نکاح کے معاملے میں یہ شرط رکھی گئی ہے کہ گواہوں کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔

تو معلوم ہوا کہ یہ معاملہ اور معاہدہ دوسرے معاملات ومعاہدات سے سخت ہے، چنانچہ فقہاء نے یہ قاعدہ بیان کیا ہے کہ:

لاَ نِكَاحَ اِلاَّ بِشُهُوْدٍ نکاح گواہوں کے بغیر نہیں ہوتا

معلوم ہوا کہ نکاح میں معاملہ یا معاہدہ ہونے کا جو پہلو ہے وہ دنیا کے دوسرے معاملات اور معاہدات سے زیادہ سخت اور کڑا رکھا گیا ہے، اس میں زیادہ سخت شرائط رکھی گئی ہیں۔

اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ یہ معاملہ ایسا ہے جو صرف معاملہ ہی نہیں ہے بلکہ عبادت بھی ہے، کیونکہ جو دین کے شعبے ہیں، اُن میں سے عبادت کا شعبہ الگ ہے اور معاملات کا شعبہ الگ ہے، لیکن نکاح کا شعبہ دونوں شعبوں کو اپنے اندر لیے ہوئے ہے، اس کا بیک وقت دونوں شعبوں سے تعلق ہے (جاری ہے......)

بسلسلہ: فقہی مسائل مفتی محمد امجد حسین

پاکی ناپاکی کے مسائل (قسط۱۰)

عورت کو ماہواری کا خون ایک لگی بندھی عادت کے مطابق آتا رہے تو کوئی الجھن پیدا نہیں ہوتی، لیکن عادت میں، ایام میں، تاریخوں میں، خون کی کیفیت وغیرہ میں تبدیلی ہو (اور عموماً ایسا ہوتا ہی ہے) تو پھر پاکی ناپاکی کی حالتوں میں تمیز کرنا ایک پیچیدہ عمل ہو جاتا ہے۔

ذیل میں تبدیلی عادت کی چند مختلف ممکنہ صورتیں اصولی درجہ میں نقل کی جاتی ہیں۔ [۱]

واضح رہے کہ خون جب عادت سے بڑھ جائے تو یا تو دس دن کے اندر اندر رک جائے گا یا دس دن پر بھی بند نہ ہوگا دس دن سے بڑھ جائے گا، اور دس دن کو اس مسئلہ میں معیار اس لئے بناتے ہیں کہ شرعاً زیادہ سے زیادہ حیض کی مدت دس دن ہے، دس دن کے بعد جو خون آئے وہ واضح اور یقینی طور پر حیض سے خارج ہے، پس عادت سے خون بڑھنے کی مختلف صورتیں مع شرعی حکم کے درج ذیل ہیں۔

صورت نمبر۱

خون دس دنوں سے بڑھ جائے اور جن ایام میں عادت ہے ان تمام دنوں میں خون آیا ہو۔ اس صورت کا حکم یہ ہے کہ عادتِ سابقہ برقرار رہے گی۔

مثال نمبر(۱)......: (جب تاریخوں کے مطابق عادت ہو) عادت یکم سے ۵ تاریخ تک خون آنے کی ہے پھر کسی مہینے میں یکم کو خون جاری ہو کر ۱۰ دنوں سے بھی آگے بڑھ گیا تو حیض یکم سے پانچ تک ہی شمار ہوگا، باقی سب ایام استحاضہ کے شمار ہونگے۔

مثال نمبر(۲)......: (تاریخوں کی بجائے دنوں کی گنتی کے حساب سے جب عادت ہو) ۵ دن حیض اور ۳۰ دن پاکی کی عادت ہو، پھر ۳۰ دن پاکی کے بعد حیض جو آیا تو دس دنوں سے بڑھ گیا۔ حکم اوپر والا ہی ہے یعنی صرف پہلے پانچ دن حیض باقی استحاضہ ہوگا۔

---

[۱] یہ اس موضوع پر ایک عمدہ اور مفید رسالہ ''ہدیہ خواتین'' (مطبوعہ بیت العلم ٹرسٹ، کراچی) سے بتغیر ماخوذ ہیں، ہدیہ خواتین کا ماخذ اِن قواعد و مسائل میں رسالہ ''منهل الواردين علىٰ ذخر المتاهلين '' ہے جو برکوی کے متن اور علامہ شامی کی شرح پر مشتمل اس موضوع پر ایک جامع محققانہ مجموعہ ہے اور اہلِ علم میں معروف ہے۔

صورت نمبر۲

خون۱۰دنوں سے زیادہ ہوا اور عادت کے تمام دنوں میں خون نہ آیا ہو بلکہ بعض دنوں میں آیا ہو لیکن عادت کے دنوں میں سے کم ازکم ۳دن خون آیا ہو۔اس کا حکم یہ ہے کہ عادت کے دنوں میں جتنا خون آیا وہ حیض ہوگا باقی استحاضہ۔

مثال نمبر(۱)......:(تاریخوں سے عادت کی)عادت یکم سے ۵ تک خون آنے کی ہے،اب خلافِ معمول ۳ تاریخ سے ۱۳تاریخ تک ۱۱دن خون آیا چونکہ عادت کے ایام کے مطابق ۳ تاریخ سے ۵تاریخ تک تین دن اس میں پورے ہیں(جوحیض کی شرعاً کم ازکم مدت ہے)اس لئے ۳سے ۵تک حیض ہے باقی یکم،۲اور۶ سے ۱۳تک تاریخوں کا خون استحاضہ شمار ہوگا۔اس سے واضح ہوتا ہے کہ حیض کے آگے پیچھے دونوں طرف استحاضہ کا خون ہوسکتا ہے(کہ حیض کے ایام درمیان میں ہوں اور آگے پیچھے استحاضہ ہو)

مثال نمبر(۲)......:(صرف دنوں کی گنتی میں عادت ہو تاریخوں میں نہیں)عادت ۵دن حیض ۳۰دن پاکی کی ہے،اب ۳۲دن پاکی کے بعد خون آیا اور ۱۱دن جاری رہا،تو تین دن حیض باقی استحاضہ ہوگا،کیونکہ خون آنے کے شروع کے ۳دن عادت کے ہیں،اور اس دفعہ سے اب عادت بدل جائے گی،اب اگلے خون کے لئے عادت ۳دن حیض اور ۳۲دن پاکی شمار ہوگی(کیونکہ ہر آئندہ حیض کے لئے گذشتہ حیض اور پاکی کے ایام عادت اور معیار بنتے ہیں)

صورت نمبر۳

خون۱۰دنوں سے بڑھ جائے اور عادت کے دنوں میں خون بالکل نہ آیا ہو یا ۳دن سے کم آیا ہو اس کا حکم یہ ہے کہ گنتی میں تو عادت کے مطابق حیض شمار ہوگا اور زمانے کے اعتبار سے بدل جائے گا۔

مثال نمبر(۱)......:(تاریخوں میں عادت کی)عادت پہلی تاریخ سے ۵تاریخ تک ۵دن حیض کی ہے، اب معمول سے ہٹ کر ۴ تاریخ سے شروع ہوکر ۱۱دن خون آیا،اب چونکہ ایامِ عادت ۴اور۵تاریخ ۲دن بنتے ہیں،اس لئے عادت کے مطابق گنتی برقرار رکھیں گے جو کہ ۵دن ہیں،لہٰذا ۴تاریخ سے ۸تاریخ تک ۵دن حیض شمار کریں گے باقی استحاضہ،اس طرح حیض عادت کے دنوں سے گذر کر مزید ۳دن رہے گا اور عادت بدل جائے گی،آئندہ اس عادت کا اعتبار ہوگا،یعنی ۴تاریخ تا ۸تاریخ۔

مثال نمبر(۲)......:(تاریخ کے بجائے صرف دنوں کی گنتی میں عادت)عادت ۵دن حیض ۳۰دن پاکی

کی ہے،اب ۳ دن بعد حیض آیا،اور ۱۱ دن جاری رہا،پس ۵ دن حیض کے شمار کریں گے،ان میں سے صرف دو دن سابقہ عادت کے ہیں باقی اس کے بعد کے دن شامل کر کے عادت والی گنتی یعنی ۵ دن پوری کی جائے گی،اب آئندہ یہی عادت شمار ہوگی،مذکورہ مثالوں کو سامنے رکھ کر یہ صورت خود سمجھ کر نکال لیں کہ کوئی ایک دن بھی سابقہ عادت والے دنوں میں خون نہیں آیا،خون کے سب دن ان تاریخوں یا گنتی کے دنوں کے علاوہ ہوں ۔اس صورت میں بھی سابقہ گنتی کے برابر دن حیض شمار کریں گے،جیسا کہ پیچھے مذکور ہوا۔

صورت نمبر۴

خون عادت سے بڑھ جائے لیکن دس دن سے نہ بڑھے دس دن یا دس دن سے کم ہو تو تمام خون حیض کا شمار ہوگا اور عادت بدل جائے گی چاہے عادت کے دنوں میں کچھ خون آئے یا نہ آئے۔

مثال نمبر(۱)......:عادت یکم سے ۵ تک پانچ دن ہے اب خلاف عادت یکم سے ۹ تک یا ۳ تاریخ سے ۷ تاریخ تک خون آیا تو یہ تمام دن حیض کے شمار ہونگے اور آئندہ یہی عادت شمار ہوگی۔

مثال نمبر(۲)......:عادت یکم تا ۵ تھی اب کے بار ۶ تاریخ تا ۹ تاریخ ۴ دن حیض دیکھا (گویا تاریخیں بھی ساری بدل گئیں اور دنوں کی تعداد بھی مختلف ہوگئی) تو یہ چار دن ہی حیض ہوگا اور آئندہ یہی عادت شمار ہوگی۔خلاصہ یہ کہ عادت میں جزوی یا کلی تبدیلی ہو جائے لیکن خون دس دن سے نہ بڑھے تو یہ تبدیلی والی صورت ہی متعین ہوگی اس تبدیلی کے مطابق تمام دن حیض کے ہوں گے اور آئندہ یہی عادت شمار ہوگی خواہ تبدیلی صرف تاریخوں میں ہو گنتی برقرار رہے،سب تاریخوں میں تبدیلی ہو یا بعض تاریخوں میں اور یا تبدیلی صرف گنتی میں ہو تاریخیں وہی ہوں خواہ گنتی کے دن بڑھ جائیں یا گھٹ جائیں بہرصورت۔

اور یا تبدیلی تاریخوں اور گنتی دونوں میں ہو بہرحال دس دن کے اندر اندر یہ ساری تبدیلیاں ہوں تو تبدیلی کا پورا پورا اعتبار ہوگا۔

مزید عقلی و احتمالی مثالیں اس صورت کی خود سوچ لو،فرض کر لو،تا کہ یہ مسائل خوب ذہن نشین اور ازبر ہو جائیں۔کیونکہ احتمالی مثالیں ان سب صورتوں کی بہت سی بن سکتی ہیں۔مذکورہ اصولوں کو سامنے رکھ کر بہنیں باہم ان کی مشق کریں۔

اللہ آپ سے اور ہم سے راضی ہو ہمیں اپنی مرضیات و نامرضیات کو سیکھنے سمجھنے کی فکر اور شوق عطا فرمائیں پھر

مرضیات کو بجالانے اور نامرضیات سے اجتناب کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں اپنے ظاہر کو بھی اور باطن کو بھی، قلب کو بھی، قالب کو بھی پاک کرنے، پاک رکھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین یارب العالمین۔

ملحوظہ

مذکورہ تفصیل میں یہ ملحوظ رہے کہ جو دن حیض کے نہ بنیں گے بلکہ استحاضہ کے بنیں گے، ان کی نماز پڑھنی پڑے گی۔ یعنی جن دنوں کے متعلق وقت پر ہی پتہ چل گیا کہ استحاضہ کے ہیں ان کی نماز تو قضا نہ کریں، پاک ہوکر وقت پر ہی پڑھیں۔ خون آنے سے صرف وضو ٹوٹے گا۔ اور جن دنوں کے متعلق وقت پر پتہ نہیں چل سکتا بعد میں تحقیق ہوتی ہے کہ فلاں دن حیض کے تھے یا استحاضہ کے تھے۔ جیسے عادت سے خون بڑھ جانے کی سب صورتوں میں ایسا ہوتا ہے (سوائے اس کے کہ عادت ہی دس دن ہو کیونکہ عادت کے مطابق دس دن پر خون نہ رکے گا تو گیارہویں دن سے خون کا استحاضہ ہونا یقینی ہے) تو چونکہ ان صورتوں میں عادت سے زائد سب دن استحاضہ کے ہوتے ہیں لیکن ان اضافی دنوں کے حیض یا استحاضہ کا فیصلہ دس دن پورے ہونے سے پہلے نہیں ہوسکتا۔

احتمال ہوتا ہے کہ عادت کے دن پورے ہونے کے بعد بھی جاری رہنے والا یہ خون دس دن پورے ہونے پر یا دس دن ہونے سے پہلے بند ہوجائے تو اس صورت میں یہ اضافی دن بھی حیض کے شمار ہوں گے۔

اور یہ بھی احتمال ہوتا ہے کہ دس دن پورے ہونے پر بھی خون بند نہ ہو اس صورت میں عادت سے اضافی سب دن استحاضہ ہوں۔ اس لئے خواتین کو عادت سے خون بڑھ جانے کی صورت میں دس دن پورے ہونے تک انتظار کرنا پڑتا ہے۔ پس دس دن سے خون بڑھ جانے پر ان اضافی دنوں کے خون کا استحاضہ ہونا جب ثابت ہوجاتا ہے تو خواتین عادت کے بعد کے دنوں کی نماز قضا پڑھتی ہیں لیکن اس قضاء ہونے کی وجہ سے وہ گنہگار نہ ہوں گی۔ کیونکہ ان نمازوں کا ذمہ میں قضاء لازم ہونے کا علم دس دن سے پہلے نہیں ہوا تھا۔ اب دس دن پر خون بند نہ ہونے کی وجہ سے جب ان گزرے دنوں (جو عادت پر اضافی ہیں) کی قضاء لازم ہونے کا شریعت نے حکم لگا دیا تو اب خواتین مکلّف ہوگئیں کہ یہ نمازیں قضا پڑھ لیں اور دس دن کے بعد جب تک خون جاری رہے تو چونکہ ان کا استحاضہ کا خون ہونا شرعاً واضح ہے اس لئے دس دن کے بعد کی نمازیں قضاء نہ کریں وقت پر ادا پڑھیں۔

(جاری ہے......)

بسلسلہ اصلاحِ معاملہ مفتی محمد امجد حسین

معیشت اور تقسیمِ دولت کا فطری اسلامی نظام (قسط ۱۵)

مشارکہ ومضاربہ کے بعد بیع کی مزید کچھ اہم اقسام استصناع، سلم، بیع صرف وغیرہ اور پھر اجارہ کے احکام ذکر کرنے تھے، لیکن اس طرف توجہ ہوئی کہ مزید آگے بڑھنے سے پہلے بیع کی شرعی حقیقت اور اس کے کچھ بنیادی اصول اور عمومی احکام ذکر ہو جائیں (جو کہ اصولاً مشارکہ ومضاربہ سے بھی پہلے آنا چاہئے تھے تاکہ آگے بیع کی سب اقسام انہی اصولوں اور احکام پر مرتب ہوں) اس لئے بیع کی مزید اقسام کی تفصیل میں جانے سے پہلے بیع کے متعلق یہ بنیادی امور ذکر کئے جاتے ہیں۔

بیع کی تعریف

البیع فی اللغة مطلق المبادله، وکذالک الشراء سواء کانت فی مال او غیره، قال الله تعالیٰ ان الله اشتریٰ من المومنین انفسهم واموالهم (التوبة ۱۱۱)
وفی الشرع مبادلة المال المتقوم بالمال المتقوم تملیکا وتملکا الخ (کتاب الاختیار لتعلیل المختار ۲/کتاب البیوع)

ترجمہ: بیع اور اس طرح شراء بھی، لغت میں مطلقاً تبادلہ کرنے کو کہتے ہیں خواہ یہ تبادلہ مال کے بدلے میں مال کا ہو یا کسی اور چیز کا، جیسا کہ مذکورہ آیت میں جان اور مال دونوں کے تبادلے کے لئے اشتراء کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

اور شرعی معنی بیع کا یہ ہے کہ مالِ متقوم (قیمت رکھنے والا) کا تبادلہ مالِ متقوم کے ساتھ اس طور پر ہو کہ مالک بنایا بھی جائے اور مالک بنا بھی جائے (یعنی فروخت کنندہ وخریدار میں سے ہر ایک اپنی چیز کا دوسرے کو مالک بنائے اور اس کی چیز کا خود مالک ہے)

مال کی تعریف

المراد بالمال ما یمیل الیه الطبع ویمکن ادخاره لوقت الحاجه والمالیة تثبت بتمول الناس کافة او بعضهم والتقوم یثبت بهٖ وباباحة الانتفاع بهٖ شرعاً الخ (رد المحتار ج۵)

ترجمہ: مال سے ہر وہ چیز مراد ہے جس کی طرف طبیعت مائل ہوتی ہو اور ضرورت کے وقت

کے لئے اسے ذخیرہ کیا جاسکتا ہو اور مالیت تمام لوگوں یا بعض لوگوں کے بنانے سے ثابت ہو جاتی ہے اور اس چیز کا قابلِ قیمت ہونا مالیت بنانے سے بھی ثابت ہوتا ہے اور شرعاً اس چیز سے نفع اٹھانے کے جائز ہونے سے بھی ثابت ہوتا ہے۔

مال کی ایک دوسری تعریف

المال اسم بغير الادمى خلق لمصالح الأدمى وامكن احرازه والتصرف فيه علىٰ وجه الاختيار (رد المحتار ایضاً "نقل عن حاوی قدسی")

ترجمہ: مال اس غیر انسان چیز کا نام ہے جسے انسان کے فائدہ کے لئے پیدا کیا گیا ہو اور اسے اپنی حفاظت میں لیا جاسکتا ہو اور اپنے اختیار وارادے سے اس میں عمل دخل آدمی کرسکتا ہو۔

بیع اور مال کی یہ تعریفیں فقہائے احناف کے نزدیک ہیں۔ اس میں بیع کی تعریف میں مال کی قید ہے اور مال کی تعریفوں (مذکورہ) میں کوئی ایسی قید نہیں جس سے مال حسی، عینی یا مادی چیز میں منحصر ہو جاتا ہو اور منافع مال کی تعریف سے خارج ہو کر قابلِ بیع ہونے سے نکل جاتے ہوں، لیکن احناف میں سے بعض دیگر فقہاء نے مال کی ایسی تعریف کی ہے جس میں مال کے لئے حسی اور مادی چیز ہونے کی صراحت ہے اور یہی فقہائے احناف کا مذہب ہے کہ مال مادی، حسی چیزوں میں منحصر ہے، منافع اور حقوق مجردہ مال میں شامل نہیں۔ ان پر مال ہونے کا اطلاق نہیں کرتے اس لئے احناف منافع اور حقوق، مجردہ کی بیع کو جائز نہیں قرار دیتے لیکن یہ بات اتنی سادہ اور علی الاطلاق نہیں کہ ہر قسم کے حقوق کی بیع ناجائز ہو، بلکہ فقہائے احناف کی کتابوں میں عرف وغیرہ کی وجہ سے بعض حقوق کو مال میں شامل کر کے ان کی بیع کے جواز کا حکم لگایا گیا ہے اور ان حقوق کو دیگر حقوق اور منافع سے مستثنیٰ کیا گیا ہے۔ اصل میں حقوقِ مجردہ اور منافع کے خرید وفروخت کے جواز اور عدم جواز کی بحث کسی زمانے میں بھی اتنی اہمیت کی حامل نہیں رہی جتنی ہمارے اس زمانے میں یہ اہمیت اختیار کر گئی ہے، اس دور میں شخصی حقوق کی بہت سی ایسی قسمیں نکل آئی ہیں جو حقیقت میں ''اعیان''، یعنی حسی اور مادی اشیاء نہیں ہیں بلکہ تجارتی اور بازاری دنیا کی اعتباری منفعتیں ہیں اور بازاروں میں ان منفعتوں اور حقوق کی (جو مادی چیزیں نہیں بلکہ محض اعتباری چیزیں ہیں) باقاعدہ خرید وفروخت ہوتی ہے اور بسا اوقات بہت ہی زیادہ قیمت اور ویلیو کی یہ حامل ہوتی ہیں اور ان کے لین دین میں غیر معمولی دلچسپی لی جاتی ہے اور حکومتوں کے قوانین میں بھی ان میں سے کئی حقوق کو سندِ جواز

حاصل ہوتی ہے۔

مثلاً مکانوں اور دکانوں کی پگڑی (کہ جس میں محض اس جگہ یا ٹھیے کی ساکھ کی بڑی قیمت وصول کر لی جاتی ہے خود مکان یا دکان بیچی نہیں جاتی جو عینی اور مادی چیز ہے)۔اسی طرح مخصوص تجارتی نام (Trade Mark)، تجارتی لائسنس کے حقِ استعمال کی فروختگی، نیز حقِ تصنیف، حق طبع، حق ایجاد کی خرید وفروخت اور ان حقوق کو ایک قابل منفعت مال کی حیثیت سے اپنے حق میں محفوظ کرا لینا، اس طرح سابقہ ادوار میں حق مرور (راستے پر چلنے اور گزرنے کا حق) اور حق شرب (پانی لینے کا حق) باوجود حقوق مجردہ اور غیر عینی چیز ہونے کے ان کی خرید وفروخت کا عرف ہوجانے کی وجہ سے اُن مقامات پر فقہائے احناف نے ان کو دیگر حقوق مجردہ سے مستثنیٰ کر کے ان کے جواز کا حکم جاری کیا، چنانچہ احناف کی کتب میں اس کی تفصیلات موجود ہیں۔حقوق مجردہ اور منافع کی خرید وفروخت کا یہ موضوع ایک وسیع الجہت موضوع ہے، ایسی منفعتوں اور حقوق کی نوع در نوع مختلف اقسام بن جاتی ہیں پھر وہ اقسام مختلف شرعی اصولوں کو متضمن ہو جاتی ہیں، ان اصولوں کے تحت ان کی بیع کے جواز و عدم جواز، یا بیع کے بجائے مصالحت بالعوض (کَنزول عن الوظائف) کے تحت ان کے جواز کی بحث دورِ حاضر کے اہل علم میں چلی ہے اور پھر یہ امر بھی ہے کہ احناف کے علاوہ دیگر فقہاء خصوصاً شوافع اور حنابلہ کے نزدیک حقوق اور منافع کی بیع میں خود بیع کی حقیقت کی روء سے ہی جواز کی بہت کچھ گنجائش ہے، یہ فقہاء بیع میں اعیان (حسی وعینی چیز و مال ہونے) کی قید نہیں لگاتے، دائمی منافع کو بھی یہ بیع میں شامل کرتے ہیں۔شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتھم کا مقالہ ''حقوق مجردہ کی خرید وفروخت'' مشمولہ فقہی مقالات ج۱۔اس موضوع پر ایک مفید تفصیلی مقالہ ہے۔تفصیل ووضاحت کے لئے اس کا مطالعہ مفید رہے گا، ہم یہاں حقوق مجردہ اور منافع کی بیع کے متعلق اسی قدر اجمالی تعارف پر اکتفا کرتے ہیں۔آگے ہم اعیان یعنی حسی و مادی چیزوں کی بیع کے متعلق ہی بحث کریں گے کہ بیع عادتاً، عرفاً اور عامۃً اعیان ہی میں جاری ہوتی ہے اور ہر مسلمان کو بالعموم اسی سے واسطہ پڑتا ہے اس لئے اسی کے احکام جاننے کا وہ عام حالات میں مکلّف ومحتاج ہے۔منافع اور حقوق مجردہ کے بیع وشراء کا معاملہ کسی کو پیش آجائے تو وہ موقعہ پر خاص اسی صورت کے متعلق اہل علم سے رہنمائی لے لے۔

اجارہ، عاریت، ھبہ اور صدقہ میں باہم فرق

مذکورہ تفصیل منافع اور حقوق مجردہ کے بیع یعنی خرید وفروخت کے حوالے سے تھی، باقی بیع کے بالمقابل

اجارہ جوایک مستقل چیز ہے (جس کے انشاء اللہ آگے احکام تفصیل سے آئیں گے) اس کا تعلق بھی منافع کے ساتھ ہے، لیکن اس کی نوعیت حقوق مجردہ کی خرید وفروخت سے بالکل مختلف ہے کیونکہ یہ بنیادی طور پر اعیان کی کرایہ داری کا معاملہ ہوتا ہے کہ اشخاص یا اشیاء کی خدمات اور منافع کسی متعین، مخصوص وقت یا عرصے کے لئے اجرت پر لے لئے جاتے ہیں، اشیاء کے اجارہ میں وہ چیز مالک کی ملکیت میں ہی برقرار رہتی ہے، صرف اس عرصے میں اس چیز کے منافع سے مستاجر مستفید ہوتا ہے، اجارہ کا مقررہ دورانیہ پورا ہونے پر چیز مالک کے پاس واپس چلی جاتی ہے۔

عاریت

اس طرح ایک چیز عاریۃ ہے، عاریتاً چیز لینے کی بھی صورت یہی ہوتی ہے جو اجارہ کے طور پر چیز لینے کی ہوتی ہے کہ چیز پر مالک کی ملکیت برقرار رہتے ہوئے عاریت پر لینے والا اس کے منافع سے فائدہ اٹھاتا ہے، لیکن عاریت میں وہ منافع اجرت اور عوض پر نہیں حاصل کئے جاتے بلکہ ایک رضا کارانہ اور مبنی بر ہمدردی عمل ہوتا ہے مستعار دینے والا بغیر عوض کے اپنی چیز مستعیر کو فائدہ اٹھانے اور استعمال کرنے کے لئے دیدیتا ہے، اللہ کی رضا کی نیت سے دے تو اس میں ثواب بھی ملتا ہے۔

ھبہ

اور ایک چیز ھبہ یا ھدیہ ہوتی ہے۔ ھبہ اور بیع میں بنیادی طور پر وہی فرق ہے جو اجارہ اور عاریت میں ہوتا ہے کہ اجارہ میں منافع بالعوض اور عاریت میں بلاعوض دوسرے کو فراہم کئے جاتے ہیں۔ اسی طرح بیع میں کوئی عین (یعنی مادی وحسی چیز) قیمت پر دوسرے کو بیچ دیا جاتا ہے جبکہ ھبہ وھدیہ یہ ہے کہ عینی چیز بلا عوض و بلا قیمت مفت میں دوسرے کو عطیہ کر دی جائے، جب وہ (موھوب لہ) یہ چیز اپنے قبضے میں لے لیتا ہے تو وہ اس کا مالک بن جاتا ہے دینے والے کی ملکیت اور عمل دخل اب اس چیز سے ختم ہو جاتا ہے، ھبہ اور ھدیہ کی بنیاد محض محبت، بھائی چارے، اور باہمی تعلق پر ہوتی ہے۔

صدقہ

اگر یہ ھبہ وھدیہ اگلے کی حاجت، ضرورت، غربت کی وجہ سے اللہ کی رضا اور قرب حاصل کرنے کی غرض سے دی جائے تو یہی صدقہ (نافلہ) کہلاتا ہے۔

(جاری ہے............)

بسلسلہ : آدابُ المعاشرت مولانا محمد ناصر

اولاد کی تربیت کے آداب (قسط۱۰)

والدین پر یہ ضروری ہے کہ وہ اپنی تمام اولاد کو خواہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں، دین کا بقدرِ فرض علم سکھانے کا اہتمام وانتظام کریں، کیونکہ دین کے علم کی دو قسمیں ہیں؛ ایک قسم وہ ہے کہ جس کا سیکھنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے، اسے فرضِ عین علم کہتے ہیں؛ جس کی کچھ تفصیل گذشتہ قسط میں ذکر کی گئی تھی۔

لہٰذا اگر والدین میں اپنی اولاد کو مکمل دین کا علم حاصل کرانے کی ہمت نہ ہو تو پھر اولاد کو بقدرِ ضرورت یعنی فرضِ عین دین کا علم ضرور سکھا دیں، آج کل لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ بس اگر بچہ ہو تو پورا عالم ہو، ورنہ جاہل ہی رہے، یہ بڑی غلطی ہے۔ ایسے والدین اور سرپرستوں کو چاہیے کہ وہ درمیان کے اور بیچ کے راستہ پر عمل کریں، یعنی اُن کی اولاد اگر عالم نہ ہو تو جاہل بھی نہ ہو، دین کا فرضِ عین علم سکھانے کے بعد اُنہیں دنیا کی تعلیم یا کسی کاروبار میں لگا دیں۔

فرضِ عین علم کا نصاب اور اُس کے پڑھانے کا طریقہ

اب اولاد اور ماتحتوں کو دین کا یہ بقدرِ فرض علم سکھانے کے لیے کیا طریقہ اختیار کیا جائے؟

تو اس کے لیے ہمارے دینِ اسلام نے کوئی ایسا خاص طریقہ متعین نہیں کیا کہ اسی طریقے کے مطابق دین کا علم سکھانا ضروری ہو، اور اس کے علاوہ کوئی دوسرا طریقہ اختیار کرنا گناہ ہو۔

بلکہ اس سلسلہ میں یہ آسانی رکھ دی ہے کہ کسی بھی جائز طریقے کے ذریعے اولاد اور ماتحتوں کو دین کا علم حاصل کرایا جا سکتا ہے؛ اور اس کے لیے کوئی بہت زیادہ مدت اور زمانے کی بھی ضرورت نہیں بلکہ مختصر سی مدت میں بھی دین کا فرضِ عین علم حاصل کرایا جا سکتا ہے:

چنانچہ حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ بچوں کو دین کا فرضِ عین علم سکھانے کے بارے میں فرماتے ہیں:

اس (یعنی دین کا فرضِ عین علم سکھانے) کے لئے ایک سال کی ضرورت ہے، زیادہ کی نہیں، ایک سال میں قرآن کا ایک دو سپارہ پڑھ کر، اُردو میں مسائل کا علم بقدرِ ضرورت حاصل ہوسکتا ہے، اور اتنی فرصت تو دیہات والوں کو بھی مل سکتی ہے اس لئے کم از کم ایک سال تو اپنے بچوں کو دینی تعلیم ضرور دینی چاہیے'' (خطباتِ حکیم الامت بعنوان ''فضائلِ علم'' وعظ الھدیٰ والمغفرۃ، جلد۲۷، صفحہ۱۶۱)

اس مختصر دورانیہ کے نصاب پر مشتمل اُردو زبان میں دینی مسائل کی کتابیں موجود ہیں، جو ہر عمر کے طبقے کے لیے بآسانی میسر ہیں، اس لیے دین کے ماہر علماء سے یہ کتابیں اپنی اولاد کے لیے تجویز کرائی جاسکتی ہیں۔ لیکن ان کا خود مطالعہ کرنا کافی نہیں بلکہ ان کتابوں کو سبقاً سبقاً پڑھنے کی ضرورت ہے، لہٰذا والدین اگر خود دین کا علم جانتے ہوں تو وہ اپنے بچوں کو قرآن مجید اور مسائل کا علم سِکھا سکتے ہیں، اور اگر وہ خود دین کا علم نہیں رکھتے تو پھر وہ کسی دیندار اور ماہر استاد سے بچوں کو بقدرِ فرض دین کا علم دِلا سکتے ہیں۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے اور بچہ اردو پڑھنا جانتا ہو اور کچھ سمجھدار ہو تو وہ مطالعہ کا اہتمام کرے اور جو چیز سمجھ نہ آئے وہ عالمِ دین سے سمجھ لیا کرے۔

اور بچیوں کو دین کا فرضِ عین علم سِکھانے کا حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ نے یہ طریقہ تجویز فرمایا ہے:

اَسلم طریق (یعنی زیادہ سلامتی والا طریقہ) لڑکیوں (کی تعلیم) کے لیے یہی ہے جو زمانۂ دراز (یعنی بہت زمانوں) سے چلا آتا ہے کہ دو دو چار چار لڑکیاں اپنے اپنے تعلقات کے مواقع میں آویں (یعنی اپنی کسی جاننے والی اور دین کا علم رکھنے والی خاتون کے پاس آئیں) اور (اُس سے) پڑھیں ......اور جہاں کوئی ایسی استانی نہ ملے (تو) اپنے گھر کے مرد پڑھا دیا کریں'' (اصلاحِ انقلابِ امت حصہ اول صفحہ ۲۷۲)

بچیوں کو دین کا علم سِکھانے کا تو یہ طریقہ ہے، اب بچیوں کو کون سی کتابیں پڑھوا کر دین کا علم سِکھایا جائے؛ تو اس سلسلہ میں حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

(بچیوں کے لیے) نصابِ تعلیم یہ ہو کہ اول قرآن مجید حتی الامکان صحیح پڑھایا جاوے، پھر کتبِ دینیہ سہل زبان کی جن میں تمام اجزائے دین کی مکمل تعلیم ہو (میرے نزدیک بہشتی زیور کے دسوں حصے ضرورت کے لیے کافی ہیں) اور اگر گھر کا مرد تعلیم دے تو جو مسائل شرمناک ہوں ان کو چھوڑ دے، اپنی بی بی کے ذریعہ سمجھوا دے، اور اگر یہ انتظام بھی نہ ہو سکے تو اُن (نہ سمجھ آنے والے مسائل) پر نشان کر دے، تاکہ اُن (بچیوں) کو یہ مقامات محفوظ رہیں، پھر وہ سیانی (یعنی سمجھدار) ہو کر خود سمجھ لیں گی یا اگر عالم شوہر میسر ہو، اس سے پوچھ لیں گی یا شوہر کے ذریعہ سے کسی عالم سے تحقیق کرا لیں گی (اصلاحِ انقلابِ امت حصہ اول صفحہ ۲۷۲)

مذکورہ تفصیل سے یہ بات معلوم ہوگئی ہوگی کہ والدین پر اپنی اولاد کو دین کا فرضِ عین علم دِلانے کا بندوبست

کرنا ضروری ہے، اوراس کے لیے مذکورہ یا کوئی اور تدبیر اختیار کی جاسکتی ہے۔

لہٰذا یہ سمجھنا کہ دین کا فرض علم سیکھنے کے لیے بہت لمبے وقت کے لیے کسی دینی مدرسے میں داخلہ لینا ضروری ہے، اس کے بغیر دین کا علم حاصل نہیں ہوتا؛ یہ سوچ درست نہیں۔ اسی طرح بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ دین کا علم حاصل کرنے کے لیے عربی زبان سے واقفیت ضروری ہے، بغیر عربی زبان سیکھے دین کا علم حاصل نہیں ہوسکتا؛ یہ بھی درست نہیں۔ بہر حال عام مسلمانوں کو بقدرِ ضرورت دین کا علم حاصل کرنا فرض ہے، مگر ہمارا معاملہ برعکس ہے، اوّلاً تو کسی کو خود یا اپنی اولاد کے لئے دینی علم کی ضرورت کی طرف توجہ ہوتی ہی نہیں اوراگر ہوتی بھی ہے تو ناظرہ قرآن مجید پڑھ لینے کو کافی سمجھا جاتا ہے اوراس سے زیادہ آگے بڑھا جاتا ہے تو قرآن مجید حفظ کر لینے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

اور ناظرہ یا قرآن مجید حفظ کرنے پر سارا زور خرچ کر دیا جاتا ہے اور پھر ناظرہ یا قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد ساری زندگی کے لئے یہ سمجھ لیا جاتا ہے کہ دینی علم حاصل ہو گیا اور ساری زندگی دینی علم سے ناواقف اور نابلد رہ کر اپنی لاعلمی کا احساس بھی نہیں ہوتا۔

اور دین کا فرضِ عین علم جس کا درجہ ناظرہ یا حفظ قرآن مجید پڑھنے سے زیادہ ہے اس کی ضرورت ہی نہیں سمجھی جاتی، حالانکہ اگر کسی نے بقدرِ ضرورت دین کا علم حاصل کر کے اس پر عمل کیا مگر پورا قرآن مجید ناظرہ یا حفظ نہ کیا تو آخرت میں مؤاخذہ اور پکڑ کا خدشہ نہیں، اوراگر پورا قرآن مجید ناظرہ یا حفظ کر لیا مگر بقدرِ ضرورت دین کا علم حاصل نہ کیا تو آخرت میں مؤاخذہ اور پکڑ یقینی ہے۔

فرضِ عین علم سیکھنے کے لیے مختصر مدت اُن لوگوں کے لیے مقرر کی گئی ہے، جن میں اپنی اولاد کو قرآن مجید حفظ کروانے اور پورے دین کا علم پڑھوانے کی ہمت وفرصت نہیں ہے؛ ورنہ اولاد کو قرآن مجید حفظ کروانے اور پورا دین کا علم حاصل کرانے کی قرآن مجید اوراحادیث میں بہت عظیم الشان فضیلتیں بیان کی گئی ہیں۔

تاہم بعض حالات میں پورے دین کا علم سیکھنا اوراولاد اور ماتحتوں کو سکھانا صرف فضیلت کی چیز ہی نہیں بلکہ ضروری بھی ہو جاتا ہے؛ یہ فرضِ کفایہ دین کا علم کہلاتا ہے۔

فرضِ کفایہ علم

دین کے علم کی دوسری قسم فرضِ کفایہ ہے۔

فرضِ کفایہ کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کے ہر علاقہ میں ایک ایسی صحیح اور حق علماء کی جماعت کا ہونا ضروری

ہے، جنہیں دین کا پورا علم حاصل ہو، اور وہ قرآن، سنت، فقہ اور دوسرے اسلامی علوم کو اچھی طرح جانتے ہوں، اس کے علاوہ جب کوئی شخص اُن علماء سے کوئی دین کا مسئلہ معلوم کرے تو وہ اس کا جواب دے سکیں یا اگر کوئی اسلام کے کسی حکم پر اعتراض کرے تو اس کو بھی جواب دے سکیں۔

تو اگر مسلمانوں کے ہر علاقہ میں ایک ایسی علماء کی جماعت ہو جسے اس طرح کا دین کا علم حاصل ہو، اور اُس علاقے کے مسلمانوں کی دینی ضرورت اُن علماء کی جماعت سے پوری ہو جاتی ہو، ایسی صورت میں یہ فرضِ کفایہ ادا ہو رہا ہے، اور اس علاقے کے مسلمانوں کو اس طرح کے پورے دین کا علم نہ سیکھنے کا گناہ نہیں ہوگا لیکن اگر مسلمانوں کے کسی علاقے کے لوگوں کے پاس مذکورہ تفصیل کے مطابق دین کا علم رکھنے والی علماء کی ایسی جماعت موجود نہ ہو، خواہ ایک بھی عالم نہ ہو یا علماء کی جماعت تو ہو لیکن اُس علاقے کے مسلمانوں کی دینی ضرورت اُس جماعت سے پوری نہ ہوتی ہو تو ایسی صورت میں اس علاقے کے تمام مسلمان علمِ دین کے اس حصے کو نہ سیکھنے کی وجہ سے گناہ گار ہوں گے، کیونکہ اس صورت میں فرضِ کفایہ ادا نہیں ہو رہا۔

اب اُس علاقے کے سارے مسلمانوں پر یہ ضروری ہوگا کہ وہ اپنے لیے علماء کی ایسی جماعت کا انتظام اور بندوبست کریں جو اُن کی مذکورہ تفصیل کے مطابق دینی رہنمائی کر سکے، پھر چاہے اس علاقے کے لوگ اپنے میں سے علماء کی ایسی جماعت تیار کریں یا پھر کسی دوسرے علاقے سے علماء کی ایسی جماعت اپنے علاقے میں بُلائیں۔

لیکن اگر کسی دوسرے علاقے سے مذکورہ تفصیل کے مطابق علماء کی ایسی جماعت حاصل نہیں ہوتی جس پر اعتماد ہو تو پھر اپنے علاقے کے افراد میں سے ایسی جماعت تیار کرنا ضروری ہے، اور ظاہر ہے کہ اس مقصد کے لیے اپنی اولاد اور اپنے ماتحتوں سے بہتر کوئی دوسرا نہیں؛ کیونکہ انسان کو اپنے ماتحتوں پر جتنا اختیار ہوتا ہے، دوسروں پر نہیں، اور دینِ اسلام تمام مسلمانوں کی مشترکہ میراث اور مسلمانوں کی اپنی چیز ہے۔

اس دین کی حفاظت کی ذمّہ داری تمام مسلمانوں پر برابر درجے کی ہے۔ آج بہت سی جگہ علماء کے طرزِ عمل پر شکایت ہوتی ہے، اور علماء پر اعتماد نہ ہونے کا اظہار کیا جاتا ہے، ایسی صورت میں جن لوگوں کو اپنے علماء پر اعتماد نہ ہو، اُن کی یہ زیادہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اپنی اولاد کو پورے دین کا علم دِلا کر اپنا اور اپنی قوم کا رہبر بنائیں، اور اپنی اولاد کو دینی علم کے ساتھ ساتھ اچھے اخلاق سے بھی آراستہ کرائیں، تاکہ وہ لوگوں کی مکمل رہبری کریں۔

یہ طرزِ عمل بہت مناسب ہوگا اور نہ صرف یہ کہ دنیا میں ایسی اولاد اپنے والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنے گی بلکہ آخرت میں بھی بخشش اور بلند درجات دِلانے کا باعث بنے گی۔ (جاری ہے.........)

بسلسلہ : اصلاح و تزکیہ اصلاحی مجلس: حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب

تقویٰ اور صادقین کی معیّت (قسط۲)

بروز اتوار بعد عصر ادارہ غفران میں اصلاحی مجلس کے آغاز کے موقع پر مؤرخہ ۱۶/صفر ۱۴۲۰ھ بمطابق 21/ مئی 2000ء حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب دامت برکاتہم نے ادارہ غفران، راولپنڈی میں تشریف لاکر قیمتی نصائح ارشاد فرما کر فرمائیں؛ ان نصائح کو کیسٹ میں محمد آصف صاحب سلمہٗ نے محفوظ فرمایا اور مولانا محمد ناصر صاحب نے کیسٹ سے نقل کیا، اب حضرت مدیر صاحب دامت برکاتہم کی نظرِ ثانی واصلاح کے بعد انہیں شائع کیا جارہا ہے۔.......................................(ادارہ......)

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جن لوگوں کو صراطِ مستقیم کا راستہ اور ہدایت نہیں ملتی تو یہ بڑا ہی بھاری خسارہ ہے۔

اب اس میں ایک نکتہ سمجھنے کا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بغیر استحقاق کے ہدایت عطا فرمادی ہے۔ آج کل خود تو علوم سے واقفیت ہوتی نہیں ہے پھر بھی خود ترجمانی کرتے ہیں اور مسائل استنباط کرتے ہیں۔

اہلیت ہو تو تحقیق ورنہ محقق کی تقلید

حضرت فرماتے ہیں کہ طریق معلوم کرنے کے دو درجے ہیں، ایک تو یہ کہ اگر اہلیت ہو تو تحقیق کرو، اور اہلیت تو آج کل عام لوگوں میں ہے نہیں اور جب اہلیت نہیں تو دوسرا درجہ یہ ہے کہ تقلید کرو، جو تقلید نہیں کرتے وہ غیر مقلد ہیں؛ بہرحال دوسرا درجہ یہ ہے کہ تقلید کرو کہ جو لوگ اس راستے پر چل گئے ہیں، اس گھاٹی سے گزر گئے ہیں، مثلاً حضرت امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کے جو فقہ کے چاروں سلسلے ہیں، ان کی تقلید کرلو۔

ہمارے بزرگ بڑی عمدہ بات فرمایا کرتے تھے کہ بھائی قیامت میں جو ہمارے اندر کسی عبادت میں مسائل کے اندر سقم نکلا مثلاً نماز کا ہی مسئلہ ہے کہ ہم پڑھ رہے ہیں امام ابوحنیفہ کی طرح، وہ کہتے ہیں کہ نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھیں اور دوسرے کہتے ہیں کہ نہیں صاحب! آپ ہاتھ یہاں باندھیے؛ تو وہ بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ ہم تو (قیامت کے دن) اللہ میاں سے کہہ دیں گے کہ امام ابوحنیفہ سے پوچھ لیجیے، ہم تو ان

کے مقلّد ہیں، تو تقلید میں یہ فائدہ ہے، اور آج کل تقلید کی ضرورت بھی زیادہ ہے، حضرت فرماتے ہیں کہ محقق ہی صحیح راستہ بتا سکتا ہے۔

حضرت حکیم الامت نے فرمایا کہ شیخ اور مُرشد کا کام صرف یہ ہے کہ وہ راستہ بتادے اور راستے پر ڈال دے، راستہ اور دین یعنی اپنی اصلاح کرانے کا طریقہ تو بڑا آسان ہے، صرف اپنی نیت صحیح کرنا اور پھر اس پر عمل کرنا اور کسی سے اصلاح کے لیے رشتہ جوڑنا ہے، دین تو آسان ہے۔ جیسے حضرت خواجہ صاحب کا شعر ہے:

تجھ کو طریقِ عشق میں چلنا جو دُشوار ہے　　　تو ہی ہمت ہار ہے ہاں تو ہی ہمت ہار ہے

سارے تصوف کا حاصل

حضرت فرمایا کرتے تھے: ہمت کرو۔ سارے تصوف کا حاصل صرف دو چیزیں ہیں، کہ جب نفس گناہوں کے لیے اُبھارے، جب نفس میں کوئی گناہ کرنے کا تقاضا پیدا ہو، مثلاً غیبت کرنے کے لیے زبان چلنے لگی، بدگمانیاں، جھوٹ، نظر میں لغزش، قلب کا بہکنا، زبان کا بہکنا۔ یہ سارے جتنے بھی گناہ ہیں، جب ان کے تقاضے پیدا ہوں، تو ہمت کر کے ان کا مقابلہ کرو۔

بدنظری سے بچنے کا ایک علاج

عجیب اتفاق ہے کہ مجھ سے اصلاحی تعلق رکھنے والے ایک صاحب نے مجھے خط میں لکھا، پڑھ کر مجھے حیرت ہوگئی کیونکہ انہوں نے ''تربیتُ السالک'' کتاب نہیں پڑھی، مگر وہی الفاظ اُن کے خط میں میں نے پڑھے جو حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی ایک معصیت کے سلسلے میں ایک سالک نے لکھے تھے، یہ خط اس کتاب میں موجود ہے۔ اُن صاحب نے خط میں لکھا تھا کہ جب میں کسی غیرمحرم پر نظر ڈالتا ہوں، تو نظر ہٹتی نہیں ہے، مجھے قابو نہیں رہتا، حضرت نے کہا کہ اچھا! اگر تمہارا باپ دیکھ رہا ہو، اُس وقت تم کسی غیرمحرم عورت کو گھور رہے ہو، تو اُس وقت نظر ہٹانے پر قابو رہے گا۔ عرض کی کہ ہاں۔

فرمایا کہ جب اپنے اختیار سے نظر ڈالتے ہو تو اپنے اختیار سے نظر ہٹا بھی تو سکتے ہو، یہ کہنا کہ بالکل بے قابو ہو جاتا ہوں۔ یہ غلط ہے، یہ صرف نفس کی شرارت ہے۔ بہرحال طریق تو آسان ہے۔

تو میں یہ عرض کررہا ہوں کہ تصوف کا حضرت نے ایک گُر بتایا ہے، کہ جب گناہ کا تقاضا نفس میں پیدا ہو تو ہمت کرو۔ ہمت کر کے اس تقاضے کے خلاف کرو، مخالفت کرو، نظر کو نیچی کرو۔ قرآنِ پاک میں ہے کہ غضِ بصر کرو۔

اور جو اس گناہ پر وعیدیں اور سزائیں جھنَّم کی ہیں، اُن کا استحضار کرو، اور دیکھو کہ اللہ دیکھ رہا ہے تو اوّل یہ کہ بندہ گناہ کرتا ہے اور دوسرا یہ کہ طاعت میں سُستی کرتا ہے۔ فرمایا کہ وہاں بھی یہی کام ہے، کہ مثلاً جب نماز میں صبح اُٹھنے کے لیے سُستی ہورہی ہے، اور فجر کی نماز پڑھنے کے لیے مسجد نہیں جارہا ہے اور نفس اُسے تھپتھپا رہا ہے کہ ابھی اور سو جا اور بار بار گھڑی دیکھ رہا ہے کہ ابھی تو وقت ہے ابھی تو دیر ہے تو پھر ایسا سویا کہ فجر کی نماز ہی نکل گئی، تو وہاں بھی اس سُستی کو توڑنے کے لیے نفس کی اس خواہش کا مقابلہ کرنا پڑے گا، اور وہاں بھی ہمت سے کام لینا ہوگا، ہمت ہو تو پھر اللہ تعالیٰ کی مدد آتی ہے۔ ہمتِ مرداں مددِ مولا فرماتے ہیں خواجہ صاحب ؎

تجھ کو طریقِ عشق میں چلنا جو دُشوار ہے ۔۔۔ تو ہی ہمت ہار ہے ہاں تو ہی ہمت ہار ہے
تو جو رہ ہر قدم پر کھا رہا ہے ٹھوکریں ۔۔۔ لنگ خود تجھ میں ہے ورنہ راستہ ہموار ہے

یہی معاملہ دین کا بھی ہے، حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ نے خوب فرمایا ہے:

ظالم ابھی ہے فرصتِ توبہ نہ دیر کر ۔۔۔ وہ بھی گرا نہیں، جو گر کر سنبھل گیا

اگر لغزش ہو جائے، غلطی ہو جائے فوراً توبہ کرے اور پھر آگے بڑھے۔

جہاں چلتے جارہے ہوں تو وہاں ٹھوکر لگتی ہے، مگر پھر کھڑا ہو جائے، اگر گناہ ہو گیا ہے تو پھر فوراً اس سے توبہ کرلے اور پھر آگے بڑھ جائے۔ مقصد یہ ہے کہ بندہ ہمت سے کام لے، حضرت کے اس ملفوظ کا لبِ لباب یہ ہے کہ شیخ اور مُرشد کا کام راستہ بتا دینا ہے، مگر راستہ پر چلنا مرید کا اپنا کام ہے۔

بیعت مقصود نہیں، اصلاح مقصود ہے

آج کل لوگ بس مرید ہونے کو کافی سمجھتے ہیں، اور بہت کثرت سے بیعت ہوتے ہیں۔

بعض حضرات کے یہاں اس میں بہت توسُّع ہے، مگر حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے کوئی فوج بڑھانی نہیں ہے۔ بھائی بیعت سے مقصود یہ ہے کہ اصلاح ہو جائے، اور بعض دفعہ بغیر بیعت کے بھی یہ مقصود حاصل ہو جاتا ہے۔ بے شک برکت کے لیے بزرگوں کے ہاتھ پر بیعت ہوا جاتا ہے، لیکن پہلے سے مناسبت تو پیدا ہو اور مقصود تو معلوم ہو جائے۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں اصلاح کے لیے بعض ذاکرین اور سالکین آٹھ آٹھ سال، دس دس سال پڑے رہتے تھے، بعضوں کی اصلاح نہیں ہوتی تھی۔ ایک دفعہ ایک نوجوان شخص آئے، مگر مجاہدہ

کیا ہوا تھا، گویا کہ خشک لکڑی کی طرح تھا کہ بالکل ذرا سی چنگاری دِکھاؤ تو آگ بھڑک اُٹھے۔ ماشاء اللہ نفس کے خلاف اتنا مجاہدہ کرلیا تھا، بہرحال وہ صاحب وہاں آکر حضرت کی خانقاہ میں رہے، اور چند دن میں حضرت نے اُنہیں خلافت بھی دیدی۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب کیمل پور کے، جن کے بیٹے حضرت مولانا قاری سعید الرحمٰن صاحب ہیں، بہت بڑے بزرگ تھے، اور وہ کامل پورے کہلاتے تھے۔

تو انہوں نے حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق قائم کیا، جبکہ مظاہرُ العلوم سہارنپور میں شیخُ الحدیث تھے، حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اصلاح دیتے رہے پھر تھانہ بھون بھی گئے اور حضرت سے بات ہوئی، حضرت نے انہیں اجازت دیدی، خلافت دیدی، عرض کی کہ حضرت آپ نے ابھی بیعت تو کیا ہی نہیں تھا؟ کہنے لگے لاؤ اب بیعت کرلیتے ہیں، کوئی رسمی چیز تو نہیں ہے۔

حضرت حاجی صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت حکیم الامت نے جب دیوبند میں پڑھتے تھے خط لکھا کہ حضرت میں نے مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ جو میرے استاد بھی ہیں، اُن سے عرض کیا تھا کہ مجھے آپ بیعت کرلیجیے۔ انہوں نے کہا تھا کہ ابھی تم طالبِ علم ہو، طالبِ علمی میں نہیں، بعد میں کریں گے، کیونکہ بیعت ہونے کے بعد ذکر اذکار اور تعلیم بتانی پڑتی ہے، تو حاجی صاحب نے فرمایا کہ کوئی بات نہیں، میں تمہیں یہیں سے بیعت کرلیتا ہوں۔ پھر جب حضرت خود گئے تو ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیعت ہوگئے۔

تو کہنے کا مقصد یہ ہے کہ بیعت مقصود نہیں بلکہ بیعت اصلاح حاصل کرنے کا ذریعہ اور واسطہ ہے، اور ہم ذرائع کو مقاصد بنالیتے ہیں، مقصود تو اصلاح ہے اور اصلاح سے مقصود کیا ہے؟ اللہ کی رضا ہے کہ ہمارے اندر جتنے بھی رذائل ہیں، وہ فضائل سے بدل جائیں، بجائے حرص اور لالچ کے قناعت پیدا ہوجائے، بجائے تکبر اور غرور کے ہمارے اندر تواضع پیدا ہوجائے، حبِ مال، حبِ دنیا، حبِ جاہ یہ جتنے بھی رذیلے ہیں، ان کی جو اضداد ہیں ان کا اکتساب کرنا یہ اصلاح سے مقصود ہے، بیعت ہونا مقصود نہیں ہے۔

اسی لیے حضرت فرماتے ہیں کہ شیخ کا کام تو بس یہ ہے کہ راستے بتادیتا ہے راہ پر ڈال دیتا ہے۔

اب ہم جو ادارہ غفران میں آئے ہیں تو کسی کے راستہ بتانے پر ہی آئے ہیں، اگر ہم کہیں کہ ہم تو تمہارا بتایا ہوا راستہ نہیں مانتے تو پھر یہاں کس طرح پہنچیں گے؟

(جاری ہے......)

Idara Ghufran

بسلسلہ : اصلاحُ العلماء والمدارس　مفتی محمد رضوان

مداہنت اور حق سے سکوت، فتنوں کا سبب (قسط۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

”قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ! مَتٰى نَتْرُكُ الْاَمْرَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ؟ قَالَ اِذَا ظَهَرَ فِيكُمْ مَاظَهَرَفِيْ بَنِيْ اِسْرَائِيلَ قَبْلَكُمْ، قَالُوْا: وَمَاذَاكَ يَارَسُولَ اللهِ؟ قَالَ اِذَا ظَهَرَ الْاِدِّهَانُ فِيْ خِيَارِكُمْ وَالْفَاحِشَةُ فِيْ شِرَارِكُمْ وَالْفِقْهُ فِيْ رُذَالَتِكُمْ“ (شعب الایمان للبیھقی جلد۱۶ صفحہ۹۴، حدیث نمبر ۷۲۹۴)

ترجمہ:”رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کب چھوڑ دیں گے؟ اس کے جواب میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تمہارے اندر وہ چیز پیدا ہوجائے گی جو تم سے پہلے بنی اسرائیل میں پیدا ہوگئی تھی، صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! وہ کیا چیز ہے؟

اس کے جواب میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تمہارے نیک اور اچھے لوگوں میں مداہنت اور تمہارے بد اور بُرے لوگوں کے کام اور کلام میں بُرائیاں پیدا ہوجائیں اور فقہ تمہارے رذیل اور کمترین لوگوں میں ہوجائے“ (ترجمہ مکمل)

اور ایک روایت کے آخر میں یہ الفاظ ہیں کہ:

وَتَحَوَّلُ الْفِقْهِ فِيْ صِغَارِكُمْ وَرُذَالِكُمْ (مسند الشامیین للطبرانی جلد۵ صفحہ ۱۳۶، حدیث نمبر ۱۵۱۷ وجلد۹ صفحہ ۲۹۹، حدیھث نمبر ۳۲۹۷)

ترجمہ:”اور جب فقہ تمہارے چھوٹوں اور رذیل لوگوں میں منتقل ہوجائے“ (ترجمہ مکمل)

اور امام طبرانی کی معجم اوسط میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں:

قُلْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ يَارَسُوْلَ اللهِ مَتٰى نَتْرُكُ الْاَمْرَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَهِيَ سَيِّدَا اَعْمَالِ الْبِرِّ؟ قَالَ اِذَا اَصَابَكُمْ مَااَصَابَ بَنِيْ اِسْرَائِيلَ، قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللهِ وَمَا اَصَابَ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ؟ قَالَ اِذَا دَاهَنَ خِيَارُكُمْ فُجَّارَكُمْ وَصَارَ

اَلْفِقْهُ فِيْ شِرَارِكُمْ وَصَارَ الْمُلْكُ فِيْ صِغَارِكُمْ فَعِنْدَ ذَالِكَ تَلْبَسُكُمْ فِتْنَةٌ تَكُرُّوْنَ وَيُكَرُّ عَلَيْكُمْ (معجم وسط طبرانی جلد ۱ صفحہ ۱۴۷، حدیث نمبر ۱۴۸)

ترجمہ: ''میں نے نبیﷺ سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو کب اور کیونکر چھوڑ دیں گے، جبکہ یہ دونوں نیک اعمال کے سردار ہیں؟

تو حضورﷺ نے فرمایا کہ جب تمہیں وہ چیز پہنچ جائے گی جو بنی اسرائیل کو پہنچی تھی، میں نے عرض کیا کہ وہ کیا چیز تھی؟ جو بنی اسرائیل کو پہنچی تھی؟ تو رسول اللہﷺ نے فرمایا کہ جب تمہارے نیک لوگ تمہارے بد دین لوگوں سے مداہنت کرنے لگیں گے اور فقہ تمہارے شریر لوگوں میں ہو جائے گا، اور حکومت تمہارے چھوٹے لوگوں کی ہو جائے گی، پس اس وقت تمہیں فتنہ گھیرے گا، تم جتنی مرتبہ (اس عمل کو) لوٹاؤ گے اتنی مرتبہ اس کے نتیجہ میں وہ فتنہ تم پر لوٹ کر آئے گا'' (ترجمہ مکمل)

صحابۂ کرام اور حضورﷺ کے مذکورہ ارشادات (سوالات وجوابات) سے معلوم ہوا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نیک اعمال کے سردار ہیں۔

لہٰذا جس طرح اچھے سردار کے ضعیف یا مُردہ ہونے کا اَثر اس کے زیرِ اثر لوگوں پر پڑتا ہے، اسی طرح امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے کم یا ختم ہونے کا اَثر دین کے دوسرے اُمور پر پڑتا ہے۔

اور اس امت میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فقدان اس وقت ہوگا جبکہ بنی اسرائیل والا طرزِ عمل اختیار کرلیا جائے گا؛ اور وہ یہ ہے کہ علماء اور نیک صالح لوگ مداہنت شروع کردیں گے، باوجودیکہ ان کے سامنے فسق وفجور کا دَور دَورہ ہوگا اور باوجود قادر ہونے کے یہ چشم پوشی اختیار کریں گے، اور اوپر سے طرّہ یہ ہوگا کہ حکومت اور فقہ کمتر اور گھٹیا لوگوں میں منتقل ہوجائے گا۔

اور اس وقت پھر علماء، صلحاء اور نیکوکار بھی فتنوں کی لپیٹ میں آجائیں گے۔

مداہنت کی تحقیق

امام طحاوی رحمہ اللہ مداہنت کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ثُمَّ ثَنَّيْنَا بِالْاِدِّهَانِ الْمَذْكُوْرِ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ مَاهُوَ فَوَجَدْنَا الْاِدِّهَانَ فِيْ كَلَامِ الْعَرَبِ التَّلَيُّنَ لِمَنْ لَا يَنْبَغِيْ التَّلَيُّنُ لَهٗ كَذَالِكَ قَالَ الْفَرَّاءُ، قَالَ وَمِنْ ذَالِكَ

قَوْلُ اللهِ عَزَّوَجَلَّ ''وَدُّوْا لَوْتُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ'' اَیْ تَلِيْنُ لَهُمْ فَيَلِيْنُوْنَ لَکَ. فَمِثْلُ ذَالِکَ مَافِی الْحَدِيْثِ مِنْ اِدِّهَانِ الْاَشْرَارِ الْخِيَارَ هُوَ التَّلَيُّنُ لَهُمْ، لِاَنَّ الْمَفْرُوْضَ عَلَيْهِمْ خِلَافُ ذَالِکَ مِمَّاقَدْذَكَرْنَاهُ (مشکل الأثار للطحاوی جلد۵ صفحه۲۶)

ترجمہ: ''پھر ہم نے دوسری مرتبہ غور کیا اس مداہنت کے بارے میں جو اس حدیث میں ذکر کیا گیا کہ وہ کیا ہے؟ تو ہم نے عرب کے کلام میں مداہنت کے معنیٰ اس شخص کے نرمی کرنے کے پائے جس کا نرمی کرنا مناسب نہیں، امام فراء نے یہی بات بیان فرمائی ہے، انہوں نے فرمایا کہ اسی سے اللہ عزوجل کا قول ہے، ''وَدُّوْا لَوْتُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ'' (جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ آپ ان کے لیے ''احکام کی تبلیغ میں'' نرم پڑ جائیں ''اور شرک وبت پرستی سے ان کو منع کرنا چھوڑ دیں'' تو یہ بھی نرم پڑ جائیں ''کہ آپ پر طعن وتشنیع اور آپ کی ایذاء رسانی چھوڑ دیں'') پس اسی طرح اس حدیث میں نیک لوگوں کا شریر لوگوں کے لیے مداہنت کرنا ہے، جس کا مطلب ہے ان کے لیے نرمی اختیار کرنا، اس لیے کہ نیک لوگوں پر اس کے خلاف کرنا فرض ہے، جیسا کہ ہم نے ذکر کیا'' (ترجمہ مکمل)

حکومت کے چھوٹے لوگوں کی تحویل میں آنے کی حقیقت

اور حکومت کے چھوٹے لوگوں کی تحویل میں آنے کی وضاحت وتشریح کرتے ہوئے امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ثُمَّ ثَلَّثْنَا بِطَلَبِ مُرَادِهٖ ﷺ بِتَحْوِيْلِ الْمُلْکِ فِی الصِّغَارِ مَاهُوَ فَکَانَ الْمُرَادُ بِهٖ عِنْدَنَا وَاللهُ اَعْلَمُ، اَلْمُلْکُ الَّذِیْ اِلٰی اَهْلِهٖ اُمُوْرُ الْاِسْلَامِ مِنْ اِقَامَةِ الْجُمُعَاتِ وَالْجَمَاعَاتِ وَجِهَادِ الْعَدُوِّ وَسَائِرِ الْاَشْيَاءِ الَّتِیْ اِلَی الْاَئِمَّةِ وَالَّتِیْ تَرْجِعُ الْعَامَّةُ فِيْهَا اِلٰی مَاعَلَيْهِ اَئِمَّتُهُمْ فِيْهَا فَيَكُوْنُوْنَ بِهِمْ فِیْ ذَالِکَ مُقْتَدِيْنَ وَلِاٰثَارِهِمْ فِيْهِ مُتَّبِعِيْنَ وَكَانَ ذَالِکَ مِمَّا الْقِيَامُ بِهٖ مِنَ الْكِبَارِ مَوْجُوْدٌ وَمِنَ الصِّغَارِ مَعْدُوْمٌ

(مشکل الأثار جلد۵ صفحه ۲۶)

ترجمہ: ''پھر ہم نے تیسری مرتبہ نبی ﷺ کے حکومت کو چھوٹوں کی تحویل میں دینے کی مراد کو

تلاش کیا کہ اس کا کیا مطلب ہے؟ تو ہمارے نزدیک واللہ اعلم اس کا مطلب ہے ایسی حکومت کہ جس کو اسلام کے اُمور کی اہلیت حاصل ہو، مثلاً جمعہ اور جماعت اور دشمنوں سے جہاد اور وہ تمام چیزیں جن میں ائمہ ومقتداؤں کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ چیزیں جن میں عام لوگ ان کے پیشواؤں کی طرف رجوع کرتے ہیں، اور وہ ان چیزوں میں لوگوں کے مقتداء و پیشوا شمار ہوتے ہیں، اور لوگ ان کے نقشِ قدم کی اتباع کرتے ہیں، اور یہ چیزیں ایسی ہیں کہ ان کا قیام بڑے حضرات کو زیبا ہے نہ کہ چھوٹے لوگوں کو‘‘ (ترجمہ مکمل)

البتہ بعض حضرات نے حدیث میں مذکور چھوٹوں سے کمتر اور اَرذَل لوگوں کو مراد لیا ہے، نہ کہ عمر کے اعتبار سے چھوٹوں کو۔ [۱]

فقہ کے اَرذَل لوگوں میں منتقل ہونے کی تحقیق

اس کے بعد امام طحاوی رحمہ اللہ نے فقہ کے رذیل اور کمتر لوگوں کی تحویل میں ہونے کی تشریح میں جو کچھ بیان فرمایا ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ فقہ اعلیٰ نسب اور اشرف خاندانوں کے لوگوں سے نکل کر نیچے اور اَرذَل خاندانوں میں پہنچ جائے گا۔

کیونکہ اعلیٰ خاندانوں کا ظرف اور دماغ بھی اعلیٰ واشرف ہوتا ہے، اور اَرذَل خاندانوں کا اَرذَل۔

موجودہ حالات کا تجزیہ

اب جب مذکورہ تشریح کی روشنی میں ہم اپنے معاشرہ میں مذکورہ تینوں چیزوں پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں یہ تینوں چیزیں کم وبیش نظر آتی ہیں۔

چنانچہ اگر مداہنت کو دیکھا جائے تو نیک لوگوں کا اس میں ابتلائے عام ہے، سب پہلے تو اپنے اہل وعیال کے معاملے میں ہی سرپرست ومربّی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرنے کی بجائے جو اہل وعیال پر تسلط واختیار حاصل ہونے کہ وجہ سے ان پر ایک درجے میں لازم بھی ہے، لیکن وہ چشم پوشی اور مداہنت برتتے ہیں؛ پھر درجہ بدرجہ باقی معاشرے میں بھی ان کے اس طرزِ مداہنت میں کوئی کمی نہیں۔ کتنے گناہ ایسے ہیں کہ جو معاشرہ میں عام ہیں، مگر ان پر نکیر نہیں کی جارہی، بلکہ کئی منکَرات تو ایسے ہیں کہ اہلِ علم بھی ان میں مبتلا ہیں اور عوام ان سے آ گاہ ہیں، مگر مقتداء و پیشوا ان پر کسی بھی درجہ کی نکیر نہیں کرتے

---

[۱] وذكر ابوعبيد ان المراد بالصغر فى هذا صغر القدر لاالسن والله اعلم (فتح البارى جلد ۲۰، صفحه ۳۷۸)

اور بڑوں کے بجائے چھوٹے اور کمتر لوگ ایسے بے شمار عہدوں پر فائز ہیں جو اکابر کے ہی لائق ہیں، خواہ مساجد کی امامت وخطابت کا معاملہ ہو، یا کسی مدرسہ کے اہتمام ونظامت کا، یا اور کوئی، اس کے علاوہ اعلیٰ واَشرف نسب وحَسَب کے لوگوں نے علمِ دین کا حاصل کرنا عام طور پر چھوڑ دیا ہے، اور اکثر اَرذَل وکمتر حسب ونسب کے لوگ اب فقہ وتفقہ کے میدان کے شہ سوار ہیں۔

اور پھر عصری دانش گاہوں اور جدت پسند اَرذَل وکمتر طبقوں نے بھی شریعت کے احکام میں رائے زنی اور نام نہاد تحقیق کو اپنی تفریحِ طبع کا مشغلہ بنالیا ہے، جن کی نہ صورت مسلمانوں کی، اور نہ سیرت میں تدین وخداخوفی کی رَمَق (الّا ماشاءاللہ)

(جاری ہے...........)

صفحات: 392

سوانحِ حیات

حضرت مولانا سید احمد شاہ بخاری رحمہ اللہ (فاضلِ دیوبند)

پیش لفظ: مولانا عبدالقیوم حقانی

رشحاتِ قلم: ملک عبدالقیوم اعوان ترتیب وتلخیص: حضرت مولانا صاحبزادہ سید محمد قاسم شاہ بخاری

ناشر: القاسم اکیڈمی، جامعہ ابوہریرہ، خالق آباد، ضلع نوشہرہ، سرحد پاکستان ☎ 0923-630237

علم کے مینار

مولانا محمد امجد حسین

مسلمانوں کے علمی کارناموں و کاوشوں پر مشتمل سلسلہ

سرگذشت عہدِ گُل (قسط۴)

(سوانح حضرتِ اقدس مفتی محمد رضوان صاحب دامت برکاتہم)

مضمون کا درج ذیل حصہ مفتی صاحب موصوف کا خودنوشتہ ہے

حضرت مولانا حامد حسین صاحب رحمہ اللہ

اس زمانے میں قصبہ میں حضرت مولانا سید حامد حسین صاحب رحمہ اللہ بھی ہوا کرتے تھے جن کے زیر اہتمام ایک مدرسہ جامعہ اشرفیہ کے نام سے قصبہ کے بس اڈے پر واقع تھا، البتہ ان کی رہائش گاہ اڈے سے کچھ دور خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے قریب تھی، مولانا دراصل حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کے خلیفہ تھے، اور حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کے وصال کے بعد کچھ عرصہ تک حضرت کے مدرسہ امدادالعلوم کے مہتمم رہے تھے اور حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ کی طرف سے مدرسہ پر وقف شدہ مکان میں رہائش پذیر تھے، لیکن ایک اختلاف کے باعث آپ کو مدرسہ سے علیٰحدہ ہونا پڑا۔

اور اس زمانے میں ان کے خلاف بعض حضرات کی طرف سے بہت کچھ کہا سُنا گیا، لیکن میری معلومات کی حد تک ان کے خلاف بعض چیزوں میں مبالغہ آرائی اور غلو سے کام لیا گیا۔ واللہ اعلم۔ ورنہ مولانا موصوف رحمہ اللہ بہت بلند پایہ عالم باعمل تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائیں۔

مدرسہ امدادُ العلوم سے علیٰحدگی کے بعد انہوں نے ''جامعہ اشرفیہ'' کے نام سے الگ مدرسہ قائم کرلیا۔

یہ قرآن مجید کے بہت عمدہ حافظ اور قاری تھے اور ہر ماہ رمضانُ المبارک میں کئی کئی قرآن مجید تراویح میں سنا کر مکمل کیا کرتے تھے، اور دُور دراز سے ان کی سماعت واقتداء کرنے کے لئے لوگ شریک ہوا کرتے تھے، سُنا ہے کہ خصوصی احباب کو ایک رات میں بھی قرآن مجید سُنا دیا کرتے تھے۔

اس کے ساتھ ہی مولانا موصوف کو اللہ تعالیٰ نے وعظ اور تقریر کا ملکہ بھی بہت عمدہ اور موثر عطا فرمایا تھا، جس کی وجہ سے انہیں دور دراز کے علاقوں میں بلکہ پاکستان وغیرہ میں بھی وعظ و بیان کے لئے بلایا جاتا تھا۔ اور دینی جلسوں میں ان کے وعظ کو امتیازی مقبولیت حاصل ہوا کرتی تھی۔

Idara Ghufran

ان کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ صحت کے زمانے میں یہ روزانہ صبح کے وقت اپنے گھر سے مدرسہ پیدل جایا کرتے تھے اور شام کو عصر کے بعد مدرسہ سے گھر بھی پیدل تشریف لاتے تھے، اور باوجود ایک محقق عالمِ دین ہونے کے ان کے دائیں بائیں اور پیچھے ان کے شاگرد قرآن مجید کا سبق یا آموختہ سناتے ہوئے ساتھ چلتے تھے، درمیان میں بازار سے بھی گزر ہوتا تھا، اور ہندو مسلم سب ہی راستوں سے گزرتے تھے یا دوکانوں پر موجود ہوتے تھے، مگر استاذ و شاگرد حضرات پوری یکسوئی اور غضِ بصر کے ساتھ اپنے معمول میں مشغول ہونے کی حالت میں گزر جایا کرتے تھے، اور راستہ کی رنگ رلیوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے پھر بیک وقت ساتھ میں موجود تمام شاگردوں کے سبق کی طرف مولانا موصوف کی توجہ رہتی تھی اور غلطی ہونے پر روک ٹوک کا سلسلہ بھی جاری رہتا تھا۔

ایک طرف تو مولانا موصوف کا قرآن مجید کے ساتھ یہ تعلق اور لگاؤ تھا اور دوسری طرف ان اہلِ علم حضرات کے طرزِ عمل کا جائزہ لینا چاہئے جو تھوڑے بہت علم کی صورت حاصل ہونے کے بعد قرآن مجید اور کتاب اللہ کی تعلیم و تعلم کو (نعوذ باللہ تعالیٰ) اپنی شان کے خلاف سمجھنے لگتے ہیں۔

اس کے علاوہ مولانا موصوف کے خلاف ایک زمانے میں بعض مخالفین کی جانب سے تحریری و تقریری کام ہونے کے باوجود قصبہ میں ہندو مسلم بلا امتیاز آپ کا ادب و احترام کرتے تھے، اور آپ کے وقار و سنجیدگی کے باعث آپ کا رعب اور دبدبہ بھی غیر معمولی تھا۔ آپ کو دُور سے آتا ہوا دیکھ کر مخالف پر بھی ایک مرتبہ تو غیر اختیاری رعب طاری ہو جاتا تھا۔

ان کی اہلیہ محترمہ بھی بہت نیک و صالحہ خاتون تھیں، اور قصبہ کی بچیوں کو قران مجید کی تعلیم بھی دیا کرتی تھیں، اور خواتین میں ہفتہ وار تبلیغ اور نصیحت کا سلسلہ بھی ان کے گھر میں جاری رہتا تھا، جس کی وجہ سے قصبہ بھر کی خواتین کا ان سے غیر رسمی عقیدت و عظمت کا تعلق تھا، ان کا انتقال بھی نماز کی حالت میں عین سجدہ کرتے ہوئے ہوا۔ زہے نصیب ع سر بوقتِ ذبح اپنا اس کے زیرِ پائے ہے

میرے مدرسہ مفتاح العلوم میں تعلیم کے آخری زمانے میں مولانا حامد حسین صاحب رحمہ اللہ کا انتقال ہو گیا تھا، اور ان کے مدرسے کے قریب ''گورِ غریباں'' نامی قبرستان میں ان کی تدفین ہوئی۔ ان کے بیٹوں میں اس وقت ایک ''قاری بلال صاحب'' باغپت میں ہیں، دوسرے اور تیسرے بیٹے ''قاری خالد صاحب'' اور ''قاری اشرف صاحب'' تھانہ بھون میں، اور چوتھے ''قاری خلّاد صاحب'' ہیں جو اوکاڑہ میں رہائش پذیر ہیں (جاری ہے)

تذکرۂ اولیاء امتیاز احمد

اولیاءکرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

ماضی قریب کی چند صالحہ خواتین کا ذکر

یہ بات مسلّم ہے کہ معاشرے کی تعمیر میں خواتین کا کردار نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ گویا خواتین کی درستگی پورے معاشرے کی درستگی ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے دین اسلام نے بھی ان خواتین کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے اور اسی ضرورت کے پیش نظر خواتین کے لئے مستقل کتابیں لکھی گئیں جن میں صحابیات اور دیگر خواتینِ اسلام کے حالات و واقعات درج ہیں۔ اور ان کے حالات پڑھ کر اعمال کرنے کا شوق پیدا ہو جاتا ہے......اور ہمارے زمانے کی خواتین یہ کہہ کرٹال دیتی ہیں کہ وہ تو صحابیات تھیں یا وہ پرانے زمانے کی عورتیں تھیں۔ یہ بھی نفس وشیطان کی طرف سے دھوکہ ہے اور عمل سے محروم کردینے کی ایک سازش ہے۔ حالانکہ ابھی زمانۂ قریب میں ایسی خواتین اور اللہ والیاں گزری ہیں کہ جنہوں نے صحابیات کے نقش قدم پر چل کر ایسے شیطانی حیلوں اور مکروفریب کو توڑا۔ اور پاکیزہ زندگی گزار کر ایک مشکل کو آسان کردیا۔

اسی سلسلے میں ماضی قریب کی چند خواتین کے واقعات تحریر کئے جاتے ہیں۔

حضرت شیخ نظام الدین رحمہ اللہ کی والدہ محترمہ

آج ہم اللہ کے مہمان ہیں: حضرت شیخ نظام الدین فرماتے ہیں کہ جب ہمارے گھر میں کھانے کو کچھ نہ ہوتا تو والدہ محترمہ فرماتیں آج ہم اللہ کے مہمان ہیں۔ ایک دن اچانک کوئی آدمی ہمارے گھر غلّہ ڈال گیا۔ اور اتنے دنوں تک چلا کہ میں اس کے ختم نہ ہونے سے تنگ آ گیا اور اس ذوق کا منتظر رہا کہ والدہ فرمائیں آج ہم اللہ کے مہمان ہیں' ان کی اس بات سے مجھے وہ ذوق وسکون اور چین ملا جسے بیان نہیں کر سکتا (مثالی خواتین)

بی بی زرغونہ (احمد شاہ ابدالی کی والدہ)

بڑی دیندار اور جی دار خاتون تھیں، دل میں اسلام کے لئے محبت اور درد رکھتی تھیں۔ جب ہندوستان میں مرہٹوں نے غلبہ حاصل کرلیا اور بڑھتے بڑھتے اٹک تک آ پہنچے تو احمد شاہ ابدالی نے اجلاس طلب کیا، باہمی

صلاح مشورے کے بعد یہ طے پایا کہ دشمن سے مدافعت کے لئے قندھار میں ایک مضبوط قلعہ تعمیر کیا جائے ابھی اجلاس جاری تھا کہ زنان خانہ سے بلاوا آ گیا کہ اماں نے فوری طور پر یاد فرمایا ہے۔احمد شاہ اٹھ کر زنان خانہ میں چلے گئے جہاں اماں زرغونہ غصے سے بھری کھڑی تھیں۔احمد شاہ یہ حالت دیکھ کر حیران و پریشان ہو گیا اور پوچھا ''خیر ہو' آپ کس بات پر خفا ہو رہی ہیں۔

اماں نے غصے سے کانپتی آواز میں کہا '' کاش میں تجھ جیسے بیٹے کو جنم نہ دیتی کاش! میں تجھے اپنا دودھ نہ پلاتی۔کیا اس روز کے لئے تجھے پالا تھا کہ مرہٹوں کے خوف سے تم قندھار میں قلعہ تعمیر کرنے کی بات کر رہے ہو۔تاکہ تم اس قلعے میں چھپ سکو۔تمہیں تو یہ چاہئے تھا کہ تم یہاں سے فوج لیکر جاتے اور مرہٹوں کی کمر توڑ کر واپس آتے۔نہ کہ تم یہاں پیش بندیاں کرو۔احمد شاہ ابدالی نے سر جھکا کر کہا کہ ''اماں! میں معذرت خواہ ہوں انشاءاللہ آپ کی خواہش پوری کر کے رہوں گا (ایضاً)

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کی اہلیہ محترمہ

میری سنوگی یا اپنی منواؤ گی: حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کی اہلیہ دولت مند باپ کی نور نظر تھیں، باپ نے جہیز خوب دیا، پہلی رات میں حضرت نے فرمایا کہ میں کون ہوں اور تم کون؟ میری سنوگی، یا اپنی منواؤ گی، بے تکلف عرض کیا کہ میں تو آپ کی کنیز ہوں اپنی منوانے کا کیا سوال! فرمایا اگر یہ بات ہے تو اپنا تمام زیور اتار کر ہمیں دو، بلا تأمل حکم کی تعمیل کی، صبح کو یہ سب زیور دارالعلوم کے سرمایہ میں شریک کر دیا۔

باپ نے دوبارہ دیا پھر یہ ہی معاملہ کیا...... حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کا دستور تھا کہ عشاء کے بعد دودھ استعمال فرماتے تھے چنانچہ جوں ہی آپ تشریف لاتے، اہلیہ محترمہ دودھ کا پیالہ لے کر حاضر ہو جاتیں اہلیہ کا بیان ہے کہ کبھی ایسا بھی ہوتا کہ آپ ذوق عبادت میں نوافل کی نیت باندھ لیتے اور رات اس طرح عبادت میں گزار دیتے اور میں پوری رات پیالہ لئے کھڑی کی کھڑی رہ جاتی (حکایات اسلاف)

حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کی صاحبزادی

نہایت عابدہ، صابرہ و شاکرہ تھیں غرضیکہ اپنے باپ کی نسبت سے دامن سعادت لبریز تھا، طویل عمر پائی وفات کے بعد گورستان قاسمی میں سپرد خاک کی گئیں۔

کفن میلا نہ ہوا: دس بارہ سال کے بعد قریب میں ایک قبر تیار کی جا رہی تھی کہ اچانک مرحومہ کی لحد کھل گئی بہت لوگوں نے یہ منظر دیکھا کہ کفن تک میلا نہ ہوا تھا بلکہ کفن کی خوشبو بھی بدستور تھی جسم اتنا تر و تازہ کہ

گویا ابھی دفن کی گئی ہیں (مثالی خواتین)

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کی والدہ محترمہ

حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے خاندان کے بزرگوں سے سنا ہے کہ میری والدہ مرحومہ نے سارا زیور اتار کر والد صاحب کے سامنے پھینک دیا تھا اور یہ فرمایا تھا کہ یا تو اس کی زکوٰۃ دو ورنہ اس کو اپنے پاس رکھو، میں نہ پہنوں گی، آخر مجبور ہو کر والد صاحب نے سب کی زکوٰۃ دی جب وہ زیور پہنا۔ ذرا عورتیں اس طرح کر کے تو دیکھیں انشاء اللہ خود بخود مردوں کی اصلاح ہو جائے گی کیونکہ جس طرح بعض دفعہ مرد سے عورت کی اصلاح ہوتی ہے اسی طرح عورت سے بھی مرد کی اصلاح ہوتی ہے اور زوجہ صالحہ (نیک بیوی) تو وہی ہے جو مرد کو دین میں محتاط بنادے نہ یہ کہ پہلے سے بھی زیادہ اور بے احتیاط بنادے (اسباب الغفلہ ملحقہ دین ودنیا)

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کی ازواجِ محترمات

حضرت حاجی محمد شریف رحمہ اللہ نے اپنے حالات میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ میری اہلیہ حضرت بڑی پیرانی صاحبہ کے ہاں مہمان ہوئیں۔ پیرانی صاحبہ نے اپنے خادم نیاز کو بھیج کر خانقاہ میں مجھے کہلا بھیجا کہ آپ بھی ہمارے مہمان ہوں گے۔ چنانچہ ایک ہفتہ ہم بڑی پیرانی صاحبہ کے مہمان رہے۔ خوب کھانے کھائے عجیب بابرکت کھانے تھے۔ واپسی کے وقت حضرت پیرانی صاحبہ نے دست مبارک سے خود روٹیاں پکا کر ہمارا ٹفن کیریئر بھر دیا دوسرے خانہ میں سالن اور تیسرے میں پیڑے بھر دیئے۔ تھانہ بھون سے واپسی سے قبل اہلیہ (حاجی محمد شریف کی اہلیہ) نے خط کے ذریعے حضرت والا سے بڑی پیرانی صاحبہ کو دو روپے دینے کی اجازت لی اور دو روپے پیرانی صاحب کی خدمت میں پیش کئے۔ پیرانی صاحب نے روپے قبول فرما کر فرمایا میں نے روپے لے لئے۔ اب اپنی طرف سے میں نے تمہاری بیٹی کو دے دیئے ایک دفعہ پیرانی صاحبہ کے بھتیجے کی شادی پر ہدیہ دینا چاہا تو فرمایا بیٹی میں دیا کرتی ہوں لیا نہیں کرتی (مکتوبات اشرفیہ)

حضرت مولانا محمد الیاس رحمہ اللہ کی نانی محترمہ اور والدہ محترمہ

مولانا رحمہ اللہ کی نانی بی امۃ الرحمٰن جو مولانا مظفر حسین صاحب رحمہ اللہ کی صاحبزادی تھیں جن کو خاندان میں امی بی کے نام سے یاد کرتے تھے ایک رابعہ سیرت بی بی تھیں۔ ان کی نماز کا یہ حال تھا کہ مولانا نے

ایک مرتبہ فرمایا کہ امی بی کی نماز کا نمونہ میں نے مولانا گنگوہی رحمہ اللہ کی نماز میں دیکھا (اور مولانا گنگوہی رحمہ اللہ کی نماز اپنے طبقہ میں ممتاز تھی) اخیر زمانہ میں ان کا یہ حال تھا کہ خود کھانا کبھی طلب نہیں فرماتی تھیں کسی نے لاکر رکھ دیا تو کھالیا گھر بڑا تھا اگر کام کی مشغولی اور کثرت کی وجہ سے خیال نہ آیا تو بھوکی بیٹھی رہتیں۔ایک مرتبہ کسی نے کہا کہ آپ ایسے ضعف کی حالت میں کیسے بے کھائے رہتی ہیں؟ فرمایا الحمدللہ میں تسبیحات سے غذا حاصل کر لیتی ہوں۔حضرت مولانا رحمہ اللہ کی والدہ محترمہ بی صفیہ بڑی جیّد حافظہ تھیں۔انہوں نے قرآن مجید شادی کے بعد اپنے بیٹے یحییٰ صاحب کی شیر خوارگی کے زمانہ میں حفظ کیا تھا اور حفظ بھی بہت پختہ تھا۔رمضان میں روزانہ پورا قرآن مجید اور مزید دس پارے پڑھنے کا معمول تھا اس طرح پورے رمضان میں چالیس قرآن مجید ختم کرتی تھیں۔رواں اتنا تھا کہ گھر کے کام کاج اور انتظامات میں فرق نہ آتا تھا بلکہ اہتمام تھا کہ تلاوت کے وقت کچھ نہ کچھ کام کرتی رہتیں۔رمضان کے علاوہ امور خانہ داری کے ساتھ روزانہ کے معمولات میں بھی فرق نہ آتا تھا۔مثلاً درود شریف پانچ ہزار بار، اسم ذاتِ باری پانچ ہزار بار، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نو سو بار، یا مغنی گیارہ سو بار، وغیر ذالک۔اس کے علاوہ بھی بہت سے اذکار اور آیات کریمہ کا ورد معمولات میں تھا۔اور قران مجید کی ایک منزل روزانہ تلاوت کر لیتی تھیں۔

حضرت اقدس نواب عشرت علی خان قیصر صاحب مدظلہ العالی کی والدہ محترمہ رحمہ اللہ علیہا

حضرت نواب صاحب دامت برکاتہم کی والدہ ماجدہ کی بیعت وارادت کا تعلق حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ سے تھا۔ جب سے ہوش سنبھالا صوم وصلوۃ اور تلاوت قرآن کی پابند تھیں، تہجد کی نماز پر مداومت مثل فرض نماز کے تھی، حتیٰ کہ ایک رات تہجد کی نیت سے اٹھیں۔ وضو کیا لوٹا ہاتھ میں تھا کہ گر پڑیں اور سر میں شدید ضرب آئی جب بستر پر لٹایا تو یہی دھن تھی کہ دو رکعت نفل پڑھوں گی لیکن صدمے سے دماغ کی رگ پھٹ چکی تھی آخری نماز عشاء کی پڑھی تھی اور صبح صادق سے قبل ہی بے ہوشی طاری ہوگئی ڈھائی دن غشی کی حالت رہی البتہ دوران بے ہوشی ایک دن جب ان کے سرہانے کلمہ طیبہ اور کلمہ شہادت کا ورد ہو رہا تھا تو انہوں نے ایک دفعہ شہادت کی انگلی اٹھائی یہ آخری عمل دیکھنے میں آیا۔

علالت میں صبر وعزیمت: علالت کا ایک طویل عرصہ گذرا، وفات سے آٹھ سال پہلے دائیں ٹانگ کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی۔ ڈاکٹروں نے ہڈی کو میخ سے جوڑنے کے لئے آپریشن تجویز کیا لیکن باوجود شرعی رخصت کے عزیمت پر عمل کیا، بوجہ قوتِ ایمانی، حجاب مانع تھا۔فرماتی تھیں کہ بقیہ زندگی ٹوٹی ہوئی ٹانگ

Iqra Gulfian

سے گزارا منظور ہے لیکن ڈاکٹر کے سامنے جسم کا کھلنا کسی طرح منظور نہیں۔

تلاوت و تدریس: ہندوستان میں قیام کے دوران بچیوں کو قرآن شریف اور بہشتی زیور مدت تک پڑھاتی رہیں۔ قرآن پاک کی تلاوت سے بے حد شغف تھا۔ رمضان المبارک میں تین روز میں ایک قرآن شریف ختم کرنے کا معمول تھا۔ باوجود اس قدر بیماری، معذوری اور ضعیفی کے ایک منزل روزانہ قرآن شریف کی تلاوت کرتی تھیں۔ اور یہ معمول انتقال سے چند ہفتے پہلے تک رہا بعض دفعہ پوری پوری رات قرآن شریف کی تلاوت میں بسر ہو جاتی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ کلامِ الٰہی کے انوار و تجلیات کا اپنے گرد و پیش مشاہدہ کرتی تھیں۔ فرمایا کرتی تھیں کہ جب بستر پر لیٹتی ہوں تو اپنے جسم کے چاروں طرف قرآن پاک کی آیات نہایت نفیس و منور نقش و نگار کے ساتھ متشکل دیکھتی ہوں، اور اس قدر کثرت سے نمودار ہوتی ہیں کہ مجھے بوجہ ادب اپنے پاؤں بستر پر سکیڑنے پڑتے ہیں آنکھ کی بینائی بوجہ موتیا بند کے نہایت کمزور ہو گئی تھی لیکن قرآن پاک کی تلاوت بغیر چشمہ کے کرتی تھیں، ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

اپنی زکوٰۃ اور قربانی کا باقاعدہ حساب لکھواتی تھیں صدقہ و خیرات ماشاءاللہ دل کھول کر کرتی تھیں بارہا ان کی زبان سے یہ مصرعہ سنا۔ ع پھر نکلنا گور سے ہاتھوں کا ممکن ہی نہیں

فرمایا کرتی تھیں کہ جو کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ہے اپنے ہاتھ سے دے جاؤں (بزم جمشید)

مسلمان زادیاں

شرم و عزت والیاں	ہوتی ہیں عفّت والیاں
وہ حسن کی شہزادیاں	پردے کی ہیں آبادیاں
چشمِ فلک نے آج تک	دیکھی نہیں جن کی جھلک
سرمایۂ شرم و حیا	زیور ہے ان کے حسن کا
شوہر کے دُکھ سہتی ہیں وہ	منہ سے نہیں کہتی ہیں وہ
کب سامنے آتی ہیں وہ	غیرت سے کٹ جاتی ہیں وہ
اعزاز ملّت ان سے ہے	نام شرافت ان سے ہے
ایمان پر قائم ہیں وہ	پاکیزہ و صائم ہیں وہ

پیارے بچّو! حافظ محمد ناصر

ملک وملت کے مستقبل کی عمارت گری وتربیت سازی پر مشتمل سلسلہ

قرآن مجید حفظ کرنے کے فائدے

پیارے بچو! اللہ میاں نے آسمان سے بہت سی کتابیں دنیا میں اُتاری ہیں، ان میں بڑی کتابیں بھی ہیں اور چھوٹی کتابیں بھی ہیں، ان تمام چھوٹی اور بڑی کتابوں کی تعداد ایک سو چار ہے۔اللہ میاں نے آسمان سے یہ چھوٹی یا بڑی بہت سی کتابیں اپنے ایک فرشتے کے ذریعے سے آسمان سے دنیا میں اُتاری تھیں، اُس فرشتے کا نام حضرت جبریل ہے۔اللہ میاں اپنی یہ کتابیں دنیا میں اپنے کسی رسول کو دیتے تھے، پھر وہ رسول ان کتابوں میں سے اللہ میاں کے حکم لوگوں کو بتاتے تھے تاکہ لوگ اللہ میاں کے حکم پر عمل کر کے اللہ میاں کو خوش کریں۔ان آسمانی کتابوں میں سے چار کتابیں بہت مشہور ہیں، ایک کتاب کا نام توریت ہے جو اللہ میاں نے اپنے رسول حضرت موسیٰ کو دی، دوسری کتاب کا نام زبور ہے جو اللہ میاں نے اپنے رسول حضرت داؤد کو دی، تیسری کتاب کا نام انجیل ہے جو اللہ میاں نے اپنے رسول حضرت عیسیٰ کو دی اور چوتھی کتاب کا نام قرآن مجید ہے، جو اللہ میاں نے ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دی

بچو! قرآن مجید کے علاوہ باقی کتابوں کو کافروں نے بہت زیادہ بدل دیا ہے، اور ان کتابوں میں اپنے پاس سے باتیں لکھ دی ہیں۔لیکن قرآن مجید اللہ میاں کی آخری کتاب ہے، اب کوئی کتاب آسمان سے نہیں آئے گی اور قیامت تک قرآن مجید کے حکم ہی چلتے رہیں گے، اس لیے قرآن مجید کی حفاظت کرنے کا اللہ میاں نے وعدہ کرلیا، اب قرآن مجید کو کوئی بھی نہیں بدل سکتا اور قیامت تک قرآن مجید اسی طرح رہے گا، جس طرح کہ وہ اللہ میاں کے پاس سے آیا تھا۔

بچو! اللہ میاں نے قرآن مجید آسمان سے تھوڑا تھوڑا کر کے دنیا میں بھیجا ہے، کبھی ایک آیت، کبھی دو آیتیں اور کبھی ایک سورت اور کبھی کچھ زیادہ، اس طرح تقریباً تیئیس سال میں تھوڑا تھوڑا کر کے اللہ میاں نے پورا قرآن مجید آسمان سے دنیا میں بھیجا، اللہ میاں قرآن مجید میں سے جونسی آیتیں یا سورتیں دنیا میں بھیجنا چاہتے تھے، حضرت جبریل کو وہ حصہ دے کر ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیج دیتے تھے، حضرت جبریل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر اُنہیں قرآن مجید کا وہ حصہ زبانی یعنی حفظ یاد کرادیتے تھے، اس طرح ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پورا قرآن مجید حفظ

کرلیا۔ پھر ہمارے پیارے نبی نے اپنے شاگردوں یعنی صحابہ کوقرآن مجید حفظ کرایا، پھر صحابہ نے اپنے بچوں اور دوسرے لوگوں کوقرآن مجید حفظ کرایا، اس طرح سے آج تک قرآن مجید حفظ کیا جاتا ہے، اور قرآن مجید حفظ کرنے سے حفظ کرنے والے کا اللہ تعالیٰ سے، اللہ کے فرشتے حضرت جبریل سے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ اور نیک لوگوں سے ایک تعلق ہوجاتا ہے۔

پیارے بچو! اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں قرآن مجید حفظ کرنے والوں کو اپنے قرآن کا محافظ بنایا ہے، اور دنیا میں حافظوں کے موجود ہونے کی وجہ سے آج تک کافر لوگ قرآن مجید میں تبدیلی نہیں کرسکے، اور جب کسی کافر نے قرآن مجید میں تبدیلی کرنے کی کوشش کی، اور قرآن مجید کی آیتیں کاٹ دیں یا اپنی طرف سے قرآن مجید میں باتیں ملاکر چھاپ دیں تو فوراً قرآن مجید کے حافظوں نے کافروں کی یہ سازش مسلمانوں کے سامنے واضح کردی؛ اور اس طرح سے آج تک قرآن مجید حافظوں کے ذریعے سے اُسی طرح موجود ہے جس طرح اللہ میاں نے آسمان سے حضرت جبریل کے ذریعے سے ہمارے پیارے نبی پر اُتارا تھا۔

بچو! تم سمجھ گئے ہوگے کہ قرآن مجید کے حافظوں کا اللہ میاں کے نزدیک کتنا بڑا درجہ ہے، اور اللہ میاں حافظوں سے کتنی محبت کرتے ہے کہ ان حافظوں نے اللہ میاں کی کتاب کی حفاظت کررکھی ہے۔

بچو! اسی وجہ سے ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید حفظ کرنے والوں کو بہت زیادہ خوش خبریاں سُنائی ہیں، اور قرآن مجید حفظ کرنے کے دنیا کے بھی بہت سے فائدے بتلائے ہیں اور آخرت یعنی فوت ہونے کے بعد کے بھی بہت سے فائدے بتلائے ہیں، اگر اُن ساری احادیث، خوش خبریوں اور فائدوں کو لکھنا شروع کیا جائے تو بہت موٹی کتاب بن جائے۔

مثلاً ایک مرتبہ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو بتایا کہ:

> ''قرآن مجید حفظ کرنے والے اللہ میاں کے دوست ہوتے ہیں، تو جس نے حافظوں سے دشمنی کی تو اُس نے اللہ میاں سے دُشمنی کی؛ اور جس نے حافظوں سے دوستی کی تو اُس نے اللہ میاں سے دوستی کی'' [۱]

بچو! تم نے دیکھا کہ قرآن مجید حفظ کرنے کا ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنا بڑا فائدہ

---

۱ (کنز العمال، حدیث نمبر ۲۲۹۵)

بتایا، ہر بچہ یہ چاہتا ہے کہ میرا دوست ایسا ہونا چاہیے کہ وہ مجھ سے محبت کرے، اگر مجھے کہیں جانا ہو تو میرے ساتھ چلے، اگر مجھے کوئی کام کرنا ہو تو میرے ساتھ مِل کر میرا کام کرائے، اگر میری کسی سے لڑائی ہو جائے تو میرے ساتھ رہے اور میرے دشمن کا میرے ساتھ مقابلہ کرے، اور میرا ہر مشکل وقت میں ساتھ دے۔

اس کے لیے ہمارے پیارے نبی نے ہمیں یہ طریقہ بتایا ہے کہ قرآن مجید حفظ کرلیا جائے، کیونکہ قرآن مجید کے حافظ اللہ میاں کے دوست ہوتے ہیں۔

ایک مرتبہ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قرآن مجید کا ماہر (جو تکلیف اور مشکل کے بغیر قرآن مجید دیکھ کر یا زبانی پڑھ سکتا ہو) اُن فرشتوں کے ساتھ ہوتا ہے جو لوحِ محفوظ سے قرآن مجید نقل کرنے والے ہیں اور عزت دار ہیں اور نیک ہیں'' ۱

بچو! لوحِ محفوظ وہ جگہ ہے جہاں سے اللہ میاں حضرت جبریل کو قرآن مجید دیتے تھے اور پھر حضرت جبریل ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قرآن مجید کا وہ حصہ لے کر آتے تھے۔

اب دیکھو بچو! قرآن مجید حفظ کرنے والوں کا کتنا بڑا درجہ ہے جو اتنی عزت والے، اللہ میاں کے فرمانبردار فرشتوں کے ساتھ ہیں۔ ایک اور مرتبہ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قرآن مجید کے حافظ کی دعا قبول ہوتی ہے'' ۲

بچو! کتنے لوگ ایک دوسرے کو دعا کے لیے کہتے ہیں کہ ہمارے لیے دعا کرنا، ہماری پڑھائی کے لیے، امتحان میں پاس ہونے کے لیے، بیماری سے بچنے کے لیے، والدین کے لیے؛ ایک نہیں بلکہ ہزاروں کاموں کے لیے لوگ ایک دوسرے کو دعا کے لیے کہتے ہیں، اور تم بھی دوسروں سے کہتے ہوگے کہ ہمارے لیے دعا کرنا لیکن ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا قبول کرانے کا کتنا آسان اور اچھا طریقہ ہمیں بتایا ہے لیکن بچو ایک بات یاد رکھنا کہ قرآن مجید حفظ کرنے کے یہ اور ان کے علاوہ دوسرے بہت سے فائدے تب حاصل ہوتے ہیں جب حافظ اللہ میاں کے دوسرے حکموں پر بھی عمل کرے، لیکن یہ پڑھ کر تم ڈرو نہیں کہ اللہ میاں کے سارے حکموں پر عمل کرنا مشکل ہے اس لیے قرآن مجید حفظ نہ کرو بلکہ جب تمہیں یہ خیال آئے تو اللہ میاں سے دعا کرلیا کرو کہ اللہ میاں سارے نیکی کے کام کرائیں اور گناہوں سے بچائیں۔ اس طرح اللہ میاں تمہاری دعا قبول کرلیں گے اور تمہیں بہت ساری نیکیاں کرنے کی توفیق دیدیں گے۔

---

۱ (مسلم، باب فضل الماهر فی القرآن واللفظ لهٗ، بخاری، ابوداؤد، ترمذی، ابنِ ماجه)

۲ (شعب الایمان للبیهقی، باب خیر کم من قرأ القرآن)

بزمِ خواتین

مفتی ابوشعیب

خواتین سے متعلق بنیادی شرعی احکام اور اصلاحی مضامین کا سلسلہ

زیب وزینت کی شرعی حیثیت اور حدود (قسط۹)

معزز خواتین! زیب وزینت سے متعلق عام طور پر پیش آنے والے اکثر و بیشتر احکام گذشتہ شماروں میں تحریر کئے جا چکے ہیں جن کے مطالعے سے اس بات کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ اسلام میں خواتین کا زیب وزینت کرنا نہ صرف یہ کہ حرام و ممنوع نہیں بلکہ کسی حد تک پسندیدہ اور بہتر بھی ہے خصوصاً شادی شدہ خواتین کو اپنے شوہر کے لئے جائز حدود میں رہتے ہوئے زیب وزینت کرنے کی ترغیب بھی ہے۔

جائز زیب وزینت میں حدود سے تجاوز

لیکن کسی جائز کام میں تو کیا کسی فرض و واجب کام میں بھی حد سے تجاوز کر جانا، اس میں منہمک ہو کر دوسرے ضروری کاموں سے غافل ہو جانا سخت گناہ ہے اس لئے زیب وزینت کے سلسلے کی گذشتہ اقساط میں جن کاموں کو جائز تحریر کیا گیا ہے ان میں فقط جائز کے لفظ کو دیکھ کر معاشرے میں مروج طریقے پر انکو اختیار کر لینا کہ جس سے حدود و قیود سے بھی تجاوز ہو جائے تو یہ خود فریبی اور نفس کے مکر وفریب کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ اس لئے کہ کسی کام کا اپنی ذات میں جائز ہونا الگ بات ہے اور ماحول و معاشرے میں اس کا خرابیوں پر مشتمل طریقے سے رائج ہو جانا الگ بات ہے۔

زیب وزینت کا مروجہ فیشن

چنانچہ ایک طرف تو زیب وزینت کی وہ جائز شکلیں ہیں جو عموماً ایسی سادہ اور بے تکلف ہیں کہ ان کو خواتین گھروں میں رہتے ہوئے بآسانی تھوڑا وقت خرچ کر کے اختیار کر سکتی ہیں اور دوسری طرف زیب وزینت کا فیشن اور رواج ہے جو معاشرے میں پھیلتا ہی چلا جا رہا ہے جس کی وجہ سے نت نئے فیشن پر جان دینے والی خواتین کے دل و دماغ پر زیب وزینت اور نرالے ڈھنگ سے سج دھج کر اپنی بڑائی اور اپنے حسن کی نمائش کا بھوت اس طرح سے سوار ہے کہ فیشن کی ماری خواتین جب تک کسی بیوٹی پارلر میں جا کر کسی ماہر بیوٹیشن سے گھنٹوں لیپا پوتی نہ کروالیں اس وقت تک سمجھا ہی نہیں جاتا کہ زیب وزینت ہوئی ہے۔

معاشرے میں اس غلط رواج اور فیشن کے اس پھیلاؤ کی وجہ سے زیب وزینت کی جائز شکلوں کو بھی جائز کہتے اور لکھتے ہوئے ڈر لگتا ہے کہ کہیں اس جائز کے لفظ کو مروجہ غلط طریقے کے لئے بھی سندِ جواز نہ بنالیا جائے۔لیکن مروجہ غلط طریقے کی وجہ سے اپنی ذات میں جائز کاموں کو بالکل ناجائز لکھنا بھی سو فیصد درست معلوم نہیں ہوتا اس لئے یہ مناسب معلوم ہوا کہ زیب وزینت کے کاموں کے بارے میں علیحدہ علیحدہ حکم لکھنے کے بعد آخر میں اس سلسلے کے معاشرتی اور اجتماعی بگاڑ کے بارے میں بھی کچھ باتیں گوش گزار کردی جائیں۔

زیبائش کی شائقین خواتین توجہ فرمائیں

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ آجکل زیب وزینت کرنے اور ہر وقت مزین رہنے کا خواتین میں جس قدر شوق پایا جاتا ہے اور اس کیلئے جتنا اہتمام خواتین کرتی ہیں یہی بات قابل اصلاح ہے اس لئے کہ کسی جائز کام میں اتنا منہمک ہوجانا کہ ہر وقت اسی کی دھن دل ودماغ پر سوار رہے ایک مسلمان خاتون کے شایانِ شان نہیں ہے......غور کرنا چاہئے کہ کیا یہ زندگی اور دل ودماغ کی یہ بہترین صلاحیتیں کیا فقط اس لئے دی گئی ہیں کہ ہر وقت زیب وزینت کی فکر سے ان کو پُر رکھا جائے؟ نہیں ہرگز نہیں بلکہ یہ دل تو اس لئے ہے کہ اس کو حق تعالیٰ کی محبت سے،تواضع وللٰہیت سے اور صبر وشکر اور حسنِ اخلاق سے مزین کیا جائے اور یہ جسم اس لئے ہے کہ اس سے عبادت کر کے حق تعالیٰ کو راضی کیا جائے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اکثر اوقات زیب وزینت کے ساتھ رہنے کی وجہ سے دل میں دنیا کی محبت اور آخرت سے غفلت پیدا ہوجاتی ہے اسلئے کہ زیب وزینت میں غلو اور مبالغہ کیا جائے تو اس سے عیش پرستی، حسن پسندی اور آرام طلبی کے جذبات پیدا ہونا شروع ہوجاتے ہیں اور دنیا کی محبت اور آخرت سے غفلت تمام گناہوں کی جڑ ہیں۔

تیسری بات یہ ہے کہ خواتین میں زیب وزینت کے شوق کو جنون کی حد تک لانے میں کئی اسباب کارفرما ہیں ان میں سے ایک بڑا سبب کثیر تعداد میں چھوٹے بڑے پیمانے پر گلیوں محلوں میں بیوٹی پارلروں کا کھل جانا بھی ہے جس کی وجہ سے زیب وزینت آجکل کے معاشرے میں ایک منظّم شکل اختیار کرگئی ہے بلکہ اگر یوں کہا جائے تو شاید بے جا نہ ہو کہ اب زیب وزینت کو باقاعدہ کلچر اور تہذیب کا حصہ سمجھا جانے لگا ہے ان اسباب میں سے سرِدست ذیل میں صرف بیوٹی پارلر کے حوالے سے کچھ عرض ہے۔

بیوٹی پارلر کی نیرنگیاں

آجکل مختلف تقاریب کے مواقع پر بیوٹی پارلروں میں جا کر زیب وزینت کروانے کا رجحان خواتین میں بڑھتا جارہا ہے جس کے نتیجے میں کئی خرابیاں جنم لے رہی ہیں۔

ذیل میں ایسی ہی چند خرابیاں ذکر کی جارہی ہیں:

(۱)......خواتین کے لئے اسلام کی اصل تعلیم یہ ہے کہ وہ گھر کی چار دیواری میں رہیں اور بغیر کسی واقعی ضرورت کے گھر سے باہر نہ نکلیں اس لئے کہ خواتین کے بغیر کسی حقیقی ضرورت کے گھر سے باہر نکلنے میں خصوصاً آجکل کے ماحول میں کئی طرح کی خرابیاں وجود میں آتی ہیں ایک حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ:

> عورت چھپا کر رکھنے کی چیز ہے اور بلاشبہ جب وہ اپنے گھر سے باہر نکلتی ہے تو اُسے شیطان تکنے لگتا ہے اور یہ بات یقینی ہے کہ عورت اس وقت سب سے زیادہ اللہ کے قریب ہوتی ہے جب کہ وہ اپنے گھر کے اندر ہوتی ہے (طبرانی فی الاوسط)

اس حدیث میں اول تو عورت کا مرتبہ بتایا یعنی یہ کہ عورت چھپا کر رکھنے کی چیز ہے عورت کو بحیثیت عورت کے پردے کے اندر رہنا لازم ہے جو عورت پردے سے باہر پھرنے لگے وہ حدودِ نسوانیت سے باہر ہوگئی۔ اس کے بعد فرمایا کہ جب عورت گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کی طرف نظریں اٹھا اٹھا کر تا کنا شروع کردیتا ہے مطلب یہ ہے کہ جب عورت باہر نکلے گی تو شیطان کی یہ کوشش ہوگی کہ لوگ اس کے خدوخال اور حسن وجمال اور لباس و پوشاک پر نظر ڈال ڈال کر نفس کو لذت دیں، آنکھیں لڑانے کی کوشش کریں اور مقصد برآری کے لئے راستے نکالیں یہ تمام حرکات عورت کے باہر نکلنے سے وجود میں آئیں گی حدیث کا اندازِ بیان کچھ ایسا بتا رہا ہے کہ پردے کے اہتمام کے ساتھ بھی عورت کو باہر نکلنا ٹھیک نہیں ہے۔

حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عورتوں کا گھر سے باہر نکلنا شیطان کو بہت مرغوب ومحبوب ہے۔

حدیث کے اخیر میں فرمایا کہ عورت اس وقت سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتی ہے جب اپنے گھر کے اندر ہوتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ عورت کا اپنے گھر کے اندر رہنا اللہ تعالیٰ کی نزدیکی کا ذریعہ ہے جس سے موجودہ زمانے کی اکثر وبیشتر عورتیں غافل وبے خبر ہیں (ماخوذ از ''شرعی پردہ''ص ۶۴ تا ص ۶۶ بتغیر مؤلفہ حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلندشہری رحمہ اللہ)

زیب وزینت کی غرض سے بیوٹی پارلر میں جانا کوئی ایسی واقعی ضرورت معلوم نہیں ہوتی جس کی وجہ سے

عورت کا گھر سے باہر نکلنا معقول ومناسب ہو سکے اس لئے کہ زیب وزینت مناسب حد تک گھر میں رہتے ہوئے ہی بآسانی ہو سکتی ہے۔

(۲)...... بیوٹی پارلر میں جانے والی عورتیں عام طور پر فاسق وفاجر اور بے پردہ خواتین ہوتی ہیں اس لئے اگر کوئی خاتون باپردہ ہو کر جائز زیب وزینت کی غرض سے بھی بیوٹی پارلر میں جائیگی تب بھی فاسق وفاجر خواتین کے ساتھ بلاضرورت مجالست ومصاحبت لازم آئیگی جس سے دین میں کمزوری واقع ہوتی ہے۔ نیز مال ودولت اور بے پردگی وغیرہ کی حرص وہوس پیدا ہوتی ہے۔

(۳)...... بیوٹی پارلر میں مزین کرنے والی عورتیں اکثر بے نمازی اور بے پردہ، آزاد خیال، اللہ تعالیٰ کے احکام سے باغی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض کرنے والی عورتیں ہوتی ہیں۔ کسی مسلمان باپردہ اور شرم وحیا والی نماز روزہ کی پابند خاتون کو تو ایسی بے ہودہ خواتین کے پاس جانا ہی نہیں چاہئے چہ جائیکہ ایسی عورتوں کو اپنے جسم مزین کرنے کے لئے ہاتھ لگانے دیں۔

(۴)...... بیوٹی پارلروں میں جا کر نت نئے طریقے سے جو زیب وزینت کرائی جاتی ہے اس میں عموماً کافی خرچ آتا ہے جس کی وجہ سے فضول خرچی میں ابتلا ہوتا ہے اور فضول خرچی بہت سخت گناہ ہے اس لئے بیوٹی پارلر میں جانے کی بجائے گھر میں رہ کر ہی سادہ طریقے سے زیبائش کرنے پر ہی اکتفا کرنا چاہئے

(۵)......بعض جگہ بیوٹی پارلروں میں مردوں کا آنا جانا لگا رہتا ہے بلکہ بعض جگہ مرد ہی عورتوں کی زیبائش وآرائش بھی کرتے ہیں اس کا کھلا ہوا بے حیائی ہونا محتاج بیان نہیں۔

(۶)......بعض ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ آجکل ایسے مساج سینٹر کھل چکے ہیں جہاں مرد عورتوں کی مالش کرتے ہیں اس کا قطعی حرام ہونا بالکل واضح ہے بلکہ یہ دراصل بے حیائی اور فحاشی وعریانی کو فروغ دینے اور اسلامی معاشرے کو زہر آلود کرنے کی ناپاک سازش معلوم ہوتی ہے جس کی جتنی بھی قباحت بیان کی جائے کم ہے۔

مسئلہ: یہاں ضمنی طور پر فقہاء کرام رحمہم اللہ کا بیان کردہ ایک مسئلہ بھی پڑھ لیجئے اور پھر تقابل کیجئے کہ اسلامی تعلیمات کا تقاضا کیا ہے اور آجکل کا معاشرہ کس رخ پر جا رہا ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ناف سے لیکر زانو کے نیچے تک کا بدن کا حصہ عورت کو کسی دوسری عورت کے سامنے بھی کھولنا درست نہیں ہے اس لئے دورانِ حمل یا بچہ کی ولادت کے بعد اگر دائی سے پیٹ ملوانا ہو تو ناف سے نیچے بدن کا کھولنا درست نہیں کپڑا وغیرہ

ڈال لینا چاہیئے بلا ضرورت دائی کو بھی بدن کا یہ حصہ دکھانا جائز نہیں نیز یہ بھی مسئلہ ہے کہ جتنے بدن کا دیکھنا جائز نہیں وہاں ہاتھ لگانا بھی جائز نہیں اس لئے اگر بدن نہ بھی کھولے تب بھی نائن وغیرہ سے رانیں ملوانا درست نہیں اگر چہ کپڑے کے اندر ہاتھ ڈال کر ملے البتہ اگر نائن اپنے ہاتھ میں تھیلی پہن کر کپڑے کے اندر ہاتھ ڈال کر ملے تو جائز ہے (ملاحظہ ہو بہشتی زیور تیسرا حصہ ص ۶۳ وص ۶۴)

اندازہ لگایئے کہ جب عورت کو عورت سے بھی بدن کا بعض حصہ چھپانے کا حکم ہے اور ہاتھ وغیرہ سے چھونے کی بھی ممانعت ہے تو غیر مرد سے بدن کی مالش کروانا عورت کیلئے کس قدر حق تعالیٰ کی ناراضگی اور غضب کا باعث ہوگا؟

(۷)...... بیوٹی پارلروں میں عموماً ایسے انداز سے زیب وزینت کی جاتی ہے کہ عورت مردوں کے لئے جاذبِ نظر اور پرکشش بن سکے اور ظاہر ہے کہ اس ارادے و جذبے سے عورت کا مزین ہونا اسلامی تعلیمات کی رو سے درست نہیں ہے نیز اس سے باپردہ اور شرم وحیا والی خواتین کے دلوں میں بھی اجنبی مردوں کو اپنا حسن دکھانے کی تمنائیں انگڑائیاں لینے لگتی ہیں۔ بلکہ بیوٹیشن خواتین خود خواتین کو ترغیب دے دے کر ایسی زیبائش پر آمادہ کرتی ہیں جس سے وہ مَردوں کے لئے جاذبِ نظر بن سکیں، اس لئے پردہ دار اور باحیا خواتین کا جائز زیب وزینت کیلئے بھی بیوٹی پارلر میں جانا خطرے سے خالی نہیں۔

یہ تو چند ایک وہ خرابیاں ہیں جو سرسری طور پر غور کرنے سے سمجھ آ گئیں اگر مزید گہرائی سے غور فکر کیا جائے یا بیوٹی پارلر کے اندرونی حالات پر کسی ذریعے سے آگاہی حاصل ہو تو اس طرح کی مزید بھی کئی خرابیاں بیان کی جا سکتی ہیں لیکن اگر فقط انہیں خرابیوں پر اکتفا کیا جائے تو ان میں سے بھی ہر ایک خرابی اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ بیوٹی پارلر میں جا کر زیبائش کرانا دینداری کے تقاضوں کے خلاف ہے۔ واللہ الموفق (جاری ہے)

Idara Ghufran

آپ کے دینی مسائل کا حل ادارہ

جمعہ سے پہلے اور بعد میں کتنی رکعتیں سُنَّت ہیں؟

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ: جمعہ کے دن جمعہ کی نماز سے پہلے اور بعد میں کتنی رکعتیں پڑھنا سنت ہے، آج کل بعض لوگ اس مسئلہ میں کافی پریشان رہتے ہیں، بعض لوگوں کا دعویٰ ہے کہ جمعہ سے پہلے سنت نماز کا کوئی وجود نہیں ہے جیسا کہ عید کی نماز سے پہلے کوئی وجود نہیں ہے اور حضور ﷺ زوال کے فوراً بعد جمعہ کی نماز پڑھ لیا کرتے تھے، جس کے درمیان سنتیں پڑھنے کا وقت نہیں ہوتا تھا، لہٰذا جمعہ سے پہلے سنتوں کا قائل ہونا بدعت ہے۔ اور ہم لوگ جمعہ سے پہلے چار اور جمعہ کے بعد بھی چار رکعتیں پڑھتے ہیں اور اس کے بعد مزید دو رکعتیں پڑھتے ہیں، کیا یہ سنت سے ثابت ہیں، اگر ہیں تو باحوالہ تحریر فرمادیں، اور اگر کوئی یہ سنتیں پہلے نہ پڑھ سکے تو کیا بعد میں ان کو پڑھنا پڑے گا اور کس ترتیب سے پڑھی جائیں گی اور ان میں قضا کی نیت ہوگی یا ادا کی؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جواب

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک جمعہ سے پہلے چار سنتیں مؤکّدہ ہیں اور اسی طرح بعد میں بھی چار سنتیں مؤکدہ ہیں، البتہ جمعہ کے بعد کی چار مؤکدہ سنتوں کے بعد مزید دو رکعتوں کے سنتِ مؤکدہ ہونے میں اختلاف ہے، حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگردِ خاص ''حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ'' ان کو بھی سنتِ مؤکدہ قرار دیتے ہیں، پس احتیاط اس میں ہے کہ یہ دو رکعتیں بھی پڑھ لی جائیں لیکن اگر کوئی شخص یہ دو رکعتیں نہ پڑھے تو بھی کوئی گناہ کی بات نہیں (مستفاد از ''امداد الفتاویٰ'' جلد ۱ صفحہ ۶۵۹ و ''امداد المفتین'' صفحہ ۳۹۴، فصل فی الجمعۃ)

رہا یہ سوال کہ جمعہ کے بعد پہلے چار رکعتیں پڑھی جائیں یا دو رکعتیں؟ تو ان کو دونوں طریقوں سے پڑھنا جائز ہے۔ البتہ بعض حضرات کے نزدیک پہلے دو اور پھر چار پڑھنا افضل ہے اور بعض حضرات کے نزدیک پہلے چار اور پھر دو پڑھنا افضل ہے، ہمارے اکابر و مشائخ کا عمل بھی اسی کے مطابق ہے (والتفصیل فی درسِ ترمذی جلد ۲ صفحہ ۳۰۱)

اگر کسی کی جمعہ سے پہلے والی سنتیں مؤکدہ ادا کرنے سے رہ جائیں تو ان کو جمعہ کے فرضوں کے بعد ادا

کیا جائے گا اور اُن میں ادا کی ہی نیت ہوگی، قضاء کی نیت نہیں ہوگی؛ کیونکہ جمعہ کا وقت ابھی باقی ہے، جو کہ عصر کا وقت شروع ہونے پر ختم ہوتا ہے، صرف ترتیب بدلی ہے (کذافی امداد الفتاویٰ جلد ا صفحہ ۳۰۰ وصفحہ ۴۳۲)

اور ان پہلی سنتوں کو جمعہ کے فرضوں کے بعد پڑھنے میں افضل یہ ہے کہ جمعہ کے بعد والی چار سنتِ مؤکدہ ادا کرنے کے بعد ان پہلی سنتوں کو پڑھے، جن میں صرف نیت کا فرق ہوگا کہ یہ جمعہ سے پہلے کی سنتیں ہیں اور وہ جمعہ کے بعد کی (کذافی امداد الاحکام جلد ا صفحہ ۶۱۵)

حضورﷺ اور آپ کے صحابۂ کرام سے جمعہ سے پہلے اور جمعہ کے بعد کی چار، چار سنتیں اور بعض صحابۂ کرام سے جمعہ کے بعد چھ رکعتیں ثابت ہیں؛ نیز شرعی قیاس اور عقل کا تقاضا بھی یہ ہے کہ جمعہ سے پہلے چار رکعتیں سنت ہوں، نہ کہ بدعت، کیونکہ جمعہ کی نماز بالاتفاق ظہر کی نماز کا بدل ہے۔

اسی وجہ سے اگر کسی کی جمعہ کی نماز رہ جائے تو وہ ظہر کی چار رکعتیں پڑھتا ہے، اور ظہر سے پہلے چار رکعتیں سنت ہیں تو جمعہ سے پہلے بھی چار رکعتیں سنت ہوں گی۔ لہٰذا ان کو غیر ثابت یا بدعت کہنا نادانی اور لاعلمی کی علامت ہے۔ اور حضورﷺ بے شک زوال کے بعد جلدی جمعہ کی نماز ادا فرمالیا کرتے تھے، لیکن زوال کے بعد اتنا وقت موجود ہوتا تھا کہ اس میں سنتیں پڑھنا ممکن تھا۔

ذیل میں یہ مسئلہ احادیث وروایات کی روشنی میں ذکر کیا جا رہا ہے۔

(۱)......حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ اِغْتَسَلَ ثُمَّ اَتَى الْجُمُعَةَ فَصَلّٰى مَاقُدِّرَ لَهٗ ثُمَّ أَنْصَتَ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ خُطْبَتِهٖ ثُمَّ يُصَلِّىْ مَعَهٗ غُفِرَ لَهٗ مَابَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْأُخْرىٰ وَفَضْلُ ثَلاثَةِ أَيَّامٍ (صحيح مسلم، باب فضل من استمع وأنصت فى الخطبة)

ترجمہ: ''جس نے غسل کیا پھر جمعہ کے لیے حاضر ہوا، پھر اُس نے جو مقدر میں ہوئی نماز پڑھی، پھر خاموش رہا، یہاں تک کہ امام اپنے خطبہ سے فارغ ہوگیا، پھر امام کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھی تو اُس شخص کے دوسرے جمعہ تک اور تین دن مزید کے (صغیرہ) گناہ معاف کردیے جائیں گے'' (ترجمہ مکمل)

ظاہر ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم حضورﷺ کی اس بیان کردہ ترغیب پر عمل کرتے ہوئے جمعہ سے پہلے نماز کا اہتمام کرتے ہوں گے۔ لہٰذا جمعہ سے پہلے نماز کو بدعت نہیں کہا جا سکتا۔

Idara Ghufran

(۲)......حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ اَرْبَعًا بَعْدَ أَنْ تَزُوْلَ الشَّمْسُ قَبْلَ الظُّهْرِ وَقَالَ أِنَّهَا سَاعَةٌ تُفْتَحُ فِيْهَا أَبْوَابُ السَّمَآءِ وَأُحِبُّ أَنْ يَّصْعَدَ لِيْ فِيْهَا عَمَلٌ صَالِحٌ

(ترمذی، باب ماجاء فی الصلاۃ عند الزوال، حدیث نمبر ۴۴۰، جزء ۲ صفحہ ۲۹۴)

ترجمہ: ’’بے شک رسول اللہ ﷺ (دوپہر کو) زوال ہونے کے بعد ظہر سے پہلے چار رکعت پڑھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ ایسی گھڑی ہے جس میں (اعمال چڑھنے کے لیے) آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، اور میں اس چیز کو پسند کرتا ہوں کہ اُس میں میرا نیک عمل چڑھے‘‘ (ترجمہ مکمل)

فائدہ: اس حدیث میں حضور ﷺ کا دائمی عمل منقول ہے جس میں جمعہ کا دن بھی شامل ہے۔ ۱؎

(۳)......حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَرْكَعُ قَبْلَ الْجُمُعَةِ اَرْبَعًا وَبَعْدَهَا اَرْبَعًا لاَ يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ

(معجم کبیر طبرانی، جزء ۱۰، صفحہ ۲۷۶ حدیث نمبر ۱۲۵۰۶) ۲؎

ترجمہ: ’’رسول اللہ ﷺ جمعہ سے پہلے چار رکعتیں اور جمعہ کے بعد چار رکعتیں پڑھا کرتے تھے، ان کے درمیان میں (یعنی دو رکعت پر) سلام نہیں پھیرتے تھے‘‘ (ترجمہ مکمل)

۱؎ ولا يخفى أن علة مواظبته ﷺ على الأربع بعد الزوال وهى كونها ساعة تفتح فيها أبواب السماء مشتركة فى الأيام كلها وشاملة للجمعة وغيرها، فثبت كون الأربع قبل الجمعة سنة بعموم هذا الحديث، واذا انضم اليه ماورد فى مواظبته على الأربع قبل الجمعة بخصوصها مما ذكرناها قبل ازداد قوة، فالحق ماذهب اليه أصحابنا من أن الأربع قبل الجمعة سنة خلاف ماعليه الظاهرية ومن حذاحذوهم (أعلاء السنن جلد۷ صفحه ۱۵، باب النوافل والسنن)

۲؎ وفيه الحجاج بن ارطاة وعطية العوفى وكلاهما فيه كلام "مجمع الزوائد" (۱: ۲۲۰) قلت وكلام الهيثمى مشعر بأن ليس فى سند الطبرانى احد غيرهما متكلم فيه وأما الحجاج وعطية فقال العينى فى العمدة (۳: ۳۳۴) حجاج صدوق روى له مسلم مقرونا وعطية مشاه يحيى بن معين فقال فيه صالح اه. وفى التهذيب (۷: ۲۲۵، ۲۲۶) فى ترجمة عطية: قال ابوزرعة لين وقال ابن سعد كان ثقة ان شاء الله تعالىٰ، وله أحاديث صالحة ومن الناس من لا يحتج به اه. وضعفه آخرون فالحديث بسند الطبرانى حسن (أعلاء السنن جلد۷ صفحه ۱۴، باب النوافل والسنن)

فعلم أن سند الطبرانى ليس فيه غير حجاج وعطية أحد متكلم فيه وكلاهما حسن الحديث كما عرفتَ فلايصح تضعيف الحديث بكلام الحافظ والنووى الوارد فى سند ابن ماجة كمافعله بعض الناس (ايضاً)

(۴)......اورابنِ ماجہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت ان الفاظ میں مروی ہے:

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَرْكَعُ قَبْلَ الْجُمُعَةِ اَرْبَعًا لاَ يَفْصِلُ فِيْ شَيْئٍ مِّنْهُنَّ (ابنِ ماجه، باب ماجاء فى الصلاة قبل الجمعة) ۱

ترجمہ: ''حضور ﷺ جمعہ سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے، ان کے درمیان میں (یعنی دو رکعت پر) سلام نہیں پھیرتے تھے'' (ترجمہ مکمل)

(۵)......حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا:

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يُصَلِّيْ قَبْلَ الْجُمُعَةِ اَرْبَعًا وَبَعْدَهَا اَرْبَعًا يَجْعَلُ التَّسْلِيْمَ فِيْ آخِرِهِنَّ رَكْعَةً (المعجم الاوسط للطبرانی، حدیث نمبر ۱۶۷۷) ۲

ترجمہ: ''حضور ﷺ جمعہ سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے اور جمعہ کے بعد چار رکعتیں پڑھتے تھے، اور سلام صرف اخیر رکعت میں پھیرتے تھے'' (ترجمہ مکمل)

(۶)......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے فعل کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اَنَّهُ كَانَ يُصَلِّيْ قَبْلَ الْجُمُعَةِ اَرْبَعًا وَبَعْدَهَا اَرْبَعًا (المعجم الاوسط للطبرانی، حدیث نمبر ۴۱۰۶، قال الطبرانی لم یرو هذاالحدیث عن خصیف الا عتاب بن بشیر)

ترجمہ: ''حضور ﷺ جمعہ سے پہلے چار رکعتیں اور جمعہ کے بعد چار رکعتیں پڑھتے تھے'' (ترجمہ مکمل)

---

۱ وأسناده ضعيف (راجع للتفصيل ''أعلاء السنن'' جلد۷ صفحه ۱۴، باب النوافل والسنن)
ولكن لايتوقف ثبوت التطوع قبل الجمعة وبعدها على هٰذه الرواية الواحدة، فلا يضر ضعف سندها. والله اعلم. محمد رضوان

۲ مذکورہ حدیث کی پوری سند درجِ ذیل ہے:

حدثنااحمد قال:نا شباب العصفری قال:نا محمد بن عبدالرحمن السهمی قال:ناحصین بن عبدالرحمن السلمی عن ابی اسحاق عن عاصم بن ضمرةعن علی الخ

علامہ ظفر احمد عثمانی صاحب رحمہ اللہ اس روایت کی سند پر کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وقال الحافظ فی الفتح (۲:۳۵۵):وفيه محمد بن عبدالرحمن السهمی وهو ضعيف عندالبخاری وغيره،وقال الاثرم:انه حديث واه اه،قلت محمد بن عبدالرحمن هذا قال فيه ابن عدی:عندی لاباس به،وذكره ابن حبان فی الثقات ،كما فی ''اللسان''(۵:۲۴۵)فالرجل مختلف فيه وحديث مثله حسن ،وبقية رجاله ثقات، ويشعر به سكوت الحافظ عنهم ايضا ،وقال علی القاری فی ''المرقاة''(۲:۱۲):وقد جاء باسناد جيد كما قال الحافظ العراقی:انه عليه السلام كان يصلی قبلها اربعاه(اعلاء السنن ج۷ ص۱۳ ،باب النوافل والسنن)

(۷)......اورحضرت عبداللہ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے:

كَانَ يُصَلِّيْ قَبْلَ الْجُمُعَةِ أَرْبَعًا (مصنف ابن ابی شیبة جلد۲ باب نمبر ۴۶)

ترجمہ: ''وہ جمعہ سے پہلے چار رکعت پڑھا کرتے تھے'' (ترجمہ مکمل)

(۸)......مشہور تابعی حضرت ابراہیم نخعی سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

كَانُوْا يُصَلُّوْنَ قَبْلَهَا اَرْبَعًا (مصنف ابن ابی شیبة جلد۲ صفحه ۴۰)

ترجمہ: ''صحابہ (رضی اللہ عنہم) جمعہ (کی نماز) سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے'' (ترجمہ مکمل)

فائدہ: حضرت ابراہیم نخعی مشہور اور جلیل القدر تابعی ہیں اور وہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں یہ فرمارہے ہیں کہ وہ جمعہ سے پہلے چار رکعتیں پڑھا کرتے تھے، ظاہر ہے کہ صحابۂ کرام یہ عمل حضور ﷺ سے سُن کر یا آپ ﷺ کو دیکھ کر ہی کیا کرتے تھے۔

پس مذکورہ احادیث اور صحابۂ کرام کے قول وفعل سے معلوم ہوا کہ جمعہ سے پہلے چار رکعتیں سنت ہیں، اور ان سنتوں کو غیر ثابت یا بدعت قرار دینا سخت نالائقی اور گستاخی کی بات ہے۔

اس کے بعد جب ہم جمعہ کے بعد کی سنتوں پر غور کرتے ہیں تو ہمیں حضور ﷺ اور صحابۂ کرام سے چار رکعتوں کا ثبوت ملتا ہے (بعض روایات پہلے گذر چکیں) اور بعض روایات سے چھ رکعتوں کا ثبوت ملتا ہے۔

(۹)......حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشادفرمایا:

اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيُصَلِّ بَعْدَهَا اَرْبَعًا (مسلم، باب الصلاة بعد الجمعة، واللفظ لهٗ، نسائی، مسند احمد، صحيح ابنِ حبان)

ترجمہ: ''تم میں سے جو شخص جمعہ (کی نماز) پڑھ لے، تو اسے چاہیے کہ جمعہ کی نماز کے بعد چار رکعتیں پڑھے'' (ترجمہ مکمل)

(۱۰)......حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے ہی ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے ارشادفرمایا:

مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مُصَلِّيًا بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ اَرْبَعًا (مسلم، باب الصلاة بعد الجمعة، واللفظ لهٗ، ابوداؤد، ترمذی وسنن الكبرى بيهقی جلد۳ صفحه ۲۴۰) [۱]

---

[۱] دلالته علىٰ تاكيد الاربع بعد الجمعة ظاهرة والصارف اللامر عن الوجوب ماورد فى بعض روايات الحديث عند مسلم ايضاً، من كان منكم مصليا بعد الجمعة فليصل اربعااه، قال العلامة النووى فى شرح مسلم نبه بقوله من كان منكم مصليا علىٰ انها سنة ليست واجبة اه (اعلاء السنن جلد۷ صفحه ۸، ۹ باب النوافل والسنن)

Idara Ghufran

ترجمہ: ’’تم میں سے جو شخص جمعہ کی نماز کے بعد نماز پڑھے تو اُسے چاہیے کہ چار رکعتیں پڑھے‘‘ (ترجمہ مکمل)

(۱۱)......حضرت عطا بن سائب حضرت ابوعبدالرحمٰن السلمی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَأْمُرُنَا اَنْ نُّصَلِّيَ قَبْلَ الْجُمُعَةِ اَرْبَعًا وَبَعْدَهَا اَرْبَعًا حَتّٰى جَاءَ نَا عَلِيٌّ فَاَمَرَنَا اَنْ نُّصَلِّيَ بَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ اَرْبَعًا (مصنف عبد الرزاق، جلد۳ صفحه ۲۴۷، حديث نمبر ۵۵۲۵ واللفظ لهٗ، معجم كبير للطبراني حديث نمبر ۹۴۳۶) [۱]

ترجمہ: ’’(حضرت عبداللہ) بن مسعود (رضی اللہ عنہ) ہمیں جمعہ کی نماز سے پہلے چار رکعتیں اور جمعہ کی نماز کے بعد چار رکعتیں پڑھنے کا ہمیں حکم فرماتے تھے؛ یہاں تک کہ حضرت علی (رضی اللہ عنہ) ہمارے پاس تشریف لائے، تو انہوں نے ہمیں حکم دیا کہ ہم جمعہ کی نماز کے بعد (پہلے) دو رکعتیں پڑھیں پھر چار رکعتیں (یعنی جمعہ کے بعد کُل چھ رکعتیں) پڑھیں‘‘ (ترجمہ مکمل)

فائدہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا جمعہ سے پہلے اور جمعہ کے بعد چار رکعتوں کا حکم اور اَمر فرمانا، ان کے سنتِ مؤکدہ ہونے کی دلیل ہے، کیونکہ اگر یہ نفل یا غیر مؤکدہ سنتیں ہوتیں تو آپ ان کی ترغیب تو دیتے، لیکن حکم و تاکید نہ فرماتے، اور یہ کہنا بھی درست نہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ صرف قیاس آرائی سے یہ حکم فرماتے ہوں، کیونکہ اس جیسا حکم تو مرفوع حدیث کا درجہ رکھتا ہے، اور بظاہر ان کا یہ حکم فرمانا حضور ﷺ کے کسی قول و فعل کی وجہ سے ہوسکتا ہے۔

اور جمعہ سے پہلے اور بعد کی سنتوں کے مختلف سندوں سے ثابت ہونے کی وجہ سے بعض سندوں کا ضعف

---

[۱] وفى الدراية رجاله ثقات اهٔ. (ص ۱۳۳) وفى آثار السنن اسناده صحيح (۲: ۹۶) (اعلاء السنن جلد۷ صفحه ۱۰)

قلت فيه عطاء ابن السائب وهو صدوق اختلط كما فى التقريب (ص ۱۴۵) ولكن رواية الثورى ومثله من القدماء عنه قبل الاختلاط قال الحافظ فى التهذيب ويحصل لنا من مجموع كلامهم ان سفيان الثورى وشعبة وزهير اوزائدة وحماد بن زيد وايوب عنه صحيح ومن عداهم يتوقف فيه الا حماد بن سلمة فاختلف قولهم والظاهر انه سمع منه مرتين (۷: ۲۰۷) قلت وجزم الهيثمى فى مجمع الزوائد (۱: ۱۸۳) بكون حماد روى عنه قبل الاختلاط وبالجملة فلاشك فى صحة اسناد الحديث المذكور فى المتن لكونه من رواية سفيان عنه (اعلاء السنن جلد ۷ صفحه ۹ و ۱۰، باب النوافل والسنن)

بھی ختم ہوجاتا ہے۔ [1]

(۱۲)......حضرت قتادہ سے مروی ہے:

اَنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ كَانَ يُصَلِّىْ قَبْلَ الْجُمُعَةِ اَرْبَعَ رَكْعَاتٍ وَبَعْدَهَا اَرْبَعَ رَكْعَاتٍ قَالَ اَبُوْاِسْحَاق وَكَانَ عَلِيٌّ يُصَلِّىْ بَعْدَ الْجُمُعَةِ سِتَّ رَكْعَاتٍ وَبِهٖ يَأْخُذُ عَبْدُ الرَّزَّاقُ (مصنف عبد الرزاق، جلد۳ صفحه ۲۴۷، حديث نمبر ۵۵۲۴، واللفظ لهٗ، ترمذى، باب ماجاء فى الصلاة قبل الجمعة وبعدها)

ترجمہ: ''بے شک (حضرت عبداللہ) بن مسعود (رضی اللہ عنہ) جمعہ (کی نماز) سے پہلے چار رکعتیں پڑھا کرتے تھے اور جمعہ (کی نماز) کے بعد بھی چار رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔
حضرت ابواسحاق فرماتے ہیں کہ حضرت علی (رضی اللہ عنہ) جمعہ کے بعد چھ رکعتیں پڑھتے تھے۔
یہ روایت نقل کرنے کے بعد امام عبدالرزاق نے فرمایا کہ یہی (یعنی جمعہ کے بعد چھ رکعات پڑھنے کی) میری رائے ہے'' (ترجمہ مکمل)

اور معجم کبیر میں یہ روایت حضرت قتادہ کے بجائے حضرت ابواسحاق سے مروی ہے (ملاحظہ ہو: معجم کبیر طبرانی جلد۸ صفحہ۲۵۲، حدیث نمبر ۹۴۴۰)

(۱۳)......حضرت جبلۃ بن سحیم حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل اس طرح روایت کرتے ہیں:

اَنَّهٗ كَانَ يُصَلِّىْ قَبْلَ الْجُمُعَةِ اَرْبَعًا لَا يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ بِسَلَامٍ ثُمَّ بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ اَرْبَعاً (شرح معانى الآثار، باب التطوع بالليل، جزء ۲ صفحه ۱۹۱) [2]

ترجمہ: بے شک وہ (یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) جمعہ کی نماز سے پہلے چار رکعتیں

---

[1] وهو موقوف فى حكم المرفوع فان الظاهر انه انما كان يأمر بهٰذا لماثبت عندهٗ من النبى ﷺ فيه شئ (اعلاء السنن جلد۷ صفحه ۱۰)
وحملهٗ علىٰ مطلق التنفل لايصح اصلاً فان مطلق النفل لايؤمر به ولايعلم بل يرغب فيه فكان امرهٗ بها وتعليمه اياها دليل علىٰ ان الاربع هٰذه كانت مؤكدة عنده ولاسبيل الىٰ اثباتها بالقياس فقط كمااعترف به الخصم، فالموقوف فيه مرفوع حكماً وقد تأيد هٰذا الموقوف بماورد فى الباب من الاحاديث المرفوعة التى ضعفها الحافظ فى الفتح وابن القيم فى زاد المعاد والانصاف أن بعضها حسن لايطلق عليه الضعف، وان سلم فتعدد الطرق يرفع الضعيف الى الحسن، والحسن الى الصحيح، فان لم يكن كل واحد من هذه الآثار حسنا فمجموعها لاينزل عن الحسن، وهو مؤيد لما فى أثر ابن مسعود وسنده صحيح (اعلاء السنن جلد۷ صفحه ۱۲)

[2] وأسنادهٗ صحيح كما فى آثار السنن (۲:۹۶) (اعلاء السنن جلد ۷ صفحه ۱۷، باب النوافل والسنن)

پڑھتے تھے، جن کے درمیان سلام نہیں پھیرتے تھے، پھر جمعہ کی نماز کے بعد دو رکعتیں، پھر چار رکعتیں پڑھتے تھے'' (ترجمہ مکمل)

(۱۴)......حضرت علقمہ بن قیس سے روایت ہے کہ:

اَنَّ بْنَ مَسْعُوْدٍ صَلّٰی یَوْمَ الْجُمُعَةِ بَعْدَ مَاسَلَّمَ الْأِمَامُ اَرْبَعَ رَكْعَاتٍ (رواه الطبرانی فی الكبير ورجالهٗ ثقات، ''مجمع الزوائد'' جلد ۱ صفحه ۳۴۹)

ترجمہ: ''بے شک حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن امام کے سلام پھیرنے کے بعد چار رکعات پڑھیں'' (ترجمہ مکمل)

(۱۵)......حضرت عطا بن سائب حضرت ابوعبدالرحمٰن سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

كَانَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ يُعَلِّمُنَا اَنْ نُّصَلِّیَ اَرْبَعَ رَكْعَاتٍ بَعْدَ الْجُمُعَةِ حَتّٰی سَمِعْنَا قَوْلَ عَلِیٍّ ''صَلُّوْا سِتًّا'' قَالَ أَبُوْعَبْدِ الرَّحْمٰنِ ''فَنَحْنُ نُصَلِّیْ سِتًّا'' قَالَ عَطَاءٌ أَبُوْعَبْدِالرَّحْمٰنِ يُصَلِّیْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ اَرْبَعًا (معجم طبرانی کبیر، جزء ۸ صفحه ۲۵۱، حدیث نمبر ۹۴۳۵) [۱]

ترجمہ: ''(حضرت عبداللہ) بن مسعود (رضی اللہ عنہ) ہمیں جمعہ کی نماز سے پہلے چار رکعتیں اور جمعہ کی نماز کے بعد چار رکعتیں پڑھنے کی تعلیم دیتے تھے؛ یہاں تک کہ حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کا ہم نے یہ قول سُن لیا کہ تم چھ رکعت پڑھو۔ ابوعبدالرحمٰن نے فرمایا کہ پس ہم چھ رکعتیں پڑھتے ہیں، حضرت عطاء نے فرمایا کہ ابوعبدالرحمٰن جمعہ کے بعد پہلے دو اور پھر چار (یعنی کُل چھ) رکعتیں پڑھتے تھے'' (ترجمہ مکمل)

(۱۶)......حضرت ابوعبدالرحمٰن حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مَنْ كَانَ مُصَلِّيًا بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ سِتًّا (شرح معانی الآثار، باب التطوع بعد الجمعة،

---

[۱] وعطاء بن السائب ثقة ولكنه اختلط ''مجمع الزوائد'' (۱: ۲۲۰) قلت: أخرجه الطحاوی (۱: ۱۹۹) بلفظ علم ابن مسعود الناس أن يصلوا بعد الجمعة أربعاً، فلما جاء علی علمهم أن يصلوا ستا. بطريق سفيان عن عطاء، وحديث سفيان عنه صحيح لكونه روی عنه قبل الاختلاط ثم أخرجه من طريق اسرائيل، عن أبی أسحاق، عن أبی عبد الرحمن، ليس فيه عطاء، فالحديث صحيح، صححه النيموی فی ''آثار السنن'' بلفظ الطحاوی (۱: ۹۶) (اعلاء السنن جلد ۷ صفحه ۱۶، باب النوافل والسنن)

Iqra Ghufran

جزء ۲ صفحہ ۹۵) [۱]

ترجمہ: ’’تم میں سے جو شخص جمعہ کی نماز کے بعد نماز پڑھے تو اُسے چاہیے کہ چھ رکعتیں پڑھے‘‘(ترجمہ مکمل)

(۱۷)......حضرت عطاء سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا:

كَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا صَلىَّ الْجُمُعَةَ صَلّٰى بَعْدَهَا سِتَّ رَكْعَاتٍ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ اَرْبَعًا

(مصنف ابنِ ابی شیبة، جزء۲ صفحہ ۴۱)

ترجمہ: ’’حضرت ابنِ عمر جب جمعہ کی نماز پڑھ لیتے تو اس کے بعد چھ رکعتیں پڑھتے، پہلے دو رکعتیں پڑھتے تھے پھر چار رکعتیں پڑھتے تھے‘‘(ترجمہ مکمل)

اس کے علاوہ بعض روایات میں حضورﷺ کا جمعہ کی نماز کے بعد دو رکعت پڑھنا مذکور ہے۔

(۱۸)......چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے:

اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ (مسلم، باب الصلاة بعد الجمعةواللفظ له ،ابوداوٗد، باب الصلاة بعد الجمعة، مصنف ابنِ ابی شیبة جلد۲ صفحہ ۴۰)

ترجمہ: ’’بے شک حضورﷺ جمعہ (کی نماز) کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے‘‘(ترجمہ مکمل)

اس قسم کی روایات کا صحیح مطلب دوسری روایات کو سامنے رکھتے ہوئے (جن میں آپﷺ اور صحابہ کے قول فعل سے چار رکعت پڑھنا ثابت ہے) یہ ہے کہ حضورﷺ جمعہ کے بعد چار رکعتوں کے علاوہ مزید دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے، اور اس طرح جمعہ کے بعد کُل چھ رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔

اور کیونکہ یہ چار رکعتیں پڑھنا حضورﷺ کے قول وفعل دونوں سے ثابت ہے، جبکہ دو رکعتیں حضورﷺ کے صرف فعل اور بعض صحابہ سے چھ رکعات ثابت ہیں، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جمعہ کے بعد چار رکعات تو مؤکدہ سنت ہیں اور مزید دو رکعتیں سنتِ غیر مؤکدہ ہیں، یا پھر یہ کہا جائے گا کہ جمعہ کے بعد کی چار رکعتوں کی تاکید زیادہ ہے بنسبت مزید دو رکعتوں کے (کذا فی اعلاء السنن) فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

محمد رضوان۔۲/صفر المظفر ۱۴۲۹ھ

دارالافتاء والاصلاح ادارہ غفران راولپنڈی

---

[۱] وفی آثار السنن اسنادهٗ صحیح(۲ : ۹۲) (اعلاء السنن جلد ۷صفحہ ۱۶ ، باب النوافل والسنن)

Idara Ghufran

کیا آپ جانتے ہیں؟　　ترتیب: مفتی محمد یونس

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

سوالات و جوابات

ان مضامین کو ریکارڈ کرنے کی خدمت مولانا محمد ناصر صاحب نے، ٹیپ سے نقل کرنے کی خدمت مولانا ابرار ستی صاحب نے اور نظر ثانی، ترتیب و تخریج نیز عنوانات قائم کرنے کی خدمت مولانا مفتی محمد یونس صاحب نے انجام دی ہے، اللہ تعالیٰ ان سب کی خدمات کو شرفِ قبولیت عطا فرمائیں......ادارہ

---

۱۷ ربیع الاول ۱۴۲۴ھ، بروز جمعہ کے سوالات اور حضرت مدیر کی طرف سے ان کے جوابات۔

بینک سے سود پر رقم لے کر مکان وغیرہ تعمیر کرنا

سوال: کیا سود پر قرض لے کر مکان وغیرہ تعمیر کیا جا سکتا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں، کہ حکومت نے عوام کے فائدے کے لئے ایک سکیم نکالی ہے، اس سکیم سے آپ مکان بنا سکتے ہیں، اور کاروبار چلا سکتے ہیں، اور وہ اس پر سود بھی لیتے ہیں، تو اگر سود دینا بھی حرام اور لینا بھی حرام تو ہم اس سکیم سے کیسے فائدہ اٹھا سکتے ہیں؟

جواب: جواب یہ ہے کہ پہلے یہ طے کرنا ضروری ہوگا کہ سود دینا فائدہ اٹھانا ہے یا نقصان اٹھانا ہے، تو سمجھ لینا چاہئے کہ شریعت کہتی ہے کہ سود دینا بھی گناہ بلکہ سخت گناہ ہے، اور لینا بھی گناہ بلکہ سخت گناہ ہے اور گناہ میں نقصان ہوتا ہے فائدہ نہیں ہوتا، اور جس اسکیم کے بارے میں سوال کیا گیا ہے وہ سودی اسکیم ہے، جس میں شامل ہونا فائدہ اٹھانا نہیں ہے، بلکہ نقصان اٹھانا ہے، معلوم ہوا کہ اس سکیم سے بچنا نقصان سے بچنا ہوا فائدے سے محروم ہونا نہ ہوا، اور اس سے منع کرنا اور روکنا دراصل نقصان سے روکنا اور بچنا ہوا۔

گناہ سے بچنا فائدہ حاصل کرنے سے مقدم ہے

اسی سلسلے میں فرمایا

جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:　　”وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا“

یعنی شراب اور جُوّے کا گناہ ہونا ان کے فائدہ سے بڑا ہے“

شراب اور جوئے میں کچھ فائدے بھی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو حرام قرار دے دیا، اس کی وجہ سے ہم ان

سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے ہیں،تو اللہ تعالیٰ نے خود بتادیا کہ فائدے سے بڑھا ہوا نقصان، گناہ کا ہے،تو اس لئے گناہ سے بچنا فائدے سے مقدم ہے(ملاحظہ ہومعارف القرآن ج ۱ صفحہ ۵۲۱)

لہٰذا حکومت کو چاہئے کہ وہ ایسی اسکیمیں جاری کرے،جن میں شریعت کے اصولوں کا لحاظ رکھا گیا ہو، یاد رکھیے ہمارے حکمرانوں کا ایمان کمزور ہونے کی وجہ سے یہ بات سمجھ نہیں آرہی، یہ کہتے ہیں کہ اگر ہم غریب لوگوں کو مکان بنانے اور تجارت کرنے کے لئے مفت میں پیسے دے دیں گےتو ہمارے پاس کہاں سے آئیں گے،اسی سلسلے میں مزید فرمایا کہ:

قرآن یہ کہتا ہے: ''یَمْحَقَ اللّٰہُ الرِّبَا وَیُرْبِی الصَّدَقَاتِ''

کہ اللہ تبارک وتعالیٰ سود کے ذریعے سے مال کو گھٹاتے ہیں،اور صدقات کے ذریعے سے مال کو بڑھاتے ہیں(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہومعارف القرآن ج ۱ صفحہ ۶۵۳)

تو جس کا عقیدہ قرآن پر ہوگا وہ بغیر سود کے دے گا اور اس کے مال میں اضافہ ہوگا،اور ہماری معیشت چند دنوں میں ان شاء اللہ پروان چڑھ جائے گی،لیکن اس کے لئے قرآن والا ایمان چاہئے ۔قرآن تو صاف کہہ رہا ہے اس میں کوئی شک وشبہ ہو ہی نہیں سکتا، یہ کوئی اجتہادی بات نہیں ہے،لیکن حکمران اور بیوروکریٹ یہ کہہ رہے ہیں کہ سود ختم کرکے ہم پیچھے چلے جائیں گے،ترقی نہیں رہے گی،تو معلوم ہوا کہ یہ بات قرآن سے ہٹ کر کی جارہی ہے،کافروں کا اندھا قانون یہ کہتا ہے کہ سود مال کو بڑھاتا ہے،اور صدقہ مال کو گھٹاتا ہے،اور قرآن پر آئیں گےتو وہ یہ کہتا ہے کہ صدقہ مال کو بڑھاتا ہےاور سود مال کو گھٹاتا ہے،

شریعت کی توہین کا ایک انداز

ایک جگہ میں نے پڑھا کہ آج کل صورت حال یہ ہے کہ جولوگ شریعت کو گالی نہیں دے سکتے وہ علما کو گالی دیتے ہیں،علماء کو گالی اس لیے دیتے ہیں کہ علماء شریعت کو بیان کررہے ہوتے ہیں،اور کچھ نہیں، جو عالم شریعت کو بیان کررہا ہے اس سے چڑ پیدا ہوگئی،اب اگر وہ شریعت کو گالی دیں گےتو پھر اپنے لوگ ہی یہ کہیں گے کہ بھائی تُو تو مسلمان ہی نہیں رہا،اس لئے مجبوری کے تحت وہ شریعت کی بجائے شریعت دان کو گالی دیتے ہیں۔

یہ ایسا ہی ہوگیا جیسا کہ کوئی وکیل قانون صحیح بتارہا ہو،تو بجائے اس کے کہ کوئی بے وقوف گالی قانون کو دے، وہ اٹھا کر وکیل کو دیدے،اس لئے کہ اگر قانون کو برا بھلا کہا تو توہینِ قانون کا دعویٰ ہوجائے گا،اس لئے

وکیل کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا، ایسے شخص کو سب لوگ بے وقوف کہیں گے۔

اہلِ علم حضرات اگر سود کا حرام ہونا بیان کرتے ہیں، اور بتلاتے ہیں، تو یہ بیوروکریٹ لوگ علماء کے خلاف چڑھائی شروع کر دیتے ہیں، بعض دفعہ کہتے ہیں کہ ہمیں علماء (مولویوں) والا اسلام نہیں چاہیئے۔ اگر دیکھا جائے تو علماء نے کون سا قصور کیا ہے؟ آپ اچھے والا اسلام لے آؤ۔ لا کر کے تو دکھاؤ، نہ یہ کہ کفر والی باتیں اختیار کر کے یہ کہا جائے کہ علماء کا اسلام نہیں چاہیئے، تو ہم جواب میں یہ کہتے، کہ پھر کیا کفر والا اسلام چاہیئے؟

اسی طرح ان سے جب کہا جاتا ہے کہ اسلام نافذ کرو تو وہ یہ کہتے ہیں ہمیں ملّاؤں والا اسلام نہیں چاہیئے، تو ہم ان سے یہ کہتے ہیں کہ علماء کو ایک طرف رکھو، اور آپ اسلام نافذ کرلو، یہ کیا کہ اسلام کو تو نافذ کرنا نہیں اور جو اسلام کو جاننے والے ہیں، کہ چور کی سزا ہاتھ کاٹنا ہے سود کی سزا یہ ہے، تو فوراً اس کے پیچھے چڑھائی شروع ہو جاتی ہے۔

یہ دراصل ان لوگوں کی مجبوری ہے ورنہ اگر اُن کا بس چلے تو یہ سیدھا سیدھا اپنے گلے سے اسلام ہی کا طوق نکال کے پھینک دیں، اور اسلام کو ہی نعوذ باللہ براہِ راست گالی دینا شروع کر دیں، لیکن مجبوری ہے کیا کریں اس لئے یہ لوگ براہِ راست اسلام پر کیچڑ اچھالنے کے بجائے علمائے اسلام پر کیچڑ اچھالتے ہیں، اور انہیں طرح طرح سے بدنام کرنے کی کوشش کرتے ہیں، لیکن یاد رکھئے کہ اس طرح کی مکاری اور عیاری سے انسان اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے نہیں بچ سکتا۔

﴿بقیہ متعلقہ صفحہ ۹۶ ''اخبارِ ادارہ''﴾

جناب فیضان صاحب، مولوی عبدالسلام صاحب اور بندہ امجد بھی شریکِ دعوت تھے۔

- ......بدھ ۲۹/ ذی الحجہ حضرت مدیر صاحب دامت برکاتہم ایک معاملہ میں صدر تشریف لے گئے۔
- ......بدھ ۶/محرم بعد ظہر طلبہ کرام کے لئے اصلاحی بیان ہوا۔
- ......جمعرات ۳۰/ ذی الحجہ مفتی محمد یونس صاحب ایک یوم کے لئے بضرورت اپنے وطن تشریف لے گئے۔
- ......جمعرات ۱۴/محرم حضرت مدیر صاحب جناب عبدالحق صاحب کی دعوت پر صدر میں عشائیہ پر مدعو تھے۔
- ......جمعرات ۱۴/محرم مولانا عبدالسلام صاحب رسالہ ھٰذا کے امور کے سلسلہ میں لاہور تشریف لے گئے۔
- ......جمعرات ۲۱/محرم حضرت مدیر صاحب جناب شہزاد صاحب کے یہاں عشائیہ پر مدعو تھے۔
- ......مسجد کے تعمیری مشاغل کی وجہ سے بعض معمولات میں ردوبدل اور وقفہ ہوا۔

Idara Ghufran

عبرت کدہ ﴿اِنَّ فِیْ ذَالِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ﴾ ابوجویریہ

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

حضرت اسماعیل علیہ السلام (قسط۱)

جیسا کہ گزشتہ سے پیوستہ شمارے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ کے ذیل میں گذرا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے نیک صالح اولاد کی دعا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس طرح عرض کیا:

رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ (سورہ صافات آیت ۱۰۰)

ترجمہ: ''اے میرے پروردگار! مجھے نیک اولاد عطا فرما''

تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو قبول فرمالیا، اور حضرت ہاجرہ سے آپ کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پیدائش ہوئی، اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر ۸۶ سال تھی، اور فرشتہ کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ کے بیٹے کا نام ''اسماعیل'' رکھا گیا۔ [۱]

ابھی حضرت اسماعیل علیہ السلام شیر خوارگی ہی کی عمر میں تھے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت اسماعیل علیہ السلام اوران کی والدہ حضرت ہاجرہ کوحجاز مکہ کے لق ودق صحرا وبیابان میں ٹھہرایا (جہاں اس وقت بیت اللہ اور زمزم کا کنواں ہے)

اس حکم کی وجہ یہ ہوئی تھی بیت اللہ شریف کی تعمیر جو طوفانِ نوح میں بے نام ونشان ہوگئی تھی، جب اللہ تعالیٰ نے اس کی دوبارہ آبادکاری کا ارادہ فرمایا تو اپنے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کواس کے لئے منتخب فرمایا، ان کو ملکِ شام سے اپنی بیوی حضرت ہاجرہ اور صاحبزادے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اس بے آب وگیاہ مقام میں منتقل کر کے ٹھہرانے اور چھوڑ جانے کا حکم فرمایا۔

---

[۱] اسماعیل ''اسمع'' اور ''ایل'' دولفظوں سے مرکب ہے، عبرانی زبان میں ''ایل'' اللہ کے مرادف ہے، اور عربی زبان کے لفظ ''اسمع'' اور عبرانی زبان کے لفظ ''شماع'' کے معنیٰ ہیں ''سن'' چونکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے کی ولادت کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا سن لی اوراس لئے ان کا یہ نام رکھا گیا، عبرانی زبان میں اس کا تلفظ ''شماع ایل'' ہے، انگریزی کے نام ''شموئیل'' کی اصل یہی ہے۔

اس وقت یہ جگہ پہاڑوں سے گھری ہوئی تھی اور یہاں ایک چٹیل میدان تھا، دوردور تک نہ پانی تھا اور نہ آبادی کا نام ونشان تھا۔

اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ملکِ شام کی طرف واپس ہونے کا حکم ملا، جس جگہ حکم ملا تھا وہیں سے تعمیلِ حکم میں روانہ ہوگئے، بیوی اور شیر خوار بچہ کو اس لق ودق جنگل میں چھوڑنے کا جو طبعی اور فطری اثر تھا اس کا اظہار تو اس دعا سے ہوتا ہے جو بعد میں کی گئی، مگر اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں اتنی دیر بھی گوارا نہیں فرمائی کہ حضرت ہاجرہ کو خبر دے دیں، اور کچھ تسلی کے الفاظ کہہ دیں اور کھانے پینے کا کل سامان جو ان کے پاس چھوڑ کر جارہے تھے ایک توشہ دان میں کھانے کی کوئی چیز اور ایک مشکیزہ میں پانی تھا۔

جب حضرت ہاجرہ نے ان کو جاتے ہوئے دیکھا تو بار بار آوازیں دیں کہ اس جنگل میں آپ ہمیں کس کے سہارے پر چھوڑ کر جارہے ہیں، جہاں نہ کوئی انسان ہے نہ زندگی کا سامان، مگر حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے مڑ کر نہیں دیکھا، تب حضرت ہاجرہ کو خیال ہوا کہ اللہ کے حکم کی تعمیل میں شاید اس طرح کر رہے ہوں، تو آواز دے کر پوچھا کہ:

''کیا آپ کو اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہاں چھوڑ جانے کا حکم دیا ہے''

تب حضرت ابرہیم علیہ السلام نے مڑ کر جواب دیا کہ ہاں! حضرت ہاجرہ نے یہ سن کر فرمایا:

''اِذًا لَایُضَیِّعُنَا''

''یعنی اب کوئی پرواہ نہیں، وہ مالک ہمیں ضائع نہیں کرے گا''

صحیح بخاری میں حضرت ابراہیم واسماعیل علیہما السلام کے متعلق ایک طویل روایت دوجگہ آتی ہے، جس میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی زندگی کے حالات مذکور ہیں، آگے ہم صحیح بخاری کی اسی روایت کو بنیاد بناتے ہوئے اس روایت کی تشریح وتوضیح کرتے ہوئے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے حالاتِ زندگی پر روشنی ڈالیں گے۔

اوپر جو حضرت اسماعیل علیہ السلام اوران کی والدہ حضرت ہاجرہ کو بے آب وگیاہ ریگستان میں ٹھہرانے کا واقعہ ذکر ہوا اس کو حدیث کے الفاظ میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں:

اَوَّلَ مَااتَّخَذَ النِّسَاءُ الْمِنطَقَ مِنْ قِبَلِ اُمِّ اِسْمَاعِيْلَ اِتَّخَذَتْ مِنْطَقًا لَتُعَفِّیَ اَثَرَهَا

عَلٰی سَارَةَ ثُمَّ جَاءَ بِهَا اِبْرَاهِيْمُ وَبِابْنِهَا اِسْمَاعِيْلَ وَهِيَ تُرْضِعُهٗ حَتّٰى وَضَعَهُمَا عِنْدَ الْبَيْتِ عِنْدَدَوْحَةٍ فَوْقَ زَمْزَمَ فِيْ اَعْلَى الْمَسْجِدِ وَلَيْسَ بِمَكَّةَ يَوْمَئِذٍ اَحَدٌ وَلَيْسَ بِهَا مَاءٌ فَوَضَعَهُمَاهُنَالِكَ وَوَضَعَ عِنْدَ هُمَا جِرَابًا فِيْهِ تَمْرٌ وَسِقَآءٌ فِيْهِ مَآءٌ ثُمَّ قَفَّى اِبْرَاهِيْمُ مُنْطَلِقًا فَتبِعَتْهُ اُمُّ اِسْمَاعِيْلَ فَقَالَتْ يَآاِبْرَاهِيْمُ اَيْنَ تَذْهَبُ وَتَتْرُكُنَا بِهٰذَالْوَادِيْ الَّذِيْ لَيْسَ فِيْهِ اِنْسٌ وَلَاشَيْئٌ فَقَالَتْ لَهٗ ذٰلِكَ مِرَارًا وَجَعَلَ لَايَلْتَفِتُ اِلَيْهَا فَقَالَتْ لَهٗ أَاللّٰهُ الَّذِيْ اَمَرَكَ بِهٰذَا قَالَ نَعَمْ قَالَتْ اِذَنْ لَايُضَيِّعُنَا ثُمَّ رَجَعَتْ فَانْطَلَقَ اِبْرَاهِيْمُ حَتّٰى اِذَا كَانَ عِنْدَ الثَّنِيَّةِ حَيْثُ لَايَرَوْنَهٗ اِسْتَقْبَلَ بِوَجْهِهِ الْبَيْتَ ثُمَّ دَعَا بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ وَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ:

رَبَّنَا اِنِّيْ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ (سورہ ابراھیم آیت۳۷)الخ

ترجمہ: ’’عورتوں میں پٹکا (کام اورمصروفیت کے وقت کمر پر کپڑا) باندھنے کا طریقہ اسماعیل علیہ السلام کی والدہ (حضرت ہاجرہ علیہا السلام) سے چلا ہے، سب سے پہلے انہوں نے پٹکا اس لئے باندھا تھا تاکہ (پٹکا باندھ کر خود کو خادمہ کی صورت میں پیش کر کے) سارہ علیہا السلام کی ناراضگی کو دور کردیں، پھر انہیں اوران کے بیٹے اسماعیل کو ابراہیم (علیہما السلام) ساتھ لے کر نکلے، اس وقت ابھی آپ اسماعیل علیہ السلام کو دودھ پلاتی تھیں اور بیت اللہ کے قریب ایک بڑے درخت کے پاس جو زمزم کے اوپر مسجد الحرام کے بالائی حصہ میں تھا انہیں لاکر بٹھا دیا، ان دنوں مکہ کسی بھی انسان کے وجود سے خالی تھا اور ہاجرہ کیپاس پانی بھی نہیں تھا، ابراہیم علیہ السلام نے ان دونوں کو وہیں چھوڑ دیا اوران کے لئے ایک چمڑے کے تھیلے میں کھجور اورایک مشکیزہ میں پانی رکھ دیا (کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم یہی تھا) پھر ابراہیم علیہ السلام (ملکِ شام آنے کے لئے) روانہ ہوئے، اس وقت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ان کے پیچھے پیچھے آئیں اور کہا کہ اے ابراہیم! اس بے آب وگیاہ وادی میں جہاں کوئی بھی متنفس وجاندار نہیں آپ ہمیں چھوڑ کر کہاں جارہے ہیں؟ انہوں نے باربار اس جملے کو دہرایا، لیکن ابراہیم علیہ السلام ان کی طرف نہیں دیکھتے تھے، آخر ہاجرہ علیہا السلام نے پوچھا کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا حکم

دیا ہے؟ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں!اس پر ہاجرہ علیہا السلام بول اٹھیں کہ پھر اللہ تعالیٰ ہمیں ضائع نہیں کرے گا، چنانچہ وہ واپس آ گئیں اورابراہیم علیہ السلام روانہ ہوگئے جب وہ ''ثنیہ'' مقام پر جہاں سے یہ لوگ آپ کونہیں دیکھ سکتے تھے پہنچے تو آپ نے بیت اللہ کی طرف رخ کر کے ان الفاظ میں دعا کی اور ہاتھ اٹھا کر عرض کی:

''اے ہمارے رب میں اپنی اولاد کو (یعنی اسماعیل علیہ السلام کواوران کے واسطے سے ان کی نسل کو) آپ کے معظم گھر (یعنی خانہ کعبہ) کے قریب (جو کہ پہلے سے یہاں بنا ہوا تھا اور ہمیشہ سے لوگ اس کا ادب کرتے آئے تھے) ایک (چھوٹے سے) میدان میں جو (بوجہ سنگستان ہونے کے) زراعت کے قابل (بھی) نہیں، آباد کرتا ہوں، اے ہمارے رب (بیت الحرام کے پاس اس لئے آباد کرتا ہوں) تا کہ وہ لوگ نماز کا (خاص) اہتمام رکھیں (اور چونکہ یہ اس وقت چھوٹا سا میدان ہے) تو آپ کچھ لوگوں کے قلوب ان کی طرف مائل کر دیجئے (کہ یہاں آ کر رہیں سہیں تا کہ آبادی اور رونق ہوجائے) اور (چونکہ یہاں زراعت وغیرہ نہیں ہے اس لئے) ان کو (محض اپنی قدرت سے) پھل کھانے کو دیجئے تا کہ یہ لوگ (ان نعمتوں کا) شکر کریں۔

دعا تو ہر انسان مانگتا ہے مگر مانگنے کا سلیقہ ہر ایک کونہیں ہوتا، انبیاء علیہم السلام کی دعائیں سبق آموز ہوتی ہیں، ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ کیا چیز مانگنے کی ہے اور کیا چیز مانگنے کی نہیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مذکورہ دعا کے ضمن میں بہت سی ہدایات اور مسائل ہیں (جن کا ذکر ان شاءاللہ تعالیٰ اگلی قسط میں کیا جائے گا)

(جاری ہے............)

طب وصحت حکیم محمد فیضان

طبی معلومات ومشوروں کا مستقل سلسلہ

بیر (JUJUBA) سدر

بیر ایک مشہور پھل ہے۔ بطور میوہ کثرت سے کھایا جاتا ہے۔ بعض روایات میں منقول ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام زمین پر تشریف لائے تو انہوں نے یہاں جو پھل سب پہلے نوش فرمایا وہ بیر تھا۔

قرآن مجید میں بیر کا کئی جگہ پر ذکر کیا گیا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ بیری کے پھل کا کسی سے کیا مقابلہ کہ اس کے تین اہم اوصاف ہیں (۱) اس کے درخت کا سایہ گھنا اور ٹھنڈا ہوتا ہے (۲) اس کو لذیذ پھل لگتے ہیں (۳) اس سے اچھی خوشبو آتی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کو لذیذ پھل قرار دینے اور اسے جنت کا میوہ ہونے کی حیثیت سے اہمیت عطا فرمانے کے بعد اس کے پتوں کو صفائی کے لئے منفرد قرار دیا ہے۔ ابن قیمؒ نے بھی بیر کو بڑی مفید چیز قرار دیا ہے، اسے اسہال اور معدہ کی کمزوری کے لئے لاجواب قرار دیا ہے۔ ان کا مشاہدہ ہے کہ یہ نظام ہضم کی اصلاح کر کے اسے صحیح حالت پر لاتا ہے۔

بالمکی جی نے بھی بیر کا ذکر گیتا میں کیا ہے، گیتا کے ایک اشلوک میں رام جی کو بیر پیش کئے جانے کا ذکر موجود ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بیر ہندوستان میں بھی کافی پہلے سے پایا جاتا ہے۔

کہتے ہیں کہ بیر کا اصل وطن چین ہے، جہاں پر اس کے درخت ۹ میٹر تک بلند ہوتے ہیں۔ بیر کے درخت کا تنا موٹائی میں کم ہوتا ہے اگر درخت پچاس فٹ اونچا بھی ہو تو یہ گولائی میں آٹھ فٹ کے قریب ہوتا ہے۔ اس کی شاخوں کا پھیلاؤ خوب ہوتا ہے۔ اس کی ٹہنیوں میں ایک کانٹا سیدھا اور ایک مڑا ہوا لگتا ہے۔ پھاگن کے مہینہ میں اس کے پھل پکتے ہیں۔

بیر کی کئی اقسام پائی جاتی ہیں چند کے نام ان میں سے یہ ہیں (۱) جنگلی بیر جو کہ جھاڑیوں پر لگتے ہیں کچے پھل کا رنگ سبز ہوتا ہے جو کہ ذائقے میں کھٹے یا پھیکے ہوتے ہیں۔ پکنے پر ان کا رنگ گہرا سرخ ہو جاتا ہے مزہ بھی کھٹا میٹھا ہوتا ہے۔ (۲) صوفی مٹھی یہ بیر چھوٹے اور میٹھے ہوتے ہیں (۳) صوفی کھیتی یہ نئی قسم کہلاتی ہے اور زیادہ تر راجپوتانے کے علاقے میں ملتی ہے۔ (۴) پیوندی بیر سیب کی ساتھ پیوندی بیری کو

لمبے بیر لگتے ہیں جو کھانے میں بہت میٹھے اور زیادہ گودے والے ہوتے ہیں اور ان سے خوشبو بہت آتی ہے۔(۵) کاٹھے بیر یہ گول ہوتے ہیں اور کچے کا ذائقہ کھٹا ہوتا ہے مگر پکنے پر سرخ رنگت ذائقہ میں کھٹے میٹھے ہو جاتے ہیں۔

عربی زبان میں بیر کو سدر۔ انگریزی میں جوجوبی فروٹ۔ بنگالی میں گل پھل۔ گجراتی میں بورو۔ تیلگو میں ایگو پنڈو کہتے ہیں۔

مزاج: اطبا کے نزدیک بیر کا مزاج سرد اول خشک اول ہے۔

بیر کے چند فوائد اور خواص: بیر میں وٹامن سی گلوکوز کے اجزا ہوتے ہیں۔ آج کل عام جسمانی کمزوری کے لئے وٹامن بی تجویز کیا جاتا ہے، بیر میں وٹامن بی پایا جاتا ہے۔ بیر گرم مزاجوں کے لئے بہت موافق ہے صفرا اور خون کے جوش اور پیاس کو تسکین دیتا ہے، اس لئے بلڈ پریشر میں بھی بیر بہت مفید ہے۔ اسہال میں مفید ہے جو طبیعت میں صفراوی مادہ اور جراثیمی سوزش کی وجہ سے آ رہے ہوں۔ آنتوں کو طاقت دیتا ہے اور آنتوں کی خراش اور جلن کو دور کرتا ہے۔ اگرچہ دیر ہضم اور قلیل الغذا ہے مگر جو کچھ بھی غذا اس سے حاصل ہوتی ہے وہ عمدہ ہوتی ہے۔ گری ہوئی طبیعت کو بحال کرتا ہے۔ طبیعت میں لطافت اور خشکی پیدا کرتا ہے۔ کھانے سے پہلے کھایا جائے تو بھوک بڑھاتا ہے۔ یہ پیچش کے لئے مستعمل ہے۔ بیر کھانے سے پیٹ کے کیڑے مر جاتے ہیں۔ اس کا جوشاندہ بڑھی ہوئی تلی کو کم کرتا ہے۔ تبخیر معدہ میں مفید ہے، معدہ کو طاقت دیتا ہے۔ کھانا ہضم کرتا ہے۔ منہ کے چھالے دور کرنے کے لئے کیکر اور بیری کی چھالوں کے جوشاندہ سے کلیاں کرنا مفید ہے۔ بیری اور نیم کے پتے گھوٹ کر گنج پر لگانے سے بال نکل آتے ہیں۔ بیری کے پتے اور ریٹھے پانی میں پکا کر اس پانی سے سر دھونے سے بال مضبوط چمکدار اور لمبے ہوتے ہیں ہوتے ہیں، اور سر کی خشکی ختم ہو جاتی ہے۔ جنگلی کچے بیر جن میں ابھی گٹھلی نہ پڑی ہو سایہ میں سکھا کر سفوف بنالیں یہ جریان اور سیلان الرحم میں فائدہ دیتا ہے۔ اسی درخت کی جڑ کی چھال کو بھی جریان اور سیلان الرحم میں استعمال کرتے ہیں۔ دستوں اور پیچش میں بیر کو بھون کر کھانا چاہئے۔ بیر بہت زیادہ مقدار میں نہیں کھانے چاہئیں۔

واللہ اعلم بالصواب

اخبار ادارہ مولانا محمد امجد حسین

ادارہ کے شب وروز

□......جمعہ یکم/ ۸/ ۱۵/ ۲۲/محرم الحرام کوحسبِ معمول تینوں مسجدوں میں جمعہ سے پہلے وعظ اور جمعہ کے بعد مسائل کی نشستیں منعقد ہوتی رہیں۔

□......جمعہ ۸/محرم،مولوی خلیل اللہ صاحب موضع سکوٹ سے تشریف لائے،ہفتہ کو صبح واپسی ہوئی۔

□......جمعہ ۱۵/محرم حضرت مدیرصاحب نے جناب یاسین صاحب (ولد حاجی سرفراز خان مرحوم) کا سیٹلائٹ ٹاؤن میں نکاحِ مسنون پڑھایا۔

□......ہفتہ ۲/محرم شعبہ ناظرہ (بنین) بعد ظہر تا عصر کی دو جماعتوں پر مولانا ساجد صاحب پڑھانے پر مامور ہوئے

□......ہفتہ ۱۶/محرم حضرت مدیرصاحب نے جناب بلال صاحب (کوہاٹی بازار) کی والدہ کا جنازہ ڈھوک الٰہی بخش کے قبرستان کے جنازہ گاہ میں پڑھایا۔

□......ہفتہ ۲۳/محرم حضرت مدیرصاحب کا پشاور روڈ اور صدر میں ایک ثالثی کے فیصلے کے سلسلے میں جانا ہوا۔

□......اتوار ۲۶/ ذی الحجہ و ۳/ ۱۰/ ۲۴/محرم بعد عصر ہفتہ وار مجلسِ ملفوظات ہوئی اور بعد ظہر بزمِ ادب بھی ہوئی۔

□......اتوار ۳/محرم حضرت اقدس مدیر صاحب دامت برکاتہم بمع اہلِ خانہ اپنے عزیز قاری فضل الحکیم صاحب (برادرِ نسبتی) کے ہاں عشائیہ میں مدعو تھے۔

□......اتوار ۱۷/محرم بندہ امجد کا دو یوم کی رخصت پر بضرورت اپنے وطن جانا ہوا، سوموار ۱۸/محرم کی شام کو واپسی ہوئی

□......پیر ۱۸/محرم حضرت مدیرصاحب صادق آباد میں ایک جگہ عشائیہ پر مدعو تھے۔

□......منگل ۲۱/ ذی الحجہ تعلیمی شعبوں کے اسباق تعطیلات کے بعد شروع ہوگئے، ملکی حالات انتشار کا شکار ہونے کی وجہ سے تین یوم تعلیمی شعبہ بند رہا۔

□......منگل ۴/محرم حضرت مدیرصاحب کا ایک ثالثی کے فیصلے کے سلسلے میں راولپنڈی کچہری جانا ہوا۔

□......منگل ۲۶/محرم حضرت اقدس مدیرصاحب دامت برکاتہم بمع اہلِ خانہ اپنے برادرِ نسبتی قاری فضل الحکیم صاحب (سابق استاد ادارہ غفران) کے چھوٹے بیٹے کے انتقال پر تعزیت کے لیے کھنہ ڈاک تشریف لے گئے؛ ان کے دو سالہ بیٹے عبدالرحمٰن کا ۲۲/محرم بروز جمعہ انتقال ہوگیا تھا، اللہ تعالیٰ متوفی کو والدین کے لیے باعثِ فرط اور ذخیرۂ آخرت بناتے ہوئے نعم البدل عطا فرمائیں۔

□......منگل ۲۶/محرم حضرت مدیرصاحب دامت برکاتہم شام کو جناب عرفان اکبر صاحب (گوالمنڈی) کی دعوت میں شریک ہوئے،

﴿بقیہ صفحہ ۸۹ پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

اخبارِ عالم

ابرار حسین ستی

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم و مفید حالات و واقعات، حادثات و تغیرات

8 جنوری 2008ء بمطابق 28 ذی الحجہ 1428ھ: پاکستان: اسامہ کی پاکستان موجودگی کے دعوے بے بنیاد ہیں، کسی کو اپنے ملک میں آپریشن نہیں کرنے دیں گے، صدر، وزیراعظم ● پاکستان: 10 لاکھ ٹن گندم سمگل ہونے کا اعتراف، آٹا بحران ایک ماہ میں ختم ہوجائے گا، ذمہ دار خود عوام ہیں، حکومت **9 جنوری:** پاکستان: اقتصادی رابطہ کمیٹی کا اجلاس، گندم کی ذخیرہ اندوزی کرنے والوں کے خلاف سخت کارروائی کا فیصلہ ● پاکستان: ڈی جی آئی ایس پی آر تبدیل، میجر جنرل اطہر عباس نئے ڈی جی مقرر **10 جنوری:** پاکستان: ہماری حدود میں کارروائی کی باتیں افسوسناک ہیں، امریکی صدارتی امیدوار پاکستان کی قیمت پر مہم نہ چلائیں، صدر پرویز ● پاکستان: انتخابات منصفانہ نہ ہوئے تو کانگرس پاکستان کے خلاف کوئی بھی ایکشن لے سکتی ہے، امریکی سینیٹر ● پاکستان: بارش برف باری جاری، شاہراہ قراقرم متعدد مقامات پر بند، مانسہرہ میں مکان گرنے سے 2 جاں بحق **11 جنوری 2008ء بمطابق یکم محرم الحرام 1429ھ بروز جمعہ:** پاکستان: لاہور خود کش حملے میں 22 پولیس اہلکاروں سمیت 26 جاں بحق **12 جنوری:** پاکستان: قبائلی علاقوں میں آنے والے پچھتائیں گے، اتحادی فوج کی بغیر اجازت کارروائی حملہ تصور کریں گے، صدر پرویز مشرف ● پاکستان: محرم الحرام کا آغاز 35 اضلاع حساس پنجاب میں رینجرز طلب، موٹر سائیکل پر ڈبل سواری کی پابندی **13 جنوری:** پاکستان: امریکہ نے امداد بند کرنی ہے تو دوسرا حلیف تلاش کرے، صدر پرویز مشرف ● پاکستان: لدھا سیکورٹی فورسز کی کارروائی 50 عسکریت پسند جاں بحق، کوتا نو بانڈی اور منجا پر گن شپ ہیلی کاپٹروں سے بمباری، نقل مکانی تیز **14 جنوری:** پاکستان: حقائق تک پہنچنے کے لئے بے نظیر کی نعش کا پوسٹمارٹم ہونا چاہئے صدر پرویز مشرف ● پاکستان: آٹا بحران پر احتجاج، مظاہرے، 349 فلور ملوں پر رینجرز تعینات، بلوچستان میں صورتحال کشیدہ، چمن بارڈر پر 30 ٹرک آٹا ضبط **15 جنوری:** پاکستان: کراچی، بم دھماکہ، مہمند ایجنسی میں جھڑپیں 46 جاں بحق ● پاکستان: انتخابات کے دوران شرپسند عناصر کو دیکھتے ہیں گولی مارنے کا حکم، قومی حکومت بنے گی نہ الیکشن ملتوی ہوں گے، صدر پرویز مشرف ● پاکستان: بے نظیر بھٹو قتل کیس، سکاٹ لینڈ یارڈ کے 6 ماہرین حاصل شدہ مواد لے کر برطانیہ روانہ، جدید آلات سے تفتیش آگے بڑھائیں گے، واضح رہے کہ اس ٹیم کے 3 افراد ابھی تک پاکستان میں ہیں **16 جنوری:** پاکستان: غیر مقبول ہوا تو اقتدار چھوڑ دوں گا، کسی بھی لیڈر کے ساتھ کام کرنے پر تیار

ہوں،صدر پرویز مشرف ✍ **17 جنوری :** پاکستان: جنوبی وزیرستان ،سکاؤٹس قلعے پر حملہ،جھڑپ 8 اہلکار 40 عسکریت پسند جاں بحق ✍ پاکستان: صدر پرویز کی زیر صدارت اعلیٰ سطحی اجلاس،بجلی اور پٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں میں اضافے ،بجٹ اہداف پر نظر ثانی کی منظوری ✍ **18 جنوری :** پاکستان: پشاور،امام بارگاہ میں خودکش دھماکہ،10 جاں بحق،20 زخمی ✍ پاکستان: FG بوائز پرائمری سکول گوالمنڈی میں گیس دھماکہ،کلاس انچارج اور 14 بچے جلس گئے ✍ **19 جنوری :** پاکستان: جنوبی وزیرستان،فورسز کی کارروائی،90 عسکریت پسند جاں بحق ✍ **20 جنوری :** پاکستان: ٹانک جنوبی وزیرستان،سیکورٹی فورسز کا آپریشن،50 عسکریت پسند گرفتار، لدھا میں جیٹ طیاروں کی مختلف اہداف پر شدید بمباری ✍ **21 جنوری :** پاکستان: (تعطیل اخبار بوجہ عاشورۂ محرم) ✍ **22 جنوری :** پاکستان: چارسدہ: آئی بی کے ڈائریکٹر نثار محمد خان احاطہ مسجد میں قتل ✍ پاکستان: بے نظیر قتل کی تحقیقات مکمل ،اسکاٹ لینڈیارڈ کی ٹیم (کے باقی ماندہ افراد بھی) برطانیہ واپس ✍ **23 جنوری :** پاکستان: نگران وفاقی کابینہ کا اجلاس،کم آمدنی والوں کے لئے راشن کارڈ جاری کرنے کا فیصلہ ✍ پاکستان: پاکستان ناکام ریاست ہے نہ اس کے ٹوٹنے کا امکان،انتخابات میں مذہبی جماعتوں کو کاری ضرب لگے گی،صدر پرویز مشرف ✍ **24 جنوری :** پاکستان: خیبر ایجنسی میں خودکش دھماکہ،2 جاں بحق،جنوبی وزیرستان میں بڑا آپریشن شروع محسود علاقے میں فوج کی نفری بڑھا دی گئی ✍ پاکستان: ڈنائٹ آپریشن راولپنڈی سے 6 افراد گرفتار،خودکش حملوں میں استعمال ہونے والی جیکٹس برآمد ✍ **25 جنوری :** پاکستان: جس دن قوم نے مسترد کیا اقتدار چھوڑ دوں گا،صدر پرویز مشرف ✍ پاکستان: اسلام آباد میں وکلاء کی ریلی، پولیس کا لاٹھی چارج،شیلنگ ،درجنوں زخمی،معزول چیف جسٹس کو رہائش گاہ خالی کرنے کا حتمی نوٹس جاری ✍ **26 جنوری :** پاکستان: درہ آدم خیل فورسز کا آپریشن، 40 عسکریت پسند،10 اہلکار جاں بحق ✍ پاکستان: قبائلی علاقوں میں فوج بھیجنا چاہتے ہیں ،امریکہ، پاک فورسز آپ سے بہتر کام کرسکتی ہیں،صدر پرویز ✍ پاکستان: میں خودکار فنگر پرنٹ شناختی نظام نے کام شروع کردیا، جرائم سے نمٹنے میں مدد ملے گی،وزیراعظم ✍ **27 جنوری :** پاکستان: درہ آدم خیل ،جھڑپوں میں 25 عسکریت پسند 5 اہلکار جاں بحق،کوہاٹ ٹنل تباہ کرنے کی کوشش ناکام ✍ **28 جنوری :** پاکستان: کوہاٹ ٹنل پر قبضے کے متضاد دعوے،لڑائی جاری 24 عسکریت پسند 2 اہلکار جاں بحق ✍ پاکستان: راولپنڈی آتش زدگی کے گودام میں دھماکے سے 3 منزلہ عمارت منہدم،2 افراد جاں بحق 8 زخمی ✍ **29 جنوری :** پاکستان: لندن میں مشرف براؤن ملاقات،حق اورمخالفت میں مظاہرے،بچوں کو سکول فراہم کردیں وہ مدارس نہیں جائیں گے،صدر پرویز مشرف ✍ پاکستان: درہ آدم خیل،جھڑپیں جاری،مزید 4 جاں بحق،کوہاٹ ٹنل پر فوج کا قبضہ،بنوں میں یرغمال بنائے گئے سکول کے 250 طلبا

رہااغواء کار جرگے کے حوالے ۔ پاکستان: اسلام آباد میں سینئر امریکی سفارتکار کی خودکشی، لاش پمز پہنچتے ہی امریکی سفارتی اہلکار پہنچ گئے، ڈاکٹروں کو کسی کو معلومات دینے سے روک دیا **30 جنوری:** پاکستان: میر علی میں گھر پر میزائل حملہ 12 جاں بحق، وزیرستان سے ملحقہ علاقے افغان علاقے میں نیٹو فورسز کی بڑے آپریشن کے لئے تیاریاں، جاسوس طیاروں کی پروازیں، پاکستانی سرحدی حدود کی خلاف ورزی ۔ پاکستان: مولانا فضل الرحمٰن کے گھر کے قریب دھماکہ، قائدِ جمعیت خیریت سے ہیں، اہلخانہ ۔ پاکستان افغان جنگ کے وقت سے دہشتگردی کا شکار ہے، جو مغرب نے شروع کی تھی، صدر پرویز **31 جنوری:** پاکستان: درہ آدم خیل 13 مغوی فوجیوں کی لاشیں برآمد، رزمک اور لدھا قلعوں پر حملے 2 اہلکار جاں بحق **یکم فروری:** پاکستان: گیس بحران شدت اختیار کر گیا، سی این جی اسٹیشن اور کارخانے بند، اربوں کا نقصان، لاکھوں مزدوروں بے روزگاری کا سامنا **2 فروری:** پاکستان: شمالی وزیرستان، خودکش حملے میں 7 اہلکار جاں بحق، 15 زخمی درہ آدم خیل سے اغوا کئے گئے اسلحہ کے بھرے مزید 3 ٹرک برآمد **3 فروری:** پاکستان: اشیاضروریہ کی فراہمی یقینی بنائی جائے، مصنوعی بحرانوں کے ذمہ دار کسی رعایت کے مستحق نہیں، صدر مشرف **4 فروری:** واشنگٹن: پاکستان میں آزاد عدلیہ کا معاملہ اب آسانی سے حل نہیں ہوگا، امریکہ **5 فروری:** پاکستان: راولپنڈی خودکش حملہ 8 جاں بحق 46 زخمی **6 فروری:** پاکستان: یوم یکجہتی کشمیر، ملک بھر میں مظاہرے، اسلام آباد میں ریلی پر لاٹھی چارج 2 زخمی **7 فروری:** پاکستان: جنوبی وزیرستان، فوجی ہیلی کاپٹر کو حادثہ میجر جنرل سمیت 8 افسران جاں بحق ۔ پاکستان: مقامی طالبان کا وزیرستان سے سوات تک سیز فائر کا اعلان، بیت اللہ محسود کے ساتھ امن معاہدہ ہوسکتا ہے، وزیر داخلہ **8 فروری:** پاکستان: سویلین اداروں سے فوجی افسران کی واپسی کور کمانڈر کانفرنس نے پالیسی کی منظوری دے دی **9 فروری:** پاکستان: دھماکہ اور فائرنگ کرنے والا ایک ہی تھا، بینظیر کی موت، سر گاڑی کی چھت کے ساتھ ٹکرانے سے ہوئی، سکاٹ لینڈ یارڈ کی تحقیقاتی رپورٹ جاری ۔ پاکستان: پاک افغان سرحد پر آپریشن، نیٹو فوجی پانچ افراد کے سر کاٹ کر ساتھ لے گئے، سربریدہ لاشیں مقامی افراد نے دفنادیں ۔ پاکستان: برفباری سے بالائی علاقوں میں مواصلاتی نظام درہم برہم، نتھیا گلی میں تودہ گرنے سے 4 افراد زخمی ۔ پاکستان: بجلی، گیس بحران، تشویشناک ہے باتوں کے بجائے منصوبوں کو عملی جامہ پہنایا جائے، صدر پرویز ۔ پاکستان: لال مسجد کے اسیر خطیب دوبارہ ریسٹ ہاؤس منتقل، مولانا فضل الرحمان کی ملاقات، مدارس کی بحالی کے لئے باوقار مذاکرات کی یقین دہانی، ملاقات میں قاری سعید الرحمان اور لال مسجد کے قائم مقام خطیب مولانا عبدالغفار بھی موجود تھے۔

Rights of Fellowmen on the Day of Judgment

Aysha siddiqa(R.A)narrated that, once, a person came in the august presence of the Apostle of God (S.A.W)and sat in front of him. He, then, said, :I have some slaves (whose condition is that some times)they tell me a lie or steal my property or disobey me , and I (on such occasions)scold them and some times, I also punish them. How it is going to turnout for me on the day of final judgment (i.e., how is God going to judge between me and the slaves)?" The Prophet (S.A.W) replied,: God will dispense justice, correctly on the Day of Requital. If the punishment you mete out to them is proportionate to their faults, you will neither get nor have to give any thing.(from: Meaning and Message of the Traditions. Vol:1 section xxi)